حضرات اکابر رحمہم اللہ کی مبارک روحانی صحبتوں اور جلیل المرتبت کتب سے ماخوذ

تعلیمات اکابر



بابا منصور علی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ (سعودی عرب)

خلیفہ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی نور اللہ مرقدہ،
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

مرتب: مفتی ظفر الاسلام سیفی
جامعہ فاروق اعظم مری

ناشر: شعبہ نشر و اشاعت جامعہ فاروق اعظم مری
(جنرل بس اسٹینڈ مری) راولپنڈی

نام کتاب: تعلیمات اکابر

مرتب: مفتی ظفر الاسلام سیفی
جامعہ فاروق اعظم مری

ناشر: شعبہ نشر و اشاعت جامعہ فاروق اعظم، مری،
(جنرل بس اسٹینڈ) مری، راولپنڈی

صفحات: 352

سن اشاعت: مارچ 2022ء

اسٹاکسٹ ہول سیل ڈیلر
الخلیل پبلشنگ ہاوس
فضل داد پلازہ راولپنڈی۔
051-5553248, 03315459409

انتساب

من جانب :بابا منصور علی خان زید مجدہ

اپنے ماں باپ کے نام جنھوں نے حلال آمدنی سے پرورش کی اور ہر چیز میں رجوع الی اللہ سکھایا، نیز ان بزرگوں کے نام جن کی توجہات ورہبری ہر پل شامل حال رہی بالخصوص حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ،حضرت مولانا ڈاکٹرعبدالحی عارفیؒ، حضرت بابا نجم احسن صاحبؒ، ولی کامل حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئیؒ اور حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجرمدنی کہ ان تمام بزرگوں سے مجالست، معیت اور مکاتبت کا شرف اللہ رب العزت نے نصیب فرمایا۔

نیز اپنے ان بزرگوں کے بھی نام جن سے باقاعدہ مکاتبت تو نہ ہوسکی مگر قدرے مجالست اوران کی رہبری اللہ کریم نے نصیب فرمائی بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ، حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ، چودھری روشن علی صاحبؒ خلیفہ مجاز مفتی محمد حسنؒ، حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتیؒ، عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ، حضرت بڑے قاری صاحب ہردوئیؒ، حضرت مولانا قمر الزمانؒ الہ آبادی، حضرت مولانا آفتاب احمد صاحبؒ صاحبزادہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی ثم المدنیؒ، حضرت مولانا فقیر محمد صاحبؒ۔

اور اپنے ان تمام بزرگوں کے بھی نام جن سے ملاقات وزیارت کا شرف تو حاصل ہوا مگر براہ راست مکاتبت ومجالست نصیب نہ ہوسکی۔ نور اللہ مراقدھم

فہرست مضامین

پیش لفظ

مع

مختصر تعارف بابا منصور علی خان زید مجدہ

از: مرتب

حضرت بابا منصور علی خان صاحب حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز ہیں، آپ کا اسم گرامی ''منصور علی خان'' ہے جبکہ آپ کے والد کا نام ''حامد علی خان'' تھا، آپ ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کے شہر ''اسلام نگر، ضلع بدایوں، یوپی'' میں پیدا ہوئے، تقسیم کے وقت پاکستان ہجرت فرما کر کراچی تشریف لے آئے، ۱۹۷۱ء میں UET LAHORE سے آپ نے کیمیکل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی، اسی سال سعودی عرب تشریف لے گئے، آپ نے ۱۹۷۱ء ہی میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مرید اور حضرت مولانا پیر عبد الغفور نقشبندیؒ کے خادم خاص سید حشمت علی مدنیؒ کی صاحبزادی سے مدینہ منورہ میں شادی فرمائی، جن سے آپ کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں، ۱۹۷۱ء سے لے کر ۲۰۰۵ء تک ایک کمپنی ''PETROMIN OILS'' میں مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دیتے رہے، آپ ''BRITISH PETROLEUM UK'' کے سابق ممبر بھی رہے، آپ کے والد گرامی ''حامد علی خان'' صاحب بھی ''عدن یمن'' میں حکومت پاکستان کے قائم مقام سفیر اور سعودیہ میں ''HEAD OF CHANCERY'' رہے۔

۱۹۶۱ء میں آپ کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلے کا تعارف اور حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، آپ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ سے نہ صرف باضابطہ
شرف بیعت حاصل کیا بلکہ مجالس وخدمت کے اہتمام کی
سعادت بھی نصیب ہوئی، حتی کہ حضرت کا خادم ہونے کا
شرف بھی حاصل ہوا، درحقیقت ہمارے ایک ناظرہ کے
قاری صاحب اوران کی جانب سے عطا کردہ حضرت
تھانویؒ کی ایک کتاب ہی میری ساری روحانی نسبتوں کی
وہ خشت اول ہے جس نے نہ صرف میری زندگی کی کایا
پلٹی بلکہ مجھے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے حلقہ مستفیدین
ومریدین میں شمولیت کا اعزاز وافتخار بھی عطا فرمایا''۔

حضرت بابا منصور علی خان زید مجدہ حضرت مفتی اعظمؒ کی خدمت کے دورانیہ کی حسین یادوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے ایک ایسا واقعہ بھی سناتے ہیں جس میں ہمارے سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے، چنانچہ حضرت زید مجدہ فرماتے ہیں:

''میں ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظمؒ کی خدمت پر مامور
تھا، حضرتؒ نے غالباً اپنے کسی معمول کی ادائیگی کے لیے
مجھے اس وقت کسی کو اندر نہ آنے دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ
میں تعمیلاً للحکم نگرانی کرنے لگا، ابھی کچھ دیر ہی گذری تھی
کہ ایک نہایت بارعب ووجیہ مگر متین ونفیس بزرگ
حضرت کی زیارت وملاقات کے لیے تشریف لائے، ان
کی وجاہت وجلال کے سامنے مجھے کچھ کہنے کی سکت

ہو پا رہی تھی نہ روک سکنے کی ہمت ہو رہی تھی، بالآخر ہمت
کر کے ان کی خدمت میں اس قدر ہی عرض کر پایا کہ یہ
حضرت کی یکسوئی کا وقت ہے اور حضرت نے کسی کو اندر نہ
آنے دینے کا حکم فرمایا ہے، خیال ہوا کہ یہ بات ان کے
لیے کہیں بار خاطر نہ ہوئی ہو، مگر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا
کہ وہ نہایت متانت کے ساتھ بے تکلفانہ واپس تشریف
لے گئے، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بزرگ ''رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ'' تھے۔

حضرت بابا منصور علی خان صاحب زید مجدہ کی جانب سے حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی معیت ومجالس کا اہتمام حضرتؒ کی وفات تک رہا، حضرت مفتی اعظمؒ کی زندگی میں بیعت کا اگرچہ تعلق حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ ہی سے تھا مگر اس دورانیے میں آپ حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ اور بابا نجم احسنؒ کی خدمت ومجالس میں بھی برابر حاضر ہوتے رہے، پھر حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ سے شرف بیعت حاصل کر کے حضرت عارفیؒ سے باقاعدہ روحانی تعلق قائم فرمایا اور ان کی خدمت میں مداومت کے ساتھ حاضری کے شرف سے بہرہ ور ہوئے، پاپوش نگر سمیت متعدد مقامات میں حضرت کی مجالس کا کما حقہ اہتمام رکھا، حضرت عارفیؒ کے ملفوظات کو اکثر قلمبند فرماتے بلکہ انہیں حرز جاں بنایا، چنانچہ آج بھی آپ کے کردار وگفتار میں حضرت عارفی رحمہ اللہ کے بار بار حوالے حضرتؒ سے آپ کے گہرے ومضبوط روحانی واصلاحی تعلق کا پتہ دیتے ہیں، آپ کے ملفوظات میں ہر دوسری

بات کا انتساب حضرت عارفی رحمہ اللہ ہی کی طرف ہوتا ہے، گویا آپ کے ملفوظات حضرت عارفیؒ کے ارشادات کا عکس و پرتو ہیں، شائد یہی وجہ ہے کہ اپنے ارشادات کو آپ نے کوئی بھی دوسرا نام دینے کے بجائے ''تعلیمات اکابر'' تجویز فرمایا، آپ فرماتے ہیں کہ

''مجھے دین کے جو دو چار الفاظ آتے ہیں یہ اپنے اکابر
قدس اللہ اسرارھم کی مبارک صحبتوں کا فیضان اور ان کی
روحانی نسبتوں کا عملی مظہر ہیں ''۔

حضرت عارفی رحمہ اللہ کے حسرت ناک سانحہ ارتحال کے بعد آپ نے مدینہ منورہ میں حضرت اقدس حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ سے ان کے قیام سعودیہ کے دوران باقاعدہ اصلاحی تعلق قائم فرمالیا، حضرت ہردوئی رحمہ اللہ سے آپ کا یہ تعلق بالکل منفرد اور نہایت مضبوط و مستحکم تھا، آپ اکثر فرماتے ہیں کہ '' دیگر اکابر کے ساتھ اگر میرا فقط مجالس وخدمت کا تعلق رہا تو حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ''مجالس وخدمت'' کے ساتھ ساتھ ''معیت'' کا تعلق بھی رہا''۔

چنانچہ حرمین کی بار بار حاضریوں اور بالخصوص روضہ نبوی پر سلام میں آپ کو بکثرت حضرت کی معیت حاصل رہی بلکہ حضرت کے ساتھ متعدد حج بھی کیے، آپ فرماتے ہیں کہ '' وہ تمام حج میری زندگی کے یادگار ہیں''، آپ حضرتؒ کے مزاج ومذاق کو حضرت تھانویؒ کا پرتو فرماتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ

''حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ کے
تربیت واصلاح کے مزاج ومذاق میں حضرت تھانوی
رحمہ اللہ کا رنگ غالب تھا ''۔

حضرتؒ کے تذکرے کے وقت آپ کے ہر بن مو سے عشق ومحبت کی کیفیات چھلکتی نظر آتی ہیں، حضرتؒ کی مجالس کے ازحد اہتمام اور مضبوط اصلاحی تعلق کے باوصف متعدد اسفار میں حضرتؒ کی معیت آپ اپنی زندگی کے سنہری دور میں شمار فرماتے ہیں، حضرت ہردوئیؒ اپنے قیام سعودیہ کے دوران آپ کو یاد فرماتے، آپ کے پاس تشریف لے جاتے اور آپ کو مسلسل مجالست وخدمت کا موقع بہم پہنچاتے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ حضرت بغیر کسی اطلاع کے میرے گھر تشریف لائے، وہ دن ہمارے آفس ڈیز میں سے تھا لیکن میں اس دن طبیعت خرابی کے سبب اتفاقاً دفتر نہ جاسکا، حضرت جب تشریف لائے میں اس وقت سویا تھا، دستک سے آنکھ کھل گئی، دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت کھڑے ہیں، مجھے اولاً یقین ہی نہیں آیا، ازاں بعد حضرت کو اندر لے کر گیا، جس بستر پر میں لیٹا تھا اسے ہی صاف کر کے حضرت کو اس پر لٹایا، حضرت بھی چونکہ تھکے تھے اس لیے لیٹ گئے، میں نے ہمت کر کے عرض کی کہ حضرت میرے ساتھ اس وقت ایک عجیب معاملہ ہوا ہے، جب آپ تشریف لائے تو اس وقت میں یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ میں غسل خانہ میں ہوں اور غسل کر رہا ہوں، اور غسل خانہ ایسا ہے کہ اس کا فرش اونچا نیچا ہے اور مجھے غسل کرنے میں بڑی دقت ہو رہی ہے،

حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ'' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ
کو مجھ سے فائدہ ہوگا ،اس زمانے میں حضرت ڈاکٹر
صاحب حیات تھے اور فرمایا کہ'' تزکیہ میں تو دشواری
ہوتی ہے''۔

آپ نے بھی حضرت والا رحمہ اللہ سے بکمالہ مستفید ہونے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ،حضرتؒ کے ملفوظات کو بھی قلمبند فرمایا ،آپ سے متعدد احوال پر سوالات فرما فرما کر رہنمائی لی اور پھر اس رہنمائی کو اپنے قرطاس میں ''سوالات وجوابات'' کا عنوان قائم فرما کر محفوظ فرمایا ،حضرت کی مجالس کے متعدد احوال لکھے ،اہم ارشادات زیب قرطاس فرمائے اور مزاج ومذاق کو گویا جذب فرمایا ،آپ کے اصلاح احوال اور تعمیر باطن میں حد درجہ اشتغال کو دیکھ کر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو اولا اجازت صحبت اور پھر اجازت بیعت وخلافت عطا فرمائی ،آپ نے حضرتؒ کی جانب سے ملنے والی اس امانت کی کماحقہ پاسداری فرمائی ،حضرتؒ کا تذکرہ آپ جس محبت ودلربائی سے فرماتے ہیں وہ دیکھنے وسننے سے تعلق رکھتا ہے ،حضرتؒ کا سفر حج وعمرہ کے لیے جب بھی قیام سعودیہ ہوتا آپ کو حضرتؒ کی مسلسل مجالست میسر رہتی ،عقیدت ووارفتگی کا یہ تعلق حضرتؒ کی الم انگیز واندوہ ناک وفات حسرت آیات تک برابر جاری وقائم رہا۔

مدینہ قیام کے دوران آپ کا معاملات میں مشاورت کی نسبت سے حضرت مولانا ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنیؒ سے بھی نہ صرف تعلق رہا بلکہ حضرت سے اہتمام کے ساتھ مستفید بھی ہوتے رہے چنانچہ آپ کے ملفوظات میں حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے جابجا حوالے بھی آپ کے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ سے مضبوط

ومستحکم تعلق کی خبر دیتے ہیں، آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ اور بابا نجم احسن رحمہ اللہ سے بھی خوب روحانی فیض پایا، اپنے جملہ اکابر سے حد درجہ تعلق ہی کا فیضان ہے کہ اللہ کریم نے نہ صرف آپ کو ارشادات اکابر کی مجسم تصویر بنایا بلکہ آپ کی زندگی بھی ملفوظات اکابر کی عملی تعبیر ہے۔

الغرض حضرت اقدس زید مجدہ کو اللہ کریم نے اکابر علماء ومشائخ کی مبارک صحبتوں کا خصوصی فیضان نصیب فرمایا، آپ نے ان اکابر نور اللہ مراقدھم کے ساتھ تعلق نہ صرف رکھا بلکہ ان کے رنگ میں اپنے آپ کو خوب رنگا بھی، آپ فرماتے ہیں کہ

''اپنے بڑوں کی خدمت میں میری حاضری کا واحد مقصد ہمیشہ ''اصلاح نفس'' رہا اور چونکہ یہ نعمت بکمالہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک ''صحبت'' میسر نہ ہو اس لیے اپنی حد تک صحبت مشائخ کا التزام کیا اور بحمد اللہ صحبت بھی مکمل یکسوئی والی تھی کہ کون آیا، کون گیا کچھ خبر نہ ہونے پائے''۔

مزید فرماتے ہیں کہ

''مجھے جب بھی اصلاح نفس وتعمیر باطن کے سلسلے میں کوئی اہم بات بزرگوں سے سننے کو ملتی، میں اسے فورا لکھ لیتا، خیال یہ ہوتا کہ اپنی زندگی میں میں خود اور میری موت کے بعد میری اولاد و متعلقین ان تحریری یادداشتوں سے مستفید ہوتے رہیں گے''۔

چنانچہ اسی جذبے کے پیش نظر حضرت زید مجدہ نے اپنی اولاد و جملہ متعلقین کے لیے اکابر کے ملفوظات وارشادات پر مشتمل ان تحریری یادداشتوں کو بیان کرنا شروع فرمایا تاکہ اکابر کی ان مبارک تعلیمات سے فیضیابی کا اجتماعی ماحول بنایا جاسکے، زیرنظر کتاب دراصل اکابر قدس اللہ اسرارھم کے ملفوظات وارشادات پر مشتمل حضرت کی انہی تحریری یاداشتوں پرمبنی بیانات کا وہ مجموعہ ہے جوحضرت نے اکابر کی مبارک صحبتوں میں سنے اور زیب قرطاس کیے، چنانچہ کتاب میں جن اقوال وارشادات کا انتساب حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ ،حضرت ڈاکٹرعبدالحی عارفیؒ ،حضرت مولانا شاہ ابرارالحقؒ اورحضرت ڈاکٹرحفیظ اللہ رحمہ اللہ کی طرف ہے یہ تمام وہ فرمودات ہیں جوحضرت نے ان ''اکابراربعہ '' کی مبارک صحبتوں سے براہ راست اخذ فرمائے ہیں، نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ''شوق وطن،حیاۃ المسلمین ،تربیت السالک،نشرالطیب فی ذکرالنبی الحبیب، ملفوظات حضرت تھانویؒ اورمناجات مقبول کے علاوہ زادالسعید،حضرت عارفی رحمہ اللہ کے انوار رمضان سے متعلق ارشادات کا مجموعہ بھی وہ اہم ماخذ ہیں جوحضرت نے ان مواعظ کے بیان کے وقت پیش نظر رکھے۔

حضرت زید مجدہ فرماتے ہیں کہ

''میرا اس میں کچھ بھی نہیں ، یہ تحریری یادداشتیں اور کتب اکابر نہ ہوتیں تو اس بابت شائد کبھی خیال بھی نہ پیدا ہوتا ،توچونکہ یہ جملہ تعلیمات میرے اکابر کی ارشادفرمودہ ہی ہیں اس لیے اسے ''تعلیمات اکابر '' کا نام دیناہی درست بات اورقرین انصاف ہے۔

سبحان اللہ: بلاشبہ اس حد تک تضرع وانکساری اکابر قدس سرھم کی تربیت ہی کا نتیجہ ہوسکتا ہے، اللہ تعالی حضرت کے سایہ عاطفت کو عافیت کے ساتھ امت پر دائم رکھے اور آپ کے ان مبارک ملفوظات وتعلیمات کو امت کے احوال کی درستگی اور خیر وبرکت کا ذریعہ بنائے۔

ناچیز کی سعادت ہے کہ اللہ کریم نے اسے اس مہتم بالشان کام کے لیے شرف قبولیت نصیب فرمایا، اس حصول سعادت کا ظاہری سبب حضرت کے متین وفطین فرزند حافظ جنید منصور صاحب حفظہ اللہ بنے، آپ نے ناچیز کو اس جلیل القدر کام کی ترتیب وتدوین کی جانب متوجہ کیا، ناچیز نے اس دعوت کو ذریعہ سعادت، اثاثہ زندگی اور اخروی سرمایہ سمجھ کر کام کی ترتیب وتدوین کا فوری آغاز کردیا، بحمد اللہ ومنہ ایک انتہائی محدود دورانیہ میں کام نہ صرف پایہ تکمیل کو پہنچا بلکہ منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوکر اب آپ کے ہاتھوں میں بھی ہے۔

مجھے حضرت اقدس زید مجدہ کی زیارت کا ابتدائی شرف اس وقت حاصل ہوا جب حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی دامت فیوضھم العالیہ مری کے ایک سفر پر تشریف لائے ہوئے تھے اور انہوں نے شہر کے علماء سے ایک نشست پر آمادگی کا اظہار فرمایا تھا، والد مکرم مولانا قاری سیف اللہ سیفی صاحب مدظلہ کی معیت میں جب حضرت مفتی اعظم کی زیارت کے لیے حاضری ہوئی تو دیکھا کہ ایک نہایت پررونق، پرنور، نفیس ومتین شخصیت بھی حضرت کی قریب والی نشست پر تشریف فرما ہیں، استفسار پر معلوم ہوا کہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کے فیض یافتہ بزرگ پیر منصور صاحب زید مجدہ ہیں، تب سے حضرت زید مجدہ کی نفاست ولطافت کا عکس دل ودماغ پر قائم تھا، پھر جب بھائی جنید منصور صاحب حفظہ اللہ نے فرمایا تو آپ کے فرمان کے بعد واللہ دل میں عجب بشاشت

ومسرت کے جذبات پیدا ہونا شروع ہو گئے کہ نہ صرف ایک متین ونفیس ہستی کے فیضان سے بہرہ ور ہونے کا عملی موقع نصیب ہو رہا تھا بلکہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی روحانی نسبتوں سے فیضیابی کی عظیم سعادت بھی منتظر کھڑی تھی۔

چنانچہ بنام خدا کام شروع کیا اور جو ہو سکا پیش خدمت کر دیا ہے، مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ اس کام کی ترتیب وتدوین نے مجھ ناچیز کی تشنگی میں جس قدر سیرابی پیدا کی بخدا اس کے بغیر اس قدر کا تصور بھی ممکن نہ تھا، میں نے اپنی آنکھوں سے ''تعلیمات اکابر'' کے فیض کو دیکھا ہے اور میرے خیال میں کوئی بھی طلب صادق رکھنے والا ان شاءاللہ اس سے محروم نہ ہوگا۔

کام کی ترتیب وتدوین کے دوران خیال تھا کہ بیانات وملفوظات میں پیش کردہ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال سلف سمیت جملہ روایات کی تخریج وتحقیق بھی درج کتاب کروں گا مگر شومئی قسمت کہ متعدد عوارض کے سبب یہ ابتدائی ایڈیشن اس عظیم علمی خدمت کے بغیر ہی زیور طبع سے آراستہ ہو رہا ہے، ارباب نظر جانتے ہیں کہ تحقیق وتخریج کا کام دقت طلب بھی ہے اور وقت طلب بھی، تعمق بھی اس میں ضروری ہوتا ہے اور حد درجہ لطافت وگہرائی بھی، اس لیے اندیشہ ہوا کہ ان عوارض کے سبب کہیں کتاب کی اشاعت وطباعت ہی تاخیر والتواء کا شکار نہ ہو جائے، اس لیے خیال پیدا ہوا کہ فی الوقت دیگر معیارات کو پیش نظر رکھ کر بغیر تخریج کے اس مجموعے کو کتابی شکل دے دی جائے تاکہ عمومی فیضیابی کا سلسلہ شروع ہو جائے، ازاں بعد اہل نظر کی آراء کو سامنے رکھ کر مکمل یکسوئی واطمینان کے ساتھ تخریج وتحقیق کا کام بھی کر لیا جائے گا اور اشاعت اول میں موجود کسی بھی ممکنہ فنی وعلمی سقم کا ازالہ بھی اہل علم کی رہنمائی کو مدنظر رکھ کر کر دیا جائے گا تاہم اس بات کا

بحمد اللہ تعالی بھرپور اہتمام کیا گیا کہ پیش کردہ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال سلف وروایات ''متن والفاظ'' کے لحاظ سے درست ہوں اور ان کے بیان واندراج میں کسی نوع کی کوئی غلطی نہ ہو۔

کتاب اب آپ کے ہاتھ میں ہے، گذارش ہے کہ جہاں اس کتاب اور اس کی مبارک نسبتوں سے کماحقہ فیضیاب ومستفید ہونے کی نیت سے اسے دیکھا وپڑھا جائے وہیں ناچیز مرتب کے کسی بھی نوع کے علمی وفنی سقم پر اسے متنبہ بھی کردیا جائے، ان شا اللہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ اہتمام سے کردیا جائے گا۔

اللہ کریم اس کتاب کو حضرت اقدس زید مجدہ، ان کے جملہ مشائخ واکابر قدس اللہ اسرارھم، حضرت زید مجدہ کے والدین، اولاد اور جملہ متعلقین، ، ناچیز مرتب اور اس کے والدین کریمین ومتعلقین کے لیے ذریعہ نجات ومغفرت بناتے ہوئے جملہ قارئین کے لیے اسے بالخصوص اور پوری امت مسلمہ کے لیے بالعموم نافع فرمائیں۔آمین یارب العالمین

والسلام

ظفر الاسلام سیفی

جامعہ فاروق اعظم مری

۴ مارچ ۲۰۲۲ء بمطابق ۳۰ رجب ۱۴۴۴ھ

سکین شدہ لیٹر

ایمانیات وعقائد، اہل جنت واحوال جنت

(۱)

عقیدہ تقدیر وتوکل

حضرت تھانویؒ کی کتاب ہے "حیاۃ المسلمین "،اس کا پنجم باب ہے " اعتقاد تقدیر وعمل توکل"، اس کو میں اس لیے اختیار کررہا ہوں کہ میں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ جب انفرادی یا اجتماعی طور پر ایسے حالات درپیش ہوں جن میں آدمی پریشان ہو اور یہ سمجھ میں نہ آتا ہو کہ انجام کیا ہوگا ؟اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے ؟ یعنی عمومی طور پر قلوب میں تشویش ہو تو حضرت نے اس عقیدے کی مشق بتلائی ہے۔

تقدیر وتوکل ہمارا عقیدہ ہے، اس کے نتیجے میں عمل ہے،اب سوچنا یہ ہے کہ اس اعتقاد اور عمل کے فائدے کیا ہیں؟ یعنی ہمیں عملی زندگی کے اندر اس ''عقیدہ تقدیر وتوکل'' سے کیا سبق ملتا ہے؟ اور کیا ڈھارس بندھتی ہے؟ چنانچہ ایک جگہ حضرت تھانویؒ کا ملفوظ ہے کہ ''عقیدہ تقدیر'' تو مؤمن کے لیے اس مضبوط چٹان کی طرح ہے جس پر وہ کھڑا ہو اور وہ اس کے پائے میں لغزش نہ آنے دے، ایسا عقیدہ ہے ''عقیدہ تقدیر''، پھر اس کے نتیجے میں توکل پیدا ہوتا ہے، ہمارے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے جتنے عقائد ہیں، سب حقیقت ہیں، یہ کوئی افسانوی اور گھڑی ہوئی چیزیں نہیں ہیں، تو اس اعتقاد اور عمل سے ہمیں یہ فائدہ ہے کہ جیسی بھی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ پیش آئے دل اس (عقیدہ کی وجہ) سے مضبوط رہتا ہے، جیسے چٹان کے اوپر کھڑا ہوا آدمی مضبوط رہتا ہے،(اس عقیدہ کی وجہ سے آدمی) یہ سمجھے گا کہ اللہ کو یہی منظور تھا، اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا تھا، (اس کے خلاف ہونا) ناممکن ہے اور جب اللہ چاہے گا اس کو دفع کردے گا۔

یہ عقیدہ کتنا بڑا سہارا ہے، ایسے حالات میں کہ جب آدمی پر اختیار سے باہر حالات ہوں تو کیسی ہی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ پیش آئے اس (عقیدہ کی وجہ) سے دل مضبوط رہے گا اور یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، اس کے خلاف نہیں ہوسکتا تھا اور وہ جب چاہے گا اس کو دفع کر دے گا، اب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری فلاں فلاں تدبیر سے یہ دفع ہو جائے، ایسا نہیں ہے بلکہ عقیدہ یہ ہے کہ جب اللہ چاہیں گے تبھی دفع ہوگا۔

میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جس سے اس کی تشریح ہو جائے گی، (میرے بیٹے) ابراہیم میڈیکل کالج میں پڑھ رہے تھے، ایک بار ان کو کوئی سفر درپیش ہوا، انہیں ایک وقتِ مقررہ پر اسلام آباد گھر پہنچنا تھا لیکن جو وقت انہوں نے بتایا تھا اس وقت انہوں نے کوئی رسپونس نہیں دیا اور نہ ان کا کوئی ٹیلیفون آیا حتیٰ کہ پورا اگلا دن گزر گیا، حالات بھی اس وقت تشویشناک تھے، اب جب اتنی تاخیر ہوئی تو تشویش بڑھ گئی، اس زمانے میں حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی نوّر اللہ مرقدہ مدینہ منورہ میں تھے، تو میں نے عشاء کے بعد انہیں ٹیلیفون کیا اور سارا واقعہ بتایا کہ ابھی تک (بیٹے) ابراہیم نہیں آئے اور مجھے تشویش ہو رہی ہے، تو میری بات سن کر پہلی بات جو ان کی زبان سے نکلی وہ یہ تھی " **ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن** "یعنی جو (اللہ) چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتا اور پھر دعائیہ کلمات کہے، الحمدللہ مجھے اس بات سے تسکین ہوگئی اور مجھے جو گھبراہٹ تھی اس میں یہ عقیدہ مستحضر کرادیا کہ جو اللہ چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے، اور جو اللہ نہیں چاہتے سیدھی سی بات ہے کہ وہ نہیں ہوتا، تو پھر پریشانی کاہے کی؟ میری پریشانی کو دفع کرنے کے لیے (حضرت نے) تقدیر کے اس عقیدہ کا سہارا لیا کیونکہ یہ حادثات کی دعاء کا ایک ٹکڑا ہے، حضرت ابوالدرداءؓ نے بھی فرمایا تھا کہ میرا گھر نہیں جل سکتا کہ میں نے تو آج صبح یہ دعاء پڑھی ہے، تو عقیدے سے سہارا ملتا ہے اور عقیدہ آدمی کو تسلی دیتا ہے۔

دوسری چیز: جب یہ سمجھ گیا تو پھر اس مصیبت کے دور ہونے میں اگر دیر بھی لگی تو دل کمزور، پریشان اور مایوس نہیں ہوگا بلکہ اس عقیدے کے اثرات پڑیں گے، ہم چاہتے ہیں کہ جلدی ہو جائے اور اجازت ملے لیکن مشیت الٰہیہ یہی ہے کہ نہیں! تو جب (یہ عقیدہ) سمجھ گیا تو اس مصیبت کے دور ہونے میں دیر بھی لگی تو دل کمزور، پریشان اور مایوس نہ ہوگا۔

تیسری چیز: جب یہ سمجھ گیا تو پھر کوئی تدبیر اس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی نہ کرے گا جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو، کیونکہ جب یہ (مصیبت) اسی کی طرف سے آئی ہے تو اسی سے ٹلے گی تو پھر ایسی تدبیر کرنا کہ جس سے اللہ ناراض ہو (حماقت ہے) اور یوں سمجھے گا کہ مصیبت تو بدوں خدا تعالیٰ کے چاہے، دفع ہوگی نہیں تو پھر خدا کو بے صبری سے کیوں ناراض کیا جائے؟ یہ سب وہی عقیدہ چل رہا ہے اور یہ اسی کی تشریح ہو رہی ہے کہ یہ ساری چیزیں اس میں شامل ہیں، (اس عقیدہ کا فائدہ یہ ہوگا کہ آدمی) یوں سمجھے گا کہ جب باوجود تدبیر کے بدوں خدا تعالیٰ کے چاہے مصیبت دفع نہ ہوگی تو خدا کو کیوں ناراض کیا جائے؟

چوتھی چیز: ایسا سمجھنے کے بعد سب تدبیروں کے ساتھ یہ (آدمی) دعاء میں مشغول ہوگا کیونکہ یہ سمجھے گا کہ جب اس (اللہ) کے چاہنے سے ہی یہ مصیبت ٹل سکتی ہے تو اسی سے عرض کرنے میں نفع کی زیادہ امید ہے کہ جس نے بھیجی ہے اسی کے چاہنے سے ٹلے گی، کسی اور سے (مانگنا) کارآمد نہیں، اس کا نتیجہ پھر یہ ہوگا کہ اس کا دعاء کی طرف اعتقاد بڑھے گا اور پھر دعاء میں لگ جانے سے اللہ تعالیٰ سے (اس کا) تعلق بڑھ جائے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے، سکون، اطمینان، چین سب کی جڑ ہے ، گویا " دیتا ہے تسلی کوئی بیٹھا میرے دل میں" تو اس عقیدے کے نتیجے میں دعاء کی توفیق ہوگی جو ساری بلیات کی دافع ہے اور ان (بلیات میں) سب سے بڑی چیز پریشانی ہے (جس کے لیے دعا ان شا اللہ دافع ہوگی)۔

پانچویں چیز : جب ہر کام میں یہ یقین ہوگا کہ اللہ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر اس کو ناز اور فخر و دعویٰ نہ ہوگا، حاصل ان سب فائدوں کا یہ ہے کہ یہ شخص کامیابی میں شکر ادا کرے گا اور ناکامی میں صبر کرے گا، یہی فائدے اس مسئلے (عقیدہ تقدیر وتوکل) کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور خلاصہ کے بتلائے ہیں کہ " **لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم**" کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے یعنی جو چین تھا، سکون تھا، اطمینان تھا، آزادی تھی، سلب ہوگئی غرض جو جو چیز ہمارے ہاتھ سے جاتی رہی، اس پر زیادہ غم نہ کرو! فکر نہ کرو!" **لا تاسوا علی مافاتکم** " یعنی جو چیز تم سے جاتی رہی، فوت ہوگئی، اس کا زیادہ غم نہ کرو، فکر نہ کرو! "**ولا تفرحوا بما اتاکم** "اور جو تمہیں حاصل ہے اس پر خوشی، مسرت اور فخر نہ کرو، یہ سب اللہ کی طرف سے ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے لے لیں گے، میری کیا مجال؟ یہ سب اللہ کی ہے، یہ امن وامان، عافیت وچین، سب کس نے دیا ہوا تھا اب تک؟ اسی کی عطاء تھی، بڑی عیش کی زندگی گزار رہے تھے، تو یہ اس آیت کا خلاصہ ہے اور یہی اس عقیدہ توکل کی تشریح بھی ہے، یہ سورۃ حدید کی آیت ہے۔

اس مسئلہ (عقیدہ تقدیر وتوکل) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تقدیر کا بہانہ کر کے شریعت کے موافق ضروری تدبیر ہی چھوڑ دے بلکہ یہ شخص تو کمزور تدبیر بھی نہ چھوڑے گا، بعض لوگوں کو یہ غلطی ہوتی ہے کہ (عقیدہ تقدیر وتوکل اختیار کر کے تدبیر چھوڑ دیتے ہیں، اس لیے بعض دینی کاموں میں وہ تدبیر اختیار کرنے کو عقیدہ تقدیر وتوکل کے منافی سمجھتے ہیں حالانکہ) دین تو بڑی چیز ہے، دنیا کے ضروری کاموں میں بھی کم ہمتی کی بُرائی حدیث میں آئی ہے، دین کم ہمتی کی تعلیم نہیں دیتا، چنانچہ حضرت عوف بن مالکؓ نے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا تو ہارنے والا کہنے لگا: " **حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل** "، (مطلب یہ کہ خدا کی مرضی، میری قسمت) تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے، لیکن ہوشیاری سے کام لو، یعنی کوشش و تدبیر میں کم ہمتی مت کرو، یہ کوئی خوبی نہیں ہے، تمہیں محنت کرنی ہے، ہمت کرنی ہے، کم ہمتی مت کرو! اور پھر جب کوئی کام تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تو تب کہو " **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** " ہمارے مصائب و آلام میں یہ ہوتا ہے کہ وہ عام طور پر قابو سے باہر ہو جاتے ہیں، بیماریاں ہیں، وبائی بیماریاں ہیں، اور اس جیسی دوسری چیزیں، (ان میں کہنا ہے کہ) " **حسبی اللہ ونعم الوکیل** " یعنی خدا کی مرضی اور میری قسمت۔

یہ میرا ذاتی معمول ہے کہ جب میں ایسے حالات سے دوچار ہوتا ہوں تو میں اس قصے کو پڑھتا ہوں اور اس (عنوان) میں جو احادیث آئی ہیں ان کو میں اپنے حالات (پر منطبق کر کے رہنمائی لیتا ہوں) اور حضرت تھانوی نے (بھی اس کا مشورہ دیا ہے) کہ جب شدت کے حالات ہوں تو توکل، تقدیر اور اعتماد کے ایسے مضامین اپنے پاس رکھو کہ وقتاً فوقتاً اس سے انرجی و قوت ملتی رہے گی، (شدت کے) ان حالات کو برداشت کرنے اور سدھارنے کی قوت ملتی رہے گی، کیونکہ ان چیزوں سے دعاء (کا مزاج بنتا) ہے اور دعاء سے انرجی و قوت ملتی ہے۔

میں نے اپنے نوٹس پر بعض چیزیں لکھی ہوئی ہیں جن کو میں پڑھے دیتا ہوں، ان میں کوئی ترتیب نہیں ہوگی، ان میں (سب سے) پہلے ہمارے بزرگ بابا نجم احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا ایک مصرع ہے کہ

''یقیں ہے یقیں ہے کہ ہوگا کرم''

جہاں طبعیت گھبرائے وہاں (فوری استحضار ہو جائے کہ) ''یقیں ہے یقیں ہے کہ ہوگا کرم'' اور (قرآن میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ) **"عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم "** کہ ایک چیز تمہیں بہت ناگوار ہے مگر ممکن ہے کہ اس میں تمہارے لیے خیر اور حکمتیں ہوں، ہمیں نہیں پتا کہ کیا خیر ہے اور کیا حکمتیں ہیں؟ لیکن یہ قرآن شریف کی آیت ہے، حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ اس کا مراقبہ کرو ، **"عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم "** کہ (اللہ کی طرف سے بھیجی گئی چیز) بلاء ہرگز نہیں ہے (بلکہ) کرم ہے ،یعنی جو چیز محبوب کی طرف سے آئے وہ بلاء نہیں، کرم ہے، (پہلا شعر مکمل اس طرح ہے)

محبوب کی طرف سے جو آئے بلاء
بلاء وہ ہرگز نہیں ہے، کرم ہے

یہ بابا نجم احسن صاحب کا شعر ہے۔

(کہا جاتا ہے) **" فاعلم ان ما اخطاک لم یکن لیصیبک وما اصابک لم یکن لیخطئک "** کہ تو جان لے جو تجھے پہنچا وہ ٹلنے والا نہیں تھا، کہ جو اللہ نے چاہا، وہ ہوا، اور جو اللہ چاہے گا، وہ ہوگا''، یہ اسی (دعا) کا ترجمہ ہے جو حادثات کے موقع سے متعلق ہے یعنی **" ماشاء الله کان ومالم یشاء لم یکن "** جو آپ نے چاہا وہ ہوا اور جو آپ نہیں چاہیں گے نہیں ہوگا، اور (دیکھو) دوستوں سے تو خوش گمانی ہوتی ہے، بدگمانی تو دشمنوں سے ہوتی ہے، پھر اللہ میاں سے بدگمانی رکھنے کا کیا جواز ہے؟

یہ (بات) کسی بزرگ کے مکتوبات میں سے ہے کہ دوستوں سے تو خوش گمانی ہوتی ہے اور بدگمانی تو دشمنوں سے ہوتی ہے، پھر کیا جواز ہے کہ آدمی " **نعوذ بالله، نعوذ بالله** " اللہ کریم سے بدگمانی رکھے۔

اس پر، مجھے یاد آیا کہ ایک بزرگ تھے، وہ بہت بیمار ہو گئے، پولیس کے بہت

بڑے افسر تھے، ان کی بیماری نے ایسے طول کھینچا کہ تین بار ٹائیفائیڈ ریلیپس ہوا، لاہور میں تھے، میں اس زمانے میں یونیورسٹی لاہور پڑھتا تھا، کئی دنوں بلکہ کئی مہینوں تک تو میرا جانا نہیں ہوا، پھر جب میں گیا تو ان کے کمرے میں مجھے کوئی پہچان نہیں پایا کہ میں کون ہوں؟ میں نے ان کے اردلی سے پوچھا کہ چوہدری صاحب کہاں ہیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ دیکھتے نہیں کہ یہ کون ہے؟ میں نے جو دیکھا تو میرے پیروں تلے زمین نکل گئی، جو تین مہینے پہلے بڑے لمبے چوڑے، صحت مند و تندرست آدمی تھے اب ہڈیوں کا ڈھانچہ بنے پڑے تھے، میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ مجھے تین بار ٹائیفائیڈ ہوا، اب میری ٹانگیں رہ گئی ہیں، پھر کہا کہ تکلیف تو رہی تین مہینے مگر میرے شیخ یعنی حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جیسے اللہ کی ذات اور صفات پر یقین لانا فرض ہے، اسی طرح اس (بات) پر ایمان لانا بھی فرض ہے کہ میرے ساتھ جو معاملہ ہورہا ہے وہ میری ہی بہتری کے لیے ہورہا ہے، میرے ہی نفع کے لیے ہورہا ہے، تو فرمایا کہ ساری بیماری، یہ چیز مستحضر رہی، الحمد للہ، پھر اسی (حالت) میں ان کا انتقال بھی ہوگیا، (دیکھو) اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں (اسی) حسن ظن کا حکم ہے کہ یقیناً یہ جو کچھ ہورہا ہے یہ سب کچھ میری بہتری کے لیے ہورہا ہے، یہ کسی برائی کے لیے نہیں ہے۔

بابا نجم احسن صاحب رحمہ اللہ کا ملفوظ ہے کہ جب آلام ومصائب ہوں تو سوچو کہ کسی قصائی سے واسطہ نہیں ہے، بلکہ رحیم وکریم مالک سے واسطہ ہے یعنی کسی قصائی سے واسطہ نہیں ہے کہ قصائی پکڑ کر ذبح کردے گا بلکہ بڑے رحیم وکریم سے واسطہ ہے، وہ ان شا اللہ مدد فرمائے گا اور رحم کرے گا، یہ بھی انہیں (بابا نجم احسن رحمہ اللہ) ہی کا شعر ہے کہ

کچھ ہوتا نہیں مشیت کے بغیر
اور مشیت ہوتی نہیں حکمت کے بغیر

یہ میرے جمع شدہ نوٹس تھے، یہ سب مضامین ''عقیدہ تقدیر وتوکل'' کے انہی میں ہیں (حاصل جن کا یہ ہے کہ) میں جو چاہوں تو کچھ نہیں ہوتا اور وہ جو چاہے تو کیا نہیں ہوتا، ان عقائد ومضامین کو مستحضر رکھا جائے تو ان شا اللہ پریشانی پاس بھی نہیں پھٹکے گی اور اللہ تعالیٰ اس آدمی کو اطمینان اور سکون قلب عطا فرمائے گا۔ **آمین یا رب العالمین**

(۲)

توکل کی تعریف

توکل کے موضوع پر کچھ عرض کر رہا تھا، (اس سلسلے میں) پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس بات کا) وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، توکل چونکہ دل کا ایک اندرونی عمل ہے اس لیے اس وقت اس کی تعریف و ماہیت اور کیفیت امام غزالی رحمہ اللہ کے افادات سے کرتا ہوں۔

(چنانچہ فرمایا کہ توکل فی الواقع اس کیفیت کو کہا جاتا ہے) جو اللہ تعالیٰ کو یکتا فاعل مختار اور تمام صفاتِ کمال میں مستقل بلا شریک سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے، یعنی ان کمالات کو سوچنے سے جو حالت قلب کے اندر سے ابھرتی ہے اس حالت کا نام "توکل" ہے، ازاں بعد یہ حالت ایسے کام کراتی ہے جن سے توکل و اعتماد ظاہر ہوتا ہے اور یہ کیفیت دراصل باطن کے اندر پیدا ہوتی اور باطن سے ہی اٹھتی ہے، تب وہ اس آدمی کو دوسرے آدمیوں سے ممتاز کر دیتی ہے، پھر اس آدمی سے ایسے کام ہوتے اور اس کا اللہ پر ایسے اعتماد پیدا ہوتا اور وہ ثمرات اسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسروں کو نہیں حاصل ہو سکتے (اور نہ ہی ان میں وہ خوبیوں جلوہ گر ہوتی ہیں)۔

اس کیفیت کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے حضرت شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ ایک علاج یہ بھی بتایا کرتے تھے کہ اللہ کے دس (مخصوص) ناموں کا مراقبہ کرو، اس سے ان شاء اللہ توکل میں مضبوطی پیدا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی وہ دس صفات (درج ذیل) ہیں:

1: رب العالمین : یعنی دونوں جہانوں کو پالنے والے ہیں، ہمیں، آپ کو اور ہمارے خاندان کو پالنا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں، (کیونکہ وہ تو دونوں جہانوں کا پالنہار ہے)

2: رحمٰن و رحیم ہے، رحمٰن یعنی بے انتہاء مہربان ہے اور رحیم یعنی بار بار معاف کرنے والے ہیں، (پس اگر) بار بار غلطیاں ہوتی ہوں (تب بھی وہ) بار بار معاف کر دیتے ہیں۔

3: مالک اور 4: خالق ہیں ہمارے، یعنی (نہ صرف ہمیں) پیدا کیا ہے (بلکہ) ہمارے سارے امور و معاملات اور ہمارے جملہ احوال سبھی انہی کے ہاتھوں میں ہیں (یہاں تک کہ) زندگی، رزق الغرض سبھی انہی کے ہاتھوں میں ہے، اور پھر 5: ناصر و مددگار ہیں، یعنی جو چیزیں ہمیں پیش آتی ہیں ان سب میں ان کی نصرت نے ہمیں اکیلا نہیں چھوڑا ہوا کہ ہم ان کی مخلوق ہیں۔

(یہ تمام صفات سورہ فاتحہ کی ابتدائی تین آیات " **الحمدلله رب العالمین ، الرحمن الرحیم ،ملک یوم الدین** " سے مترشح ہیں) پھر " **ایاک نعبد و ایاک نستعین** " میں یہ مفہوم آ گیا کہ وہ ۵: ناصر ہیں، 6: ولی ہیں اور 7: کریم بھی ہیں اور آخیر کے تین نام 8: قادر ہیں، 9: حاکم ہیں اور 10: حکیم بھی ہیں (یہ بھی اسی آیت سے مترشح ہوتے ہیں)۔

قادر کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اور ہر قسم کی مدد پہنچانے پر ہر وقت قوت و طاقت رکھتے ہیں، جیسی مدد (بندے) چاہیں اللہ پہنچا سکتے ہیں اور حاکم بھی ہیں یعنی ان کی مشیت

کے بغیر ذرہ بھی نہیں ہل سکتا، (نیز) قادر مطلق، کریم مطلق اور حکیم بھی ہیں، حکیم کا مطلب ہے کہ ان کا ہر کام دانائی، حکمتوں اور مصلحتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے، اور مصلحتیں بھی وہ جو مخلوق کے لیے نافع ہوں (وگرنہ خود انہیں کسی مصلحت سے کوئی سروکار نہیں)۔

(تو میرے عزیزو:) کسی وقت چپ چاپ بیٹھ کر خاموشی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان دس ناموں کو سوچیں اور غور کریں، مراقبے کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ سوچا اور غور کیا جائے، چلتے و پھرتے، اٹھتے و بیٹھتے جہاں کوئی ایسی خلاف طبیعت بات پیش آئے جو طبیعت کو منتشر کرنے والی ہو تو ان ناموں کا مراقبہ کریں اور ان کو سوچیں، ان شاء اللہ جلد ہی قلب کو سکون ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ مجھے، آپ الغرض ہر مسلمان کو توفیق دے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ

☆☆☆☆☆

(۳)

توکل علیٰ اللہ کے ثمرات

(ارشادخداوندی ہے :)" ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ " ، اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کوخوشخبری دیتے ہیں کہ جس نے ہم پر بھروسہ کیا ہم اس کے لیے کافی ہوجاتے ہیں ، عادت اللہ یہی ہے کہ جواس پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سارے دینی ودنیوی امور کی کفایت فرماتے ہیں، پس اس بات کو یاد رکھنا اور ذہن میں بیٹھا لینا چاہیئے (بلکہ خوب اچھی طرح) قلب میں اتار لینا چاہیئے کہ جو شخص اللہ کا ہورہتا ہے حق تعالیٰ اس کو وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

یاد آیا، میں ایک بار خصوصی مجلس میں حضرت اقدس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحئ صاحب نوراللہ مرقدہ کے پاس بیٹھا تھا، ایک صاحب حضرت سے اپنا حال واحوال عرض کر رہے تھے، میں بھی کچھ دور بیٹھا (دیکھ رہا) تھا، کافی دیر سے (وہ صاحب) بیچارے اپنی پریشانیاں بیان کرر ہے تھے، حضرت ان کی ساری باتیں خاموش سنتے رہے، پھر اخیر میں ان سے فرمایا کہ بھائی : اللہ پر بھروسہ کرو! (اگر اس کے اہتمام کا عملی مزاج نہیں بھی ہے تو)اچھا چلو! تجربۃً ہی بھروسہ کر کے دیکھو کہ کیسے کام بنتا ہے۔

(غور کیجیے کہ) حضرت نے ان ساری پریشانیوں کا علاج اللہ پر بھروسہ (ارشاد فرمایا،خواہ) تجربۃً ہی ہو،فرمایا کہ تجربہ کر کے تو دیکھو کہ کیا فائدہ ہوتا ہے؟ بلکہ کیا سے کیا ہوتا ہے؟ (یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ) توکل بہت اہم چیز بلکہ دین میں بڑی اہمیت کا حامل حکم ہے،اللہ نے اس پر (مدد وکفایت کے) وعدے فرمائے ہیں، (چنانچہ ایک جگہ فرمایا :)

”حسبنا الله و نعم و کیل " (جس کا ما حصل یہ ہے کہ) کام بنانے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔

اس (توکل) سے متعلقہ کچھ چیزیں ہمارے اندر (پیدا ہونا ضروری ہیں، کیونکہ) آج مادہ پرستی کا دور ہے، سب مادے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں بلکہ مادے ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے، اللہ کی ذات پر بھروسہ اور اس سے محبت ہمارے معاشرے و سوسائٹی سے رخصت ہوتی جارہی ہے، نتیجہ یہ ہے کہ سکون بھی اٹھتا جارہا ہے۔

تو یہ وہ کچھ باتیں جو توکل سے متعلقہ ہیں (حقیقت یہ ہے کہ توکل نہ ہونے کے سبب پورا معاشرہ ان باتوں کے حقیقی ثمرات سے محروم ہوتا جارہا ہے)، اللہ تعالیٰ اسے نبھانے کی توفیق دے اور سمجھنے والوں، کہنے والوں اور سننے والوں کو بلکہ سب کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اور پھر اس کی برکات و ثمرات عملی زندگی میں حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۴)

ہر کام میں موثر حقیقی

مشیت ایزدی اور تقدیر

مقبولانِ الٰہی سمجھ چکے ہیں کہ دنیا میں جس قدر واقعات ہوتے ہیں، سب اللہ کے حکم اور تقدیر سے ہوتے ہیں، اس لیے ان واقعات سے ناگواری ظاہر نہیں کرتے، نہ دل سے، نہ زباں سے، اور کبھی بتقاضائے بشریت یا شیطان کے اثر سے کسی حادثے پر ناگواری کا اثر دل میں آنے لگے تو فوراً اللہ کی طرف مشغول ہوتے ہیں، جس سے وہ وسوسہ دفع ہو جاتا ہے، (اَللّٰھُمَّ صَلّ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وّعلی آلِ مُحَمَّدٍ) اللہ تعالیٰ اس کو ہمارا حال بنائے، ہمیں اس کی حقیقت نصیب فرمائے کہ ہماری ہر نظر ہر وقت اللہ پر لگی رہے، فرمایا ''یکے جاں ، یکے داں ، یکے بیں '' یعنی ایک ہی کو دیکھو، ایک ہی کو سنو و سمجھو اور ایک ہی کو جانو۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جو کچھ مخلوق سے پیش آئے اس کو خالق سے جانو اور مخلوق کو آلہ اور حق تعالیٰ کو فاعل سمجھو، جیسے کوئی شخص کیل لگا رہا ہو تو وہ ہاتھ وقوت جو اس کو اوپر سے اندر ٹھوک رہی ہے، وہ تو ہے فاعل، اور جو کیل ہے وہ ہے آلہ، چنانچہ ایک شعر (کا بھی مفہوم) ہے کہ کوئی کیل کو ٹھوک رہا تھا تو دیوار نے کیل سے کہا کہ مجھے کیوں چیرے دیتی ہو؟ تو کیل نے کہا، دیکھتی نہیں؟ میں کہاں ہوں؟ یہ تو میرے پیچھے ایک ہاتھ ہے جو تجھے چیر رہا ہے، میں تجھے نہیں چیر رہی، تو اس طریقے سے ہر چیز میں سوچنا ہے کہ مؤثرِ حقیقی صرف اور صرف اللہ کی مشیت ہے، اس دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے، اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے۔

اور پھر آگے فرماتے ہیں: اور اللہ کی طرف سے اس میں جو حکمتیں ہیں ان کے سوچنے میں مشغول ہو جاؤ، غرقاب ہو جاو، پھر جب یہ ملکہ راسخ ہو جائے گا تو مصائب میں وہ لطف پاؤ گے جو بیان سے باہر ہے، مگر مجاہدہ کرنا پڑے گا، کوشش کرنی پڑے گی، اپنے نفس کے ساتھ رسہ کشی کرنی پڑے گی تو پھر اللہ کی طرف سے انعامات ملیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے ان انعامات یافتہ بندوں میں کر دے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(۵)

اللہ کے دس نام

پریشانیوں کو قابو میں کرنے کا علاج اور ایک نسخہ

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے دس نام ہیں، ان کا مراقبہ کرو ! نام تو اللہ کے بے شمار ہیں، ان میں سے دس ناموں کا انتخاب ہے، دس نام ہیں جو پریشانیوں میں خاص طور پر مدد پہنچائیں گے۔

پہلا نام ''رب العالمین'' ہے، یعنی ہمارے مالک، ہمارے پروردگار اور ہمارے رب کی شان کیا ہے؟ جہانوں کو پالتے ہیں، تو جب جہانوں کو پالتے ہیں تو ہمیں پالنا، ہمارے لیے پالنا اور ہماری اولادوں کو پالنا، کیا مشکل کام ہے ان کے لیے؟ آدمی کو سب سے بڑی پریشانی رزق کی ہی رہتی ہے لیکن جڑ کٹ گئی اس کی اس نام کو سوچنے سے، اس پر غور کرنے اور تدبر کرنے سے کہ اللہ "رب العالمین " ہے۔

دوسرا نام "رحمٰن " ہے، یعنی بہت اور بے انتہاء رحم کرنے والے، اور پھر'' رحیم "ہیں، یعنی بار بار رحم کرنے والے، ایک ہی دفعہ نہیں بلکہ بار بار اور بے انتہاء رحم کرنے والے ہیں، اس کے ساتھ "مالک" بھی ہیں، یعنی ہمیں وجود بخشا ہے اور ہمارے اس وجود کے مالک ہیں اور مالک کو یہ حق ہے کہ جو تصرف چاہے سو کرے، ہم ان کی مملوک ہیں، وہ تو ہمارے خیر خواہ ہیں، بہی خواہ ہیں۔

تو یہ (رب العالمین، رحمٰن، رحیم، مالک) چار نام ہو گئے، اور پانچویں "ناصر" ہیں یعنی ہمارے مددگار ہیں، ہمیں اکیلا چھوڑنے والے نہیں ہیں کہ ہمیں اکیلا چھوڑ دیں گے، اور ''ولی'' ہیں یعنی ہمارے دوست ہیں اور ''کریم'' ہیں یعنی بلا استحقاق رحم کرنے

والے ہیں اور ''قادر'' ہیں یعنی ہر وقت جس قسم کی مدد کی ضرورت ہوگی اس قسم کی مدد مہیاء فرمائیں گے، ہر قسم کی مدد پر قادر ہیں اور اس کے پہنچانے پر بھی قادر ہیں، ان کی قدرت بے مثال ولاجواب ہے اور پھر اس قدرت کے ساتھ ساتھ "حاکم" بھی ہیں، ان کا ہر کام حکمت، دانائی اور دانش سے بھرپور ہوتا ہے جس کا اندازہ بھی ہم نہیں کر سکتے، نیز (یہ بھی سوچے کہ) اللہ تعالیٰ "حکیم" ہیں۔

تو ''ناصر'' ہیں، ''ولی'' ہیں، ''کریم'' ہیں، ''قادر'' ہیں، ''حاکم'' ہیں اور ''حکیم'' ہیں، تو یہ کل دس نام ہوئے، ان کا مراقبہ کرنے سے پریشانی دور ہو جاتی ہے، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے مدرسے میں بچوں کو یہ نام یاد کروائے، ان ناموں سے اللہ پر بھروسہ اور توکل نصیب ہوتا ہے۔

تو یہ دس نام ہو گئے، ان کی ترتیب یاد رکھنے کے لیے، سورۃ الفاتحہ ہے، چنانچہ ''رب العالمین''، ''رحمٰن''، ''رحیم'' اور ''مالک'' یہ سورۃ الفاتحہ کے پہلے حصہ میں آ گئے کہ '' **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ** ''، اس کے بعد '' **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** '' ہے جس میں یہ نام آ گئے کہ ''ناصر'' ہیں، ''ولی'' ہیں، اور ''کریم'' ہیں، پھر '' **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** '' میں ہی ہے کہ ''قادر'' بھی ہیں، ''حاکم'' بھی ہیں اور ''حکیم'' بھی ہیں۔

تو ان دس ناموں کا مراقبہ کیا جائے، مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ سوچا جائے، بار بار سوچا جائے، چلتے پھرتے اس کی مشق کی جائے، جب کوئی ناگواری پیش آئے تو فوراً سوچے کہ اللہ تعالیٰ ''حاکم'' ہیں اور ''حکیم'' ہیں، چاہے وہ حالات انفرادی ہوں یا اجتماعی، ان سب میں ان ناموں کا مراقبہ کرتے ہوئے سوچے کہ اللہ ''حاکم'' ہیں، جیسے آج کل ہمارے

مسائل و حالات ہیں کہ یہ (کرونا وبا کی) بیماری چل رہی ہے" اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ہم سب کو" اس میں بھی یہ سوچے کہ اس بیماری کے آنے میں، اس کے رہنے میں اور اس سے جو پریشانیاں ہو رہی ہیں، ان میں کچھ حکمت ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس حکمت کی تہہ تک ہماری رسائی فی الحال نہیں، ممکن ہے بعد میں ہو جائے۔

سورۃ الفاتحہ کے شروع ہی میں ان ناموں کے اندر یہ ساری چیزیں موجود ہیں، بس تدبر اور تفکر سے کام لیا جائے تو پھر سوچ اور فکر کے دروازے کھلتے جاتے ہیں اور اطمینان و انشراح کی نعمت اللہ تعالیٰ عطاء فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی عطاء فرمائے اور آپ سننے والوں اور پڑھنے والوں کو بھی عطاء فرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۶)

اہل جنت کے لیے زبرجد، یاقوت وموتی کے قُبے

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ ادنیٰ اہل جنت یعنی اہل جنت کا ادنی فرد ایسا ہوگا کہ اس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی، (غور فرمایئے کہ) جو ادنیٰ جنتی ہوگا اسکی یہ شان اور یہ حال ہوگا کہ اس کے اسی ہزار خادم ہونگے یعنی سو، یا ہزار، دو ہزار،، پانچ ہزار، دس ہزار نہیں (بلکہ اسی ہزار خادم فرمایا)۔

(غور فرمانے کی بات ہے) کہ (کسی شخص کے اگر) اسی ہزار خادم ہوں تو اس شخص کی شان کیا ہوگی، اور کیا اس کا حال اور مقام ہوگا اور جب وہ انہیں دیکھے گا تو اسے کس قدر خوشی اور مسرت ہوگی، اور (صرف یہی نہیں بلکہ) اس کے لیے ۷۲ بیویاں بھی ہوں گی (اور بیویاں بھی ایسی کہ) جو (نہ صرف) خاص اس کے لیے مخصوص ہوں گی بلکہ حسن وجمال میں بھی بالکل یکتا ہوں گی، تو یہ انعامات اللہ تعالیٰ (اس ادنی فرد اہل جنت کو) عنایت فرمائیں گے۔

(مزید فرمایا کہ) اس کا مسکن یعنی رہنے کی جگہ بلکہ محل ''زبرجد، یاقوت اور موتی کا قُبہ'' ہوگا اور وہ اتنا بڑا محل وقبہ موتی کے اندر تراشہ گیا ہوگا اور (صرف یہی نہیں بلکہ) ان کی مسافت، فاصلے اور وسعت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ حدیث میں ہے کہ زبرجد و یاقوت اور موتی کا وہ قبہ اتنا بڑا کھڑا کیا جائے گا کہ جتنا جابیہ سے صنعاء کا فاصلہ ہے۔

جابیہ اور صنعاء یمن کی دو جگہوں کے نام ہیں، یعنی جابیہ اور صنعاء کا (جتنا) فاصلہ

ہے (وہ قبہ) اس قدر وسیع وکشادہ ہوگا، اس کا میٹیریل سفید موتی، زبرجد اور یاقوت (پر مشتمل) ہوگا کہ جس سے اس (محل) کو بنایا گیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں کا شوق اور ان کی قدردانی نصیب فرمائے، (بس ہر وقت یہ دعا زباں پر رہنی چاہیے کہ) **" اللھم انی اسئلک الجنة و نعیمها وما قرب الیها من قول او عمل "** اے اللہ ہمیں جنت کا عیش اور اس کی نعمتیں عطاء فرما! اور ان اعمال کی توفیق عطاء فرما جو اس (جنت) میں داخل ہونے اور ان (نعمتوں) کے ملنے کے ذریعہ بنیں، ایسا عظیم عیش جو اللہ کی طرف سے اہل جنت کے لیے ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۷)

اہل جنت کے تاج

دنیا میں شاہان دنیا جہاں اور قیمتی لباس پہنتے ہیں وہاں ان میں (ایک) تاج بھی ہوتا ہے، یہ تاج ان کے سروں پر ہوتا ہے، (اور وہ) بہترین، قیمتی اور اعلیٰ سے اعلیٰ موتیوں کے (تاج پہنتے ہیں، پھر بالخصوص) جولوگ دربار میں بیٹھتے ہیں تو ان کے سر پر (یہ تاج) بڑی شان سے رکھا ہوتا ہے جو وہ بڑے تفاخر کے ساتھ پہنے ہوئے بیٹھے ہوتے ہیں۔

(دیکھو: یاد رکھیے کہ) جیسے اللہ تعالیٰ اہل دنیا کو (دنیا میں) یہ نعمتیں عطاء فرماتے ہیں اسی طرح اپنے مقبول بندوں کو (آخرت میں) بھی تاج پہنائیں گے، جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین کی تاج پوشی فرمائیں گے، چنانچہ اہل اللہ کو ایسے بہترین اور قیمتی تاج پہنائے جائیں گے کہ جن کے ادنی موتی کی (چمک دمک) مشرق و مغرب کو منور اور روشن کر دے۔

(اس تاج) کی چمک و دمک کا ہم نہ اندازہ کر سکتے ہیں نہ اسے (لفظوں میں بکمالہ) بیان کیا جا سکتا ہے، بس دیکھنے ہی کے قابل (چمک دمک) ہے، (جبکہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ) ہم ایک معمولی بادشاہ کے تاج کے موتیوں کی شان بیان نہیں کر سکتے تو (اندازہ کیجیے کہ) وہ تاج جو اہل جنت کو اللہ تعالیٰ پہنائیں گے ان کی کیا حالت ہوگی؟ کیا ان کی شان ہوگی؟ (اور) کیا مقام ہوگا ان کا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و رحمت سے ان نعمتوں کی قدر دانی کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کا ایک ملفوظ ایک جگہ نظر سے گزرا کہ اہل اللہ کی جوتیوں میں جو موتی ہیں وہ شاہان دنیا کے تاجوں میں بھی نہیں،

اللہ تعالیٰ اہل اللہ کے قلب میں جو انعامات و استغناء اور تعلق مع اللہ کی برکات وثمرات عطاء فرماتے ہیں اس کے آگے بادشاہوں کے تاج اور ان کے موتیوں کی کوئی حیثیت اور کوئی حقیقت نہیں، اللہ تعالیٰ یہ برکات وثمرات ہمیں بھی نصیب کرے اور اس کے لیے اعمال کے ساتھ تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۸)

اہل جنت کی بیبیاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اہل جنت کی بیبیوں میں سے ایک عورت بھی اہل زمین کی طرف جھانک لے تو (اس کا جھانکنا) تمام آسمان و زمین کے درمیان کی چیزوں کو روشن کردے اور اس کو خوشبو سے پر کردے اور (فرمایا کہ) اس کے سر پر جو اوڑھنی ہے وہ تمام دنیا و مافیھا سے افضل ہے۔

ذرا سوچیئے: ایسی عورت کیا ہمارے تصور یا گمان میں بھی آسکتی ہے؟ ایسے (مہتم بالشان) انعامات اللہ تعالیٰ اہل جنت کو عطاء فرمائیں گے کہ اگر وہ (جنتی حور) جنت سے زمین کی طرف جھانک لے تو تمام زمین و آسماں، مشرق ومغرب اور شمال وجنوب غرض پوری دنیا روشنی سے منور اور (نور) سے بھر جائے اور پھر اس کی خوشبو سے (بھی مابین السماء والارض) اس طرح بھر جائے کہ ہر جگہ اس کی خوشبو ہی خوشبو پھیلی ہوئی ہو، اور (مزید یکہ) وہ لباس جو اس نے استعمال کیا اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا و مافیھا سے افضل ہے، کوئی اس کی قدر و قیمت نہیں جان سکتا، دنیا و مافیھا میں جتنے بھی ملبوسات ولباس ہیں وہ سب اس کے آگے ہیچ ہیں، اس کی قیمت دنیا و مافیھا سے افضل واعلیٰ ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہیں اہل جنت کی عورتیں اور اہل جنت کی بیبیاں جو اللہ تعالیٰ اہل جنت کو ان کے نیک اعمال کے صلے میں عطاء فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں کی جانب رغبت نصیب فرمائے۔

متعدد صلحاء سے منقول ہے کہ شہادت کی موت کے وقت انہوں نے آسمان کی

طرف دیکھا اور کہا کہ جنت سے حوریں آرہی اور مجھے بلا رہی ہیں اور میں ان حوروں کو دیکھ رہا ہوں، تو ایسے بہت سے مکاشفات (پر مبنی) قصے تاریخ کے اندر مذکور ہیں جو سب حق اور ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے، (بلاشبہ) یہ سب اللہ اور اس کے رسول کے کلام (ہی کا عملی مظہر ونتیجہ ہے جو) بالکل سچ وحق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان (نعمتوں) کی برکات نصیب فرمائے اور ان سب پر یقین عطاء فرمائے کہ جس قدر یقین ہوگا اتنی ہی کوشش ہوگی، (اور جس قدر کوشش ہوگی اسی قدر) نعمتیں ہمیں ملیں گی اور ان شاء اللہ ضرور ملیں گی، تب ان (نعمتوں) کے حاصل کرنے کا ایک جذبہ اور شوق بھی پیدا ہوگا (جو ان شا اللہ باعث بلندی مرتبت بنے گا)، اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے نوازے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۹)

جنت کا درخت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں (کوئی) سوار سو برس تک چلتا رہے (پھر بھی) اس (سائے) کو قطع نہ کر سکے۔

(سبحان اللہ : کیا) ایسا باغ اور ایسا سایہ کسی نے دیکھا ہوگا ؟ ایک، دو میل نہیں (فرمایا کہ) چلے تو وہ سایہ (بھی) چلتا رہے، (بلکہ فرمایا کہ) اس کے سائے میں ایک سوار سو برس تک چلتا رہے تب بھی وہ (قطع نہ ہو سکے)، ایسے درخت جنت کے اندر (اللہ نے اپنے فضل سے پیدا فرما رکھے ہیں)۔

بھلا دنیا میں ایسا سایہ ہمیں مل سکتا ہے؟ (غور فرمائیے کہ) اس (درخت) میں کیسی خوبصورتی ہوگی؟ اور اس کا کیا حسن ہوگا؟ (اس درخت کے متعلق ہمارے وہم وگماں میں) بالکل کچھ نہیں (آ سکتا)، ہمارے تصور میں بھی نہیں (آ سکتا کہ وہ) کیسی چیز ہوگی؟ کیا (اور کیسا) ہوگا (وہ سایہ)؟ لیکن ہوگا (ضرور) کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ذکر کیا ہے۔

تو یہ نعمتیں بھی اس قابل ہیں کہ ان کی طرف رغبت وکوشش کی جائے اور انہیں یاد کیا جائے، ان کا (محض) یاد کرنا ہی قلب کی بہت سی پریشانیوں اور فکروں کے دور کرنے کا سبب ہے، (درحقیقت) اپنی فکروں اور پریشانیوں کو دور کرنے کا (یہ) ایک نسخہ ہے کہ اللہ کی جنت کے انعامات واحسانات کو سوچا جائے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہماری دستگیری فرمائے۔

(۱۰)

جنت واہل جنت کی لطافت وپاکیزگی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت (جنت) میں کھائیں اور پیئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے اور نہ (ہی) ناک صاف کریں گے۔

سبحان اللہ، دنیا میں آدمی کھاتا اور پیٹ بھرتا ہے تو یہ ساری چیزیں ظاہر ہوتی ہیں لیکن وہاں الحمد للہ نہ پیشاب و پاخانہ ہوگا، نہ کوئی گندگی ہوگی، اور نہ (ہی) تھوک ہوگا، (غرض) ہر طرح کی لطافت اور پاکیزگی کی انتہا ہوگی۔

(اللہ اکبر) ایسی زندگی، (ایسی) خوشحالی اور اس کے لطف کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ہمارے لیے (اس قدر) نعمتیں تیار کی ہوئی ہیں، اللہ ہمیں ان نعمتوں کے لیے محنت و کوشش کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۱)

جنت کی جسمانی وروحانی لذتوں کا تصور واندازہ

اللہ تعالیٰ مؤمن کو اپنے فضل ورحمت سے جنت میں جو نعمتیں اور انعامات و احسانات عطاء فرمائیں گے (ان کا تصور بھی اہل دنیا کے لیے ممکن نہیں) تو (ابھی) جنت کی ان لذات و انعامات (ہی) سے متعلق کچھ (باتیں) پیش کی جائیں گی، اللہ تعالیٰ ان کو ہمارے لیے نافع اور فائدہ مند فرمائے اور ہمیں جنت (کی رغبت) اور اپنی ذات سے ملاقات (ومناجات) کا شوق عطا فرمائے، اور (ان باتوں کو) ہمارے اعمال واحوال کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔

(چنانچہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (جنت میں) وہ وہ نعمتیں تیار کی ہیں کہ جو نہ (کسی) آنکھ نے دیکھی، نہ (کسی) کان نے سنی اور نہ (ہی) کسی بشر کے قلب پر گذریں، (پس) اگر چاہو تو (تم) یہ آیت پڑھ لو: " **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ** " (یعنی اگر یہ آیت پڑھ لو تو اس سے اس بات کی تصدیق ہو جائے گی)۔

(سبحان اللہ: کیا خوب فرمایا کہ) " **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ** "، یعنی کسی شخص کو (اس کے متعلق کچھ) خبر نہیں جو کچھ اہل جنت کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان (اللہ کی جانب سے) پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر (دیکھیے: ہم کسی ایسی چیز) پر (تو) اعتراض کر سکتے ہیں جو

ہمارے حواسِ خمسہ یعنی دیکھنے،، چکھنے اور سننے (وغیرہ) سے (پہچانی جاسکتی ہو) لیکن وہ نعمتیں جو محض روحانی ہوں اور ہمارے حواسِ خمسہ کی پہنچ سے باہر ہوں تو ان کا ہم کیا اندازہ کر سکتے ہیں؟ (اس لیے) اللہ میاں ہمیں شوق ورغبت دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ وہ چیزیں اور وہ وہ انعامات ہم نے تمہارے لیے تیار کر رکھے ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے، نہ (کسی) کان نے سنے اور نہ (ہی) کسی بشر کے قلب پر ان کا گزر ہوا یعنی (ان کے) حال وکمال کا تصور وخیال بھی نہیں آسکتا۔

ایسی عظیم الشان نعمتیں جنت میں اللہ تعالی نے ہمارے لیے ان اعمال صالحہ کو ذریعہ بنا کر (نہ صرف) منتخب فرمائیں (بلکہ) ان کی طرف (ہمیں) رغبت وطلب (بھی) دلائی ہے، (ایسی) نعمتیں (کہ جن) کے آگے دنیا کی (ان) نعمتوں کی کوئی حقیقت، کوئی مقابلہ اور کوئی توازن نہیں ہے۔

(دنیا کی) جن (نعمتوں وآسائشوں) کی طلب میں (ہم) اپنی ساری صلاحیتوں اور استعداد کو ضائع کر رہے ہیں اور (جن کی وجہ سے جنت کی) ان عظیم الشان نعمتوں سے (اس طرح) بالکل لاپرواہ ہیں (کہ) نہ ان کے حصول کی کوئی فکر ہے، نہ کوشش ہے اور نہ (ہی) انہیں (قابل اعتناء) سمجھتے ہیں (تو حقیقت یہ ہے کہ) یہ نہایت غفلت (حماقت اور خسارہ) کی بات ہے۔

(پھر دیکھو) یہ اللہ کا کتنا بڑا انعام واحسان ہے کہ وہ (خود) ہمیں قرآن کی آیت میں (جنت کی یہ عظیم الشان نعمتیں ان الفاظ کے ساتھ) یاد دلا رہے ہیں کہ ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ نے اس کے لیے کیا کیا نعمتیں چھپائی ہوئی رکھی ہیں'' (چنانچہ فرمایا)

"**فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ**" کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان جنتیوں کے لیے اللہ نے

(جو نعمتیں) چھپائی ہوئی ہیں "مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" (وہ نعمتیں دراصل) تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے ہیں اور ان میں تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان (اللہ کریم نے) پوشیدہ کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے قلب سے غفلت کے پردے اٹھائے اور ان نعمتوں کی رغبت اور ان کا شوق ہمیں نصیب فرمائے، ہمیں (ان جلیل القدر نعمتوں کے حصول کے لیے) کوشش کرنے کی توفیق (نصیب فرمائے) (اور اس میں محنت) کرنے کے لیے ہمت واستعداد اور صلاحیت ہمارے قلب میں پیدا فرمائے، اور ہماری اس عمومی غفلت کو جو (دراصل) محض دنیا کی طرف ہے (اور خالصتہ) دھوکا ہے اسے اور اس دھوکے کو دور فرمائے اور آخرت کی زندگی اور اس کی نعمتوں کی کہ جو (درحقیقت) حقیقی زندگی ہے اور جس کی نعمتوں کا تصور بھی ہمارے گمان سے باہر ہے ہمیں طلب ورغبت نصیب فرمائے۔

آمِيْن! يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆☆

(۱۴)

جنت کی نہریں

جنت کی نعمتوں کا ذکر چل رہا تھا، ایک اور حدیث ہے کہ حضرت حکیم بن معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک دریا پانی کا ہے (جبکہ) ایک شہد، ایک دودھ اور ایک شراب کا ہوگا اور پھر ان دریاؤں سے (جنتیوں کے محلوں کی طرف) آگے نہریں نکل نکل کر چلیں گی، (سبحان اللہ: اہل جنت کے اعزاز سے متعلق) یہی مضمون قرآن پاک کی آیات میں بھی ہے۔

(پھر فرمایا کہ) وہ پانی کبھی خراب نہ ہوگا (بلکہ) خوش منظر و شیریں (ہوگا، سبحان اللہ: کیا خوب فرمایا کہ) ایک (دریا) شہد کا ہوگا جو سارا بہترین قسم کے شہد سے بھرا ہوگا (جسے) دیکھ کر دل اس کے حسن و خوبصورتی اور (دلکش) بہاو (کی طرف کھچا چلا جائے گا)۔

(نیز) ایک (دریا) دودھ کا بھی ہوگا (جس سے) دودھ کی نہر بھی (نکلتی) ہوگی، اللہ اکبر (غور فرمایئے کہ) دودھ کی نہر (فرمایا گیا) ایک دو مٹکے نہیں، (پوری) نہر جاری ہوگی (بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ) نہریں جاری ہوں گی، جنتی کے محل و مقام کے اندر چاروں طرف جب وہ نظر کرے گا (تو اسے) یہ نہریں بہتی ہوئی (نظر) آئیں گی۔

(پھر یہ کہ) ایک (دریا) شراب کا ہوگا اور وہ شراب ایسی ہوگی جس سے آدمی کی عقل نہیں بہکے گی بلکہ اس کے (سبب) قلب کے اندر نور اور اللہ کے ساتھ تعلق و محبت میں زبردست ترقی و اضافہ ہوگا، ان (تمام) دریاؤں سے آگے نہریں نکل نکل کر (اہل جنت کے محلات کی طرف) چلیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں کی قدر دانی نصیب فرمائے ، (حقیقت یہ ہے کہ) ہمیں علم ہی نہیں کہ اللہ نے کیا کیا چیزیں ہمارے لیے تیار کی ہوئی ہیں تو کم از کم کوشش کر کے یہ تو معلوم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رحیم و کریم اور معاف کرنے والے ہیں ہم ایسے گناہگاروں اور خطاء کاروں کے لیے کہ جن کی کوئی گل سیدھی نہیں ہے کیسے کیسے انعامات (تیار کرر کھے ہیں) اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر رحم فرمائے ، ہمیں ان جنتوں میں داخل فرمائے اور اپنی رضاء وخوشنودی کی دولت سے مالا مال فرمائے ۔

آمین یا رب العالمین



(۱۴)

جنت میں ہر خواہش کا پورا ہونا اور آنکھوں کی ہر لذت کے سامان کا ہونا

کیا آپ نے دنیا میں کوئی ایسی جگہ دیکھی ہے جہاں آپ جو چاہیں وہ مل جائے؟ جو آپ کی تمناء وخواہش ہے وہ پوری ہو جائے؟ اس دنیا میں جس کا نام ومقام دنیا ہے (بلاشبہ) کوئی ایسی جگہ نہیں ہے، اس (دنیا) میں (تمام تمناؤں کا ملنا تو درکنار بعض اوقات) چھوٹی سے چھوٹی چیز کے حصول کے لیے بھی بڑی بڑی محنتیں کرنی پڑتی ہیں تب جا کر وہ (چھوٹی سی چیز) حاصل ہوتی ہے اور کبھی (وہ بھی) حاصل نہیں ہو پاتی، اسی وجہ سے (کہا جاتا ہے کہ) انسان کی تمنائیں کبھی اس دنیا میں پوری نہیں ہوتیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ایک جگہ ایسی رکھی ہے کہ جہاں جو آپ چاہیں گے وہ مل جائے گا (کیفیت یہ ہوگی کہ) جیسے ہی آپ کے دل میں (کسی چیز کا) خیال گزرا تو وہ چیز حاصل ہوگئی، (چنانچہ) حدیث میں ہے کہ اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے تو تجھ کو ہر قسم کی چیزیں ملیں گی، جو کچھ تیرا جی چاہے اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت ہو، یعنی اس مقام کا نام جنت ہے جہاں پر جو (بھی انسان) جس (بھی چیز کو) چاہے گا وہ اللہ تعالیٰ (اسے) عطاء فرمائیں گے، کسی (جنتی سے کسی) نعمت کو روکا نہیں جائے گا، بس دل میں خیال آنے کی بات ہے کہ وہ چیز حاصل ہو جائے گی۔

تو اب سوچ لیجیے: کہ کہاں دنیا اور کہاں آخرت اور آخرت کی نعمتیں؟ اور وہ بھی بنا کسی مشقت کے، ہاں! اس کی مشقت یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں نیک اعمال اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرلیا جائے اور بس۔

اللہ اکبر: (پھر اللہ تعالیٰ (جنت میں) ایسے انعامات عطاء فرمائیں گے (بلکہ اللہ کی جانب سے) مسلسل (ایسے) انعامات کی بارش ہوتی رہے گی کہ جس (جنتی) کی (جومنشا ہوگی اور اسے) جیسا خیال گزرے گا وہ نعمت (اسے) اسی وقت حاصل ہو جائے گی، جیسے پہلے حدیث میں گزرا تھا کہ آدمی گھوڑے کی تمنا کرے گا تو ایک سرخ یاقوت کا گھوڑا جیسے ہی (وہ تمنا و خیال کرے گا فورا) اس کی خدمت کے لیے اس کے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے تو تجھے ہر قسم کی چیزیں ملیں گی، جو تیرا جی چاہے اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت ہو (وہ تجھے ملے گا، غور فرمایئے کہ) دنیا میں کوئی ایسا تصور کر سکتا ہے کہ جس لذت کا تصور ہو، جو لذت چاہے اور جس کی (انسان کو) تمنا ہو (وہ اسے فورا) حاصل ہو جائے؟ (یقیناً نہیں)

اور (پھر جنت کی) وہ لذت بھی کیسی ہوگی؟ (سبحان اللہ: انتہائی) اعلیٰ درجے کی ہوگی، دنیا میں اس (سطح) کی کوالٹی ممکن ہی نہیں جس (سطح کی) کوالٹی کی جنت کی نعمتیں ہوں گی کہ جن سے آنکھوں کو لذت اور دل کو سرور ملے گا اور اللہ تعالیٰ (وہ سب عطا فرمائیں گے) جو تیرا جی چاہے گا اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت ہوگی۔

(پس) تھوڑی دیر آنکھیں بند کر کے سوچیے اور (دل میں کہیے کہ) یا اللہ! جنت کیسی چیز ہے؟ آپ نے اپنے ایسے اطاعت گزاروں اور فرمانبرداروں کے لیے کہ جنہوں نے دنیا میں اپنی خواہشات و لذات کو پامال کر کے تیری رضاء کے لیے محنتیں و کوششیں کیں اور تجھے راضی رکھا (ان کے لیے تو نے کیا اجر تیار کیا ہے؟) ان کو کیا انعام ملے گا؟ اور کیسے کیسے انعامات (ان کے لیے تیار کیے گئے) ہیں؟ (یقیناً ایسے انعامات ہیں) کہ جن کا ہم تصور بھی یہاں اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں کی رغبت اور ان کی قدر عطا فرمائے اور ان کے لیے محنت کرنے اور اعمال بجالانے کی توفیق عطا فرمائے، سنت اور شریعت کے مطابق ہمیں اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے کہ ان شاء اللہ دنیا کی زندگی بھی (ان اعمال کے اہتمام کی وجہ سے) عیش کی گزرے گی اور آخرت میں تو (سبحان اللہ) کہنا ہی کیا ہے؟ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے (اعمال صالحہ کے اہتمام پر) دنیا میں بھی عیش دینے کا وعدہ کیا اور (آخرت تو ایسوں کے لیے ہے، ہی مقام عیش وعشرت، اور بلاشبہ) اصل عیش تو آخرت کا ہے، (اسی لیے فرمایا گیا) " **اللهم لا عيش الا عيش الآخرة** " (کہ اے اللہ: اصل عیش آخرت ہی کا عیش ہے)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں کے لیے کوشش و جدوجہد کرنے، ان کے اسباب کو حاصل کرنے اور انہیں سچے دل سے اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۴)

اہل جنت کے مراتب اور قلب کی درستگی

جنت میں جو نعمتیں مؤمن و مسلمان کو عطاء کی جائیں گی ان کا تذکرہ چل رہا تھا اور (چونکہ) اس تذکرے سے اللہ کی محبت و معرفت پیدا ہوتی اور نیک اعمال کی رغبت قلب کے اندر جلوہ گر ہوتی ہے (اس لئے ان کا تذکرہ اہتمام سے پیش نظر ہے)۔

ایک حدیث (میں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اول گروہ جو جنت میں داخل ہوگا (ان کے چہرے) چودہویں رات کے چاند کی شکل ہوں گے یعنی پہلے وہ خوش نصیب لوگ جن پر اللہ تعالی کا انعام ہوگا وہ جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کی شکل چاند کے مثل ہوگی اور وہ چاند بھی چودھویں رات کا چاند (ہوگا کہ جس کی شبیہ (انہیں عطا) ہوگی، (غور فرمایئے کہ) ان کے چہروں کو (جو) چودھویں رات کے چاند سے مشابہت دی گئی تو اس میں کیا حسن ہوگا؟ کیا آب و تاب ہوگی؟ اور (اس کا) کیا درجہ ہوگا؟ یہ تو ہوں گے پہلے اور اعلیٰ درجے کے لوگ۔

(مزید فرمایا کہ) اس کے بعد جو دوسرے مرتبے کے لوگ ہوں گے وہ تیز روشن ستاروں کی مثل ہوں گے، یعنی " الکواکب الدراری" ایسے چمکتے ہوئے ستاروں (کے مثل کہ) جن کی روشنی (بھی خوب) پھیلی ہوئی ہوگی اور ان میں چمک بھی (خوب) ہوگی، تو اس (حدیث) میں (جنتیوں کے) دو درجوں اور ان کی (کچھ) خصوصیات کا بیان ہے۔

(پھر) اس کے بعد جو اگلی بات بیان ہو رہی ہے وہ ایک ایسی بڑی نعمت ہے کہ جس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے، (دیکھو) دنیا میں جتنے بھی فساد (ونزاع) ہیں وہ قلوب میں

اختلاف (کے سبب) ہیں، ہر آدمی دوسرے سے اختلاف کر رہا ہے، ہر ایک کے دل میں دوسرے کی عداوت اور اس سے اختلاف ہے، الغرض کسی کا بھی دل دوسرے کی طرف سے صاف نہیں ہے، ساری دنیا (اسی مفسدہ سے) بھری پڑی ہے، سارے انسانوں میں (کم وبیش یہی کیفیات رہتی ہیں) اور زندگی بھر یوں ہی ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسی عظیم الشان نعمت کا آگے ذکر فرما رہے ہیں کہ سب کے قلوب ایک آدمی کے قلب جیسے ہوں گے، یعنی (وہ سب جنتی) ایسے ہوں گے جیسے کہ ایک آدمی (ہوتا ہے)، کوئی اختلاف وانتشار آپس میں نہیں ہوگا، (سب کے دل درحقیقت) ایک ہی قلب ہوں گے (اور بس)، نہ ان (دلوں) میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ ہی بغض و عداوت ہوگی، (غور فرمایئے کہ) یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے، دنیا میں تو ہر طرف اختلاف ہی اختلاف اور انتشار ہی انتشار ہے، پھر اس کے نتائج بھی آدمی اپنی ساری زندگی محسوس کرتا رہتا اور بھگتتا رہتا ہے لیکن جنت کے اندر (ایسا کچھ نہ ہوگا بلکہ) سب کے قلوب کو اس طرح صاف اور مطہر کر دیا جائے گا کہ ایک دوسرے سے کوئی بھی اختلاف (ذرہ بھر) نہیں ہوگا۔

اس کی مزید تشریح کے لیے ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کا نام لے کر انہیں جنت کی جب بشارت دی تو اہل مجلس کو بڑا رشک آیا، ان میں سے ایک صاحب ان صحابی کے گھر گئے اور ان سے کہا کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں کچھ دن آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ ضرور آؤ اور میرے مہمان ہو جاؤ، (چنانچہ) وہ (صاحب ان کے گھر) رہے اور (ان صحابی) کے معمولات دیکھے، تو (انہوں نے دیکھا کہ) ان کے معمولات وہی تھے جو ایک عام آدمی کے ہوتے ہیں،

کاروباری آدمی تھے (چنانچہ) کام بھی کرتے اور پانچوں وقت کی نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ بھی پڑھتے تھے اور آخری وقت میں شائد کچھ نفل بھی پڑھ لیا کرتے تھے مگر کوئی ایسا (خاص) انہماک نہ تو نوافل میں تھا اور نہ ہی عبادات کا تھا (الغرض) ایک عام مسلمان کی سی زندگی تھی۔

ان (صاحب) نے تین روز قیام کیا کہ شائد کوئی اور ایسی (خاص) چیز ہو کہ جس پر میری نظر نہ پڑی ہو (اور اسی کی وجہ سے انہیں جنت کی بشارت دی گئی ہو) تو (انہیں جب کوئی اور ایسا خاص عمل نظر نہ آیا تو) بڑا تعجب ہوا کہ حضور ﷺ نے ان کو بشارت دی ہے (اور یہ بشارت) نبوت کی زبان سے صادق ومصدوق نے انہیں دی ہے (تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی خاص عمل ان کا نہ ہو)۔

بہرحال جب وقت پورا ہوا اور وہ (صاحب) چلنے لگے تو ان سے ملے اور کہا کہ دراصل نبی کریم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی تھی تو میں صرف یہ دیکھنے کے لیے آپ کے گھر میں ٹھہرا تھا کہ آپ کے وہ اعمال کیا ہیں جن کی بنا پر حضور نبی کریم ﷺ نے جیتے جی زندگی ہی میں (جنت کی) اتنی بڑی بشارت آپ کو دی، وہ کہنے لگے کہ میرے تو یہی اعمال ہیں جو تم دیکھ رہے ہو اور تو میرے پاس کوئی (خاص عمل نہیں)، باقی مصروف آدمی ہوں، کام بھی کرتا ہوں، نماز کا بھی پانچوں وقت اہتمام کرتا ہوں اور تہجد کی توفیق ہو جائے تو وہ بھی پڑھ لیتا ہوں، پھر خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر سوچتے رہے، پھر فرمایا، ہاں! ایک بات ہے کہ میرا دل ہر مسلمان سے متعلق صاف ہے، میرے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کوئی کدورت نہیں ہے، ہر ایک کی طرف سے صاف ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر! یہی وہ صفت ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے دل ایک جیسے ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے (صحابہ) کو یہ نعمت و دولت دی تھی کہ ان کا قلب ہر طرح اور ہر طرف سے اس طرح صاف و پاک تھا کہ اس کے اندر کسی سے کوئی کدورت، کوئی مخالفت، کوئی (بدخواہی) نہ تھی۔

اب سوچیئے کہ یہ کتنی بڑی صفت ہے؟ (بلاشبہ) قلب کی صفائی اور اس کی صلاحیتوں کا درست ہوجانا سارے تزکیے کا حاصل ہے، تو (چونکہ) ان (صحابی) کا تزکیہ کامل ہو چکا تھا اس لئے حضور ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے قلوب و اعمال کی اصلاح کی توفیق عطاء فرمائے، خاص طور پر اپنے قلب کی اصلاح کی (کیونکہ یہی اعمال کا مرجع اور اصل ہے، چنانچہ) حضور ﷺ نے (بھی اس کے متعلق ایک موقع پر) فرمایا: کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ سنبھل جاتا ہے تو سارا انسان سنبھل جاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تو سارا انسان بگڑ جاتا ہے (خبردار وہ دل ہے)، پھر آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے تین مرتبہ فرمایا!" التقوی ھھنا " یعنی تقوی یہاں ہے (دل میں)، پس یہ دل بگڑ گیا تو سارا انسان بگڑ گیا اور یہ بن گیا تو سارا انسان بن گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قلب کو بنانے کی توفیق عطاء فرمائے اور (یادرکھو) قلب بنتا ہے کسی ایسے شخص کی صحبت سے جو پہلے اپنا قلب بنا چکا ہو اور جس نے محنت و ریاضت کر کے کسی کی رہبری و رہنمائی میں محنت و مجاہدہ کر کے اپنا قلب بنوالیا ہو۔

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ فرماتے تھے کہ بھائی ہر چیز کے مستری ہوتے ہیں، (تو دیکھو) یہاں کمرے میں ایئر کنڈیشنر چل رہا ہے اگر یہ خراب

ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ (کیونکہ) جب خراب ہو جائے گا تو ٹھنڈک بھی دینا چھوڑ دے گا تو تب تم کیا کرو گے؟ (تو بلاشبہ تم اسے) اس کے مستری کو دیکھاو گے، پھر جب وہ مستری اس کی مرمت کر دے گا تو پھر اس کی ٹھنڈک جاری ہو گی، بالکل اسی طریقے سے اپنے قلب کو قلب کے مستری اور انجینئر سے درست کروالو تاکہ یہ ٹھنڈی ہوا پھینکے اور اس سے تمہاری ساری زندگی سرسبز و شاداب ہو جائے اور اس کے انعامات و احسانات (کے سبب) تمہیں حیات طیبہ حاصل ہو جائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۵)

جنت کے گھوڑے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ: کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ (اس سوال کا تناظر یہ ہے کہ) جیسے دنیا ہی میں دیکھ لیجیے کہ بعض لوگوں کو گھوڑے پالنے کا شوق ہوتا ہے اور وہ بہترین اور احسن و اعلیٰ نسل کے گھوڑے خریدتے اور اپنے اصطبل میں جمع کرتے ہیں اور یہ بس ان کا ایک شوق ہوتا ہے تو اسی طرح یہ شخص بھی گھوڑوں کا شوقین ہوا ہوگا، اسی لیے اس نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو جنت میں لے جائیں تو جب بھی تیرا جی یاقوت سرخ کے گھوڑے پر سوار ہونے کا کرے گا تو تجھے اس پر سوار کیا جائے گا، جو تجھ کو جہاں جہاں تیرا جی چاہے گا لیے پھرے گا یعنی جیسے ہی تیرے دل میں یہ خواہش و تمنا ہوگی کہ مجھے یاقوت کے سرخ گھوڑے پر سوار کیا جائے تو تجھ کو (اس پر نہ صرف سوار کیا جائے گا بلکہ) جنت میں جہاں جہاں تو چاہے گا وہ گھوڑا تجھے لیے پھرے گا۔

اللہ اکبر! تو کیسا وہ گھوڑا اور کیسی اس کی سواری ہوگی؟ اور (اس میں) کیا کیا (خصوصیات ہوں گی) اور کیسی کیسی اس کی رفتار ہوگی؟ (بلاشبہ) اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا؟ (عالم وہاں کا یہ ہوگا کہ) جیسے ہی (اس کے) دل میں (یاقوت کے سرخ گھوڑے پر سوار ہونے کا) خیال گزرا تو فوراً یاقوت کا گھوڑا (حاضر) ہوگا اور وہ اس پر (سوار) بیٹھا ہوا ہوگا، اور دوسری طرف جنت کی وسعت پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ کتنی وسیع ہوگی؟ وہ جنتی اس (گھوڑے) پر بیٹھ کر (اس قدر وسیع جنت) کی سیر کرے گا۔

حدیث میں ہے: اہل جنت میں سب سے ادنیٰ درجہ کا وہ شخص ہوگا جس کو اپنے باغ اور بیویاں، سامان نعمت، خدمت گار اور اسباب مسرت ایک ہزار برس کی مسافت تک نظر آئیں گے، یا ایک ہزار برس کی مسافت تک کا بھی کوئی اندازہ نہیں کر سکتے کہ جنت اتنی وسیع وعریض ہوگی، اور وہ گھوڑا اسے جہاں جہاں اس کا دل چاہے گا اس کو لیے پھرے گا۔

تو (دیکھو) جنت کی ہر چیز ہی لائق طلب و قابل طلب ہے (کیونکہ) وہ اپنی خوبصورتی وحسن میں انتہائی عروج پر ہے اور (جیسے ذکر کیا کہ عالم وہاں کا یہ ہوگا کہ) جب جیسے ہی (کسی چیز کا) خیال آیا (اسے وہ فورا) حاصل ہوگی، کچھ کرنا ہی نہیں پڑے گا، یہ اللہ کا انعام ہے، (اب تک کسی چیز کے حصول کے لیے) دنیا میں تو محنت ہوتی تھی (مگر) یہاں محنت سے نہیں (بلکہ) دل میں (خیال آنے سے) بنا کسی محنت و مشقت کے (سب) حاصل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس جنت کی قدر کرنے، اس سے فائدہ اٹھانے اور اس کے اور ان انعامات کے حصول کے لیے محنت و جدوجہد اور کوشش و فرمانبرداری کرنے کی اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆

(۱۶)

اہل جنت کے لیے حورعین

پچھلی دفعہ جنت کے گروہوں کا ذکر تھا جن میں (ہم نے جانا تھا کہ) پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ہے جو چودھویں رات کی چاند کی شکل پر ہوں گے اور پھر ان کے بعد کے مرتبے میں جو لوگ ہوں گے وہ بہت تیز روشن ستارے کی مثل ہوں گے، اب (یہ بیان ہو رہا ہے کہ) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا مزید اعزاز و اکرام فرمائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کو" حورِعین " یعنی گوری گوری اور بڑی آنکھوں والی عورتوں میں سے دو بیبیاں عطاء فرمائیں گے۔

حورعین دو بیویاں دی جائیں گی جن کے حسن اور خوبصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ ان کی پنڈلی کا گودا، استخوان یعنی ہڈی اور گوشت کے اندر سے بوجہ غایت حسن کے نظر آئے گا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو ترغیب و رغبت دلا رہا ہے، تا کہ ہمارے راستے میں محنت و کوشش کرے، (چنانچہ دیکھو، کیسے فرمایا) " **ما اخفی لهم من قرة اعین** " تمہارے لیے ٹھنڈک کا بہت بڑا سامان ہے، بس شرط یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو محنت اور مجاہدہ (میں مشغول رکھو) اور (اللہ سے) رضاء جوئی کی طلب پیدا کرو! ان شاء اللہ دنیا میں بھی نوازے جاؤ گے اور آخرت میں بھی نوازے جاؤ گے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان گروہوں میں سے کرے۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆

(۱۷)

جنت کے درخت کا تنا

پہلے جنت کی عمارتوں اور تعمیرات کا ذکر ہو چکا (اب جنت کی دیگر نعمتوں کا بیان ہے، دیکھو) جب آدمی کوئی چیز یا کوئی بڑا مکان تعمیر کرتا ہے تو اس کے اردگرد اچھے اچھے خوبصورت پھل آور درخت دور دور سے جمع کرتا ہے، اس سے اس کے مکان کی زیب و زینت ہو جاتی ہے، (بالکل اسی طرح) اللہ تعالیٰ نے بھی جنت کے مکانوں کے اردگرد خوبصورتی کی غرض سے درخت لگائے، جن کی شان اور ان کا منظر یہ ہوگا کہ ان میں سے ہر درخت کا تنا سونے کا ہوگا جس کا مقصد جنت کو مزین فرمانا ہوگا۔

تو (بتلایئے کہ) اس طرح کی ایسے خوبصورت درختوں سے مزین اور پر لطف مناظر سے بھرپور جنت اللہ سے مانگنی چاہیئے یا نہیں؟ دنیا میں تو سکون و اطمینان کے لیے کسی معمولی سی چیز یا معمولی سے مکان کے پیچھے بھاگتے ہیں، انہیں بنانے میں تھکتے ہیں اور خوب پیسہ خرچ کرتے ہیں، پھر بھی ہوس نہیں پوری ہوتی اور سکون و اطمینان حاصل نہیں ہو پاتا۔

مگر جنت تو اطمینان، سکون، عافیت، بہاروں اور لطف کی جگہ ہے، (سبحان اللہ، بلکہ) اس کے کیا کہنے؟ اس کی کسی چیز کی کوئی کیسے تعریف بیان کر سکتا ہے؟ انہیں کوئی کیا تصور میں لا سکتا ہے؟ (ایسی جنتیں) اللہ نے صرف اور صرف اپنے بندوں کے لیے تیار کی ہوئی ہے (مگر لوگ پھر بھی اس کی طلب و دعا میں جستجو نہیں کرتے، پس) اللہ سے **اہتمام** کے ساتھ جنت طلب کرنی چاہیئے اور جہنم سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

(ہر وقت یہ دعا کرنی چاہیے کہ) " **اللھم انی اسئلک الجنة و اعوذ بک من النار**" ، دعا کریں اللہ کریم جو کام ناراضگی والے ہیں ان سے محفوظ رکھے اور ان نعمتوں کی رغبت و شوق (نصیب فرمائے جن کا اللہ نے وعدہ فرما رکھا ہے) جس کی صورت یہ ہے کہ اعمال صالحہ کو زندگی میں اختیار کر کے حتی الامکان اپنے رب کو راضی کرنے کی فکر کریں، اللہ تعالیٰ یہ شوق و جذبہ اور رغبت ہمارے اندر، ہمارے اہل و عیال میں اور ہر مؤمن و مسلم کے قلب کے اندر پیدا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۸)

ہمیشہ کی رضامندی اور کبھی ناراض نہ ہونا!

جنت کی جو نعمتیں ہیں ان کا تذکرہ اور ان سے متعلق احادیث کا ذکر چل رہا تھا، آج کی حدیث ہے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت کو پکاریں گے کہ اے اہل جنت: وہ عرض کریں گے کہ ہم حاضر ہیں، ہم خدمت گذار ہیں اور خیر سب کی سب آپ کے ہاتھوں میں ہے، یعنی کیا ارشاد ہے؟ اپنی طرف سے اظہار اطاعت و اظہار فرمانبرداری کریں گے کہ ہم حاضر ہیں! فرمایئے! تو حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم راضی بھی ہو گئے؟

اللہ اکبر: اللہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم راضی بھی ہو گئے؟ عرض کریں گے کہ اے رب! راضی کیوں نہ ہوتے؟ حالانکہ آپ نے ہمیں ایسی نعمتیں عطاء فرمائیں جو آج تک کسی کو عطاء نہیں فرمائیں، اہل جنت شکر گزاری وخدمت اور منت وسماجت کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تم کو اس سے بڑھ کر کیا ایک چیز دوں؟ یعنی یہ جتنی نعمتیں دیں ہیں ان سب چیزوں سے بڑھ کر، ان سب سے اعلیٰ ایک چیز تمہیں دوں؟ تو وہ عرض کریں گے: اے رب! اس سے افضل کیا چیز ہوگی؟ ارشاد ہوگا، میں تم پر ہمیشہ اپنی رضامندی مبذول رکھوں گا اور اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

اللہ اکبر! اللہ کی رضا سے بڑھ کر کیا نعمتیں ہوں گی؟ دنیا میں تو یہ خطرہ ہے کہ اللہ میاں راضی تو ہوئے ہیں ایسا نہ ہو کہ پھر ناراضگی والا کوئی عمل سرزد ہو جائے اور اللہ میاں ناراض ہو جائیں، ہر وقت یہ کھٹکا سا لگا رہتا ہے، لیکن جنت میں اس فکر سے مستغنی

کر دیا گیا اور فرما دیا کہ اپنی رضامندی اپنے بندوں پر ہمیشہ مبذول رکھوں گا اور اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

اب جنت میں دائمی وابدی رضا حاصل رہے گی اور اس میں کبھی کوئی کمی نہیں آئے گی، (غور کیجیے کہ) اللہ تعالیٰ کس قدر اپنی مخلوق کے ساتھ محبت وشفقت فرما رہے ہیں، اللہ اکبر: ان کی رحمت کس قدر بڑھی ہوئی ہے، کس کس عنوان پر ہمیں اپنی نعمتوں کی طرف متوجہ فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی اہمیت وعظمت، اس کی شان اور اس کے پیچھے کی محبت وتعلق کو سمجھنے کی اور زندگی بھر آخری سانس تک اپنے پسندیدہ اعمال پر کاربند رہنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس کو قبول فرما کر ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے "**لا نسخط بعده ابداً**" والا معاملہ فرمائے۔

آمین یا رب العالمین!



علم، سلوک و احسان، تاریخ و سیرت

(۱۹)

علم سیکھنے وسکھانے کے سنہری اصول

ایثار وقربانی اورعزم یہ وہ طاقت ہے کہ اگر افراد میں ہوتی ہے تو انہیں ثریا تک پہنچادیتی ہے،ستاروں سے آگے جو جہان ہے(ان اوصاف سے حاصل ہونے والی طاقت)ان افراد کو وہاں ثریا تک پہنچا دیتی ہے اور اگر کسی ادارے وقوم میں ہوتی ہے تو دنیا اس کے سامنے جھک جاتی ہے، جیسے مغربی مما لک ہیں، دیکھیے دنیا ان کے سامنے ان کی بالادستی تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔

(خوب یادرکھیے کہ ان اوصاف سے طاقت تب حاصل ہوتی ہے جب ان کی بنیاد میں علم کا وصف ہو، پھر علم کا یہ بنیادی وصف بغیر آداب واصول کے حاصل نہیں ہوسکتا ،اس وجہ سے علماء نے اس سلسلے میں متعدد اصول وآداب بیان کیے ہیں)۔

علم سیکھنے اور سکھانے میں نوسنہری اصول:

یہ اصول حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب "پاجا سراغ زندگی" سے اخذ کیے گئے ہیں، مولانا ایک معروف عالم دین تھے جن کو 1980 ء میں شاہ فیصل ایوارڈ دیا گیا، 1999 ء میں شیخ محمدؒ نے '' اسلامک پرسینیلیٹی آف ائیر '' (Islamic PersonnaliTi of Year) کا ایوارڈ بھی حضرت کو دیا، ہر وہ شخص جو سیکھنے کا خواہش مند ہو اور سکھانے میں اپنی صلاحیت کو بڑھانا چاہتا ہو اس کے لیے حضرت کی زندگی مشعلِ راہ ہے، حضرت نے اپنی زندگی میں جو کمال حاصل کیا ان کو نو بنیادی اصولوں میں سمودیا، ہم آپ کی خدمت میں وہ پیش کرتے ہیں۔

پہلا اصول: اہل علم سے تعلق:

جو فن بھی آپ سیکھنا چاہتے ہیں، اس فن کے ماہر سے رابطہ کیے بغیر (آپ اس فن کو سیکھ سکتے ہیں نہ اس فن کا) کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسرا اصول: محنت وکاوش:

جب تک آدمی خود اپنی قوتِ بازو سے محنت و کاوش نہیں کرتا وہ کسی چیز میں کمال حاصل نہیں کر سکتا، تو اپنی قوتِ بازو سے محنت وکاوش کا جذبہ اپنے قلب میں بیدار کرنا ہے۔

تیسرا اصول: ذاتی صلاحیت ابھارنا:

(دیکھو) ہر انسان کو اللہ نے ایک ہیرا عطاء فرمایا جس کا وہ شخص مالک ہے، وہ ہیرا زندگی کی صلاحیت، پڑھنے کی صلاحیت، فرمانبرداری کی صلاحیت اور بہتر بننے کی صلاحیت ہے، تو ان صلاحیتوں کو ابھارنا یہ تیسری چیز ہے، (اقبال کا یہ ارشاد) "نگاہِ مردمؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" (بھی اس سلسلے میں پیش نظر رہنا چاہیے)۔

چوتھا اصول: صحبت

یہ فی الواقع بہت ضروری ہے، (مطلب اس کا) یہ ہے کہ جس فن میں حصول کمال کا خواہشمند ہے اس فن کے ماہر کے پاس رہ کر اپنی صلاحیتوں کے مطابق استفادہ کرے، بغیر اس رابطے کے زیادہ فائدہ نہیں ہوسکتا۔

پانچواں اصول: ذاتی محنت (کے ساتھ) فکر ولگن

اگر آپ تاریخ ساز شخصیات کی سیرت و تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس شخص کی شخصیت کو بنانے، اس کو ابھارنے اور اس کی صلاحیتوں کو جلاِ بخشنے والی اگر کوئی بنیادی چیز ہے تو وہ صرف اور صرف اس کی ذاتی محنت، فکر، لگن اور تڑپ ہے، اس کے

بغیر کچھ نہیں ہوسکتا، نہ کوئی انسیٹیٹیوشن بنا سکتا ہے نہ کوئی استاذ بنا سکتا ہے، اگر یہ چیز نہیں ہے تو کچھ نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کے بناوہ آدمی اپنا وقت و پیسہ فضول چیزوں میں اڑا رہا ہے، اگر محنت نہیں کرنی تو بجائے اس کے اسے چاہیے کہ (پیسہ و وقت) صحیح مصرف پر لگائے۔

چھٹا اصول: نصب العین

آدمی کا کوئی نصب العین ہونا چاہیئے، (بغیر نصب العین کی مثال ایسے ہے جیسے) آپ کسی کو کہہ رہے ہوں کہ کہاں جارہے ہو؟ تو وہ کہے کہ بس ایسے ہی جارہا ہوں، (تو آپ فوراً کہو گے کہ) ایسے ہی کہاں جارہے ہو؟ کس جگہ جانا، کس سے ملنا اور کس جگہ پہنچنا ہے؟ اگر یہ سب نہیں معلوم تو جسم کی صلاحیتیں ضائع ہورہی ہیں، استعمال میں تو آرہی ہیں (مگر کسی خاص مصرف میں نہ ہونے کی وجہ سے بے فائدہ ہیں)۔

ساتواں اصول: حقیقتِ سند

یہ بات سمجھ لینے (اور اچھی طرح ذہن میں بٹھا) لینے کے قابل ہے کہ کسی یونیورسٹی سے سند کے حاصل ہونے جیسے گریجویشن کی سند حاصل کرلی یا کسی دینی مدرسے سے کسی کورس کو پورا کرلینے جیسے درسِ نظامی پورا کرلیا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کو یہ علم حاصل ہوگیا اور آپ کسی قابل ہوگئے، اب آپ کو آئندہ کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، (حقیقت یہ ہے کہ سند تو فقط یہ بتلاتی ہے کہ) آپ کو صرف اتنی صلاحیت حاصل ہوئی ہے کہ اب آپ کتابوں کو ہاتھ لگا سکتے ہیں۔

آٹھواں اصول: جذبہ قربانی

ایثار، قربانی اور عزم وہ طاقت ہے کہ اگر افراد میں ہوتی ہے تو انہیں ثریا تک پہنچا دیتی ہے، ستاروں سے آگے جو جہاں ہے (ان اوصاف سے حاصل ہونے والی طاقت)

ان افراد کو وہاں ثریا تک پہنچا دیتی ہے اور اگر کسی ادارے و قوم میں ہوتی ہے تو دنیا اس کے سامنے جھک جاتی ہے۔

نواں اصول: ذاتی جوہر و قابلیت

انسان کا ذاتی جوہر و قابلیت ہی وہ چیز ہے جو ہر وقت اور ہر زمانے میں اس کی ترقی کا واحد ذریعہ ہے، جو بھی بنا اسی سے بنا ہے، اللہ ہمیں ان اصولوں کو سامنے رکھ کر حصول علم کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ

☆☆☆☆☆

(۲۰)

دین کی غلط تعبیرات

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک وعظ ''آثار العبادہ'' میں مولانا رومؒ سے یہ حکایت نقل کی ہے کہ ایک شخص کسی کے باغ میں گھس گیا اور جا کر درختوں کے پھل توڑ توڑ کر کھانے شروع کر دیئے، مالک کو خبر ہوئی، اس نے منع کیا تو وہ شخص کہنے لگا کہ باغ بھی خدا کا، درخت بھی خدا کا، پھل بھی خدا کا اور میں بھی خدا کا ہوں، الغرض اکل بھی خدا کا اور ماکول بھی خدا کا، تو تو کون ہوتا ہے منع کرنے والا؟ اور تیرا اس میں ہے ہی کیا؟ یعنی اس میں تیری کیا ملکیت ہے؟ تیرا تو کچھ ہے ہی نہیں۔

باغ کا مالک چونکہ حکیم اور سمجھدار تھا، اس نے اپنے نوکر سے ڈنڈا اور رسی منگوایا اور اسے باندھ کر مارنا شروع کر دیا، اب جب وہ شور مچانے لگا تو مالک نے کہا: ڈنڈا بھی خدا کا اور رسہ بھی خدا کا، تو بھی خدا کا اور میں بھی خدا کا، مارنے والا بھی خدا کا اور پٹنے والا بھی خدا کا، پھر تو کیوں غل مچاتا ہے؟ بس پھر ہوش درست ہو گئے اور دماغ ٹھکانے آ گیا۔

تو فرمایا: دین کی فہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے، پھر اس کی صحیح فہم کا حاصل ہو جانا بہت ہی بڑی نعمت ہے (اس لیے اسے) غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، اللہ حفاظت نصیب فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۲۱)

درود شریف کے فضائل

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہ اس کے اوپر دس دفعہ رحمت بھیجے گا، اس کی دس خطائیں معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا، اللہ اکبر، اللہ کی عطاؤں اور بخششوں میں اضافہ ہو رہا ہے (سبحان اللہ، ایک جگہ ارشاد ہے کہ) جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس پر سو دفعہ رحمت بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر لکھ دیتے ہیں کہ یہ شخص نفاق اور جہنم سے بَری ہے اور قیامت کے دن اللہ کریم شہیدوں کے ساتھ اس کا حشر فرمائیں گے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر

اللہ تعالیٰ کی (اس عطا کو ذرا دیکھیے کہ) حضور ﷺ کی محبت پر اللہ کی طرف سے کیا کیا انعامات مل رہے اور کیا کیا میسر ہیں؟ کاش ہمیں ان نعمتوں کی قدر ہو، ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو دفعہ رحمت بھیجیں گے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالی ایک ہزار مرتبہ اس پر رحمت بھیجیں گے اور جو عشق وشوق میں اس پر زیادتی کرے گا تو اس کے لیے میں قیامت کے دن سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ اللہ، اللہ، اللہ

(سبحان اللہ:) کیسے کیسے انعامات ہیں اور ہم کتنے غافل ہیں؟ کاش کہ ہمیں اللہ کی ان نعمتوں کی قدر ہو، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے فرمایا: آج کل کے

اس پرفتن دور میں سب سے بہترین اور سب سے زیادہ ترجیح دینے والی چیز میں ''کثرتِ درود شریف'' سمجھتا ہوں، لہٰذا درود شریف کی کثرت کرو، اللہ تعالیٰ ہماری غفلتوں کو دور فرمائے اور ان نعمتوں (سے بہرہ ور ہونے) کی توفیق دے۔



☆☆☆☆☆

(۲۲)

اخلاق فاضلہ

احقر نے ایک بار حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ ''جب کہ وہ حج پر آئے ہوئے تھے اور جدہ میں تشریف رکھتے تھے'' سے عرض کیا کہ حضرت اخلاق رذیلہ پر تو کچھ تھوڑا بہت کام ہوا ہے، مگر اخلاق فاضلہ اور اخلاق حمیدہ کے حصول کے لیے کچھ کام ابھی تک نہیں ہوا، اس پر حضرت نے فرمایا! تو بھائی اب شروع کردو! میں نے عرض کیا کہ حضرت اس کا طریقہ کیا ہوگا؟ فرمایا! امام غزالیؒ کی ''تبلیغ دین'' اپنے سرہانے رکھ لو اور جب بھی موقع ملے اس میں سے کچھ پڑھ لیا کرو اور جہاں سے موقع لگے، وہیں سے پڑھ لو، ان شاء اللہ تعالیٰ دروازہ کھل جائے گا۔

ایسے ہی ایک بار حضرت نے تعلیم فرمایا کہ ''تبلیغ دین'' میں سے اللہ کی محبت اور اللہ کے خوف کا بیان اس طرح پڑھا کرو کہ ایک دن محبت کا بیان اور ایک دن خوف کا بیان ہو، چنانچہ میں نے جس حد تک ممکن ہوا اس پر عمل کرنے کی کوشش کی مگر اپنی حالت میں (جب اس وقت) کوئی بہتری یا خاطر خواہ تغیر (محسوس) نہیں ہوا تو میں نے پھر (ایک ایسے موقع پر) جب حضرت تشریف لائے ہوئے تھے عرض کیا کہ حضرت: یہ اتنے عرصے سے پڑھ رہا ہوں مگر کوئی اپنے اندر تبدیلی محسوس نہیں ہو رہی، یعنی اللہ کا خوف اور اللہ کی محبت میں زیادتی تو نہیں ہو رہی بلکہ عملی حالت تو ویسے کے ویسے ہی ہے، تو (اس پر) حضرت نے فرمایا: کوئی بات نہیں، پڑھتے رہو، بس ان شاء اللہ اسی سے حالات درست ہونے لگیں گے، چنانچہ الحمد للہ میں اسی نسخے پر عمل کرتا رہا اور پھر اس کے فوائد بھی مشاہد ہونے لگے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے یہ کیمیائی نسخے (ہمارے لیے نافع فرمائیں) کہ ہیں تو یہ (الفاظ کے اعتبار سے بظاہر) چھوٹے چھوٹے اور ہلکے پھلکے (نسخے مگر تاثیر کے لحاظ سے نہایت نافع و موثر ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب عارفی رحمہ اللہ (فرماتے تھے کہ) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: دیکھو ہم نے تو نوک پلک درست کرتے ہوئے تمہیں کہیں سے کہیں پہنچا دیا، کوئی ایسے مجاہدے اور کام تم سے نہیں کروائے (جو نفس کو شاق گذرتے، بس) صرف نوک پلک درست کرتے کرتے ہی کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

تو یہ (ہمارے ان حضرات (اکابر) کی شان ہے اللہ نے انہیں اپنے وقت اور اپنے دور میں ایک (ایسا روحانی) ملکہ عطاء فرمایا تھا (کہ جس سے باطنی رموز کو سمجھنا انتہائی آسان ہو جاتا، یہی کمالات تھے خود) حضرت والا تھانوی نور اللہ مرقدہ کے بھی اور یہی حضرت رحمہ اللہ سے ان کے خلفاء کو بھی منتقل ہوئے، اللہ تعالیٰ ان تعلیمات پر عمل کرنے کی مجھے اور سب حضرات و احباب کو توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۲۳)

اصلاح کا طریقہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے کہ اخلاق رذیلہ جاتے رہیں،(اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ)اخلاق رذیلہ کیا ہیں؟(تو خوب سمجھ لیجیے کہ)اخلاق رذیلہ ''کبر، تکبر، ریاء، دنیا وجاہ کی محبت اور بخل'' وغیرہ ہیں،(یہ جملہ امراض)برے اخلاق اور اخلاق رذیلہ (کہلاتے)ہیں۔

(دیکھیے:حضرت کے ملفوظ کی توضیح یہ ہے کہ)اللہ تک پہنچنے کا ایک یہی راستہ ہے کہ اخلاق رذیلہ جاتے رہیں اور(اخلاق)حمیدہ پیدا ہوجائیں،یعنی اچھے اخلاق (مثلا) صبر، شکر، قناعت، توکل، تواضع، انکساری اور سخاوت وغیرہ پیدا ہوجائیں اور اطاعت کی توفیق ہوجائے،جب یہ کام ہوجائے گا کہ اخلاق رذیلہ ختم اور اخلاق حمیدہ پیدا ہوں گے تو(یاد رکھو) خود بخود اطاعت کی توفیق ہونے لگے گی اور عبادت میں دل لگنے لگے گا،(مزید یکہ)غفلت من اللہ جاتی رہے گی اور اللہ کی یاد دل میں آسانی کے ساتھ قائم ہونے لگے گی،(اس طرح)توجہ الی اللہ پیدا ہوجائے گی اور پھر رفتہ رفتہ اللہ کی طرف یہ توجہ قوی اور مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی،(پس)یہی پورے طریق کا خلاصہ ہے جو حضرت نے مختصراً بیان فرمادیا۔

حقیقت نہ سمجھنے سے لوگ بڑی غلط فہمیوں میں مبتلاء ہوتے ہیں،(خوب یاد رکھیے کہ)بنیادی چیز قلب کی درستگی ہے،یعنی اخلاق رذیلہ کو دور کرنے اور اخلاق حمیدہ کو پیدا کرنے کی کوشش کرنا،یہی (طریقت کا ماحصل ہے اور یہی)تزکیہ نفس کہلاتا ہے،لیکن یہ

کام آدمی خود نہیں کر سکتا، (جیسے کوئی مریض) اپنے امراض کا علاج خود نہیں کر سکتا (بلکہ اس کے لیے وہ) طبیب سے رجوع کرتا ہے (بالکل) ایسے ہی ان رذائل کو دور کرنے اور اخلاق حمیدہ کو پیدا کرنے کے لیے مشائخ واطبائے روحانی سے رجوع کرنا پڑتا اوران کے بتائے ہوئے نسخوں پر عمل کرنا پڑتا ہے، (اگر اس کا اہتمام رہے گا) تو ان شاء اللہ رفتہ رفتہ یہ (خصائل) پیدا ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس مختصر سی (نصیحت اور) ملفوظ کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۲۴)

انا جلیس مع من ذکرنی

حضرت حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ نے ایک بار فرمایا: کہ لاہور کے نیلا گنبد والے مفتی صاحب یعنی حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ نے اپنے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن سے فرمایا: کہ اللہ والوں کے پاس بیٹھا کرو(کیونکہ حدیث قدسی کا مفہوم ہے کہ)"انا جلیس من ذکرنی "(جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا جلیس ہوں، پس) پاس کے پاس بیٹھنے والا بھی پاس ہوتا ہے، جو چاہتے ہو کہ اللہ کے پاس ہو جاو (تو اھل اللہ کے پاس ہو جاؤ، پس) جو چاہے کہ وہ اللہ کے پاس ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ اہل اللہ کے پاس بیٹھا کرے۔

ایک بار حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت : ہم کیا کریں؟ یعنی کیا اعمال اختیار کریں؟ تو حضرتؒ نے فرمایا: کچھ نہیں، بس جب فرصت ملے ہمارے پاس آ کر بیٹھ جایا کرو، (سبحان اللہ) یہ وہی چیز ہے کہ پاس کے پاس بھی پاس ہوتا ہے، جو اللہ کے پاس ہوتا ہے اس کے پاس بیٹھنے والا بھی اللہ کے پاس، اللہ کا مقرب اور محبوب ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان چیزوں کی سمجھ، فہم اور ان کے مطابق عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۲۵)

بُری صحبت کی مثال

حضرت ہردوئی محی السنۃ رحمہ اللہ نے ایک بار فرمایا: پانی نرم اور ہلکا ہے اور لوہا سخت اور بھاری ہے، دونوں کی ہیئتوں میں اس قدر فرق ہے مگر (پھر بھی) پانی کی صحبت لوہے کا مزاج بگاڑ دیتی ہے (اور اسے) زنگ آلود کر دیتی ہے، (اور اس کی) صورت اور سیرت دونوں کو خراب کر دیتی ہے، اب بتائیں کہاں پانی اور کہاں لوہا؟ مگر جب لوہا اس پانی میں ڈوبا رہے تو پانی اس کو (نہ صرف) زنگ آلود کر دے گا (بلکہ) اس کی شکل وصورت بھی بگاڑ دے گا تو (اس مثال کو سامنے رکھ کر) بُری صحبت سے بہت بچنا چاہیئے۔

اس مثال سے (کتنی خوبصورتی کے ساتھ) سمجھایا جا رہا ہے کہ بُری صحبت بھی ایسے ہی مضر ہے، (اس لیے اس) سے بہت بچنا چاہیئے اور (دیکھو، اس سلسلے میں انسان) اپنے تقویٰ پر ناز و گھمنڈ (ہرگز) نہ کرے (بلکہ) ڈرتا رہے اور اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرتا رہے۔

(ایک مرتبہ) میری ایک بزرگ سے راولپنڈی میں ملاقات ہوئی، وہ فوج کے ایک اعلیٰ عہدے پر تھے، انہوں نے اپنا ایک بڑا عبرتناک واقعہ سنایا کہ میرا ایک روم میٹ تھا، (اکٹھے رہنے کے ساتھ ساتھ) میس کے اندر کھانا بھی ہم لوگ ساتھ کھایا کرتے تھے، اس کے متعلق حکم آیا کہ اس کا تبادلہ فلاں جگہ کر دیا گیا ہے، وہ (جگہ) ایک سرحدی علاقہ تھا (اس نے جب یہ سنا) تو اس کو بڑی خوشی ہوئی (کیونکہ) وہاں دیہاتی عورتوں اور لڑکیوں سے (مردوں کا) اختلاط رہتا تھا۔

اس نے مجھ سے کہا کہ تم بھی (میرے ساتھ) چلو، میں نے کہا: نہ بابا نہ، میں نہیں جاؤں گا، وہاں تو صورتِ حال یہ ہے کہ (مردوں وعورتوں کا) اختلاط

(رہتا) ہے،تو اس افسر نے مجھ سے کہا کہ تمہیں تو اپنے اوپر (بالکل) اعتبار نہیں ہے، (انسان کو) اپنے اوپر کوئی "سیلف کنفیڈینس" ہونا چاہیئے، میں نے اس سے کہا: بھائی مجھے تو ''سیلف کنفیڈینس '' نہیں، (اس لیے) میں ایسی جگہ نہیں جانا چاہتا، تم ہی جاؤ، خیر بہر حال اس کا تبادلہ ہوگیا، پھر میرے بھی دوسری جگہ تبادلے ہوتے رہے۔

ایک روز مجھے اطلاع ملی کہ جہاں وہ گیا تھا اس علاقے سے اس کی نعش آرہی ہے تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی تو وہ گیا تھا (تب تو بالکل ٹھیک تھا، پھر ایسا کیا ہوگیا) تو معلوم ہوا کہ جہاں وہ متعین تھا وہاں کسی دیہاتی لڑکی سے ملوث ہوگیا (جس پر) ان دیہات والوں نے اسے اس قدر مارا کہ وہ مرگیا اور اب اس کی نعش آرہی ہے، پھر انہوں نے کہا کہ میں نے سوچا: یا اللہ یہی وہ شخص تھا جو یہ کہہ کر گیا تھا کہ تمہیں اپنے " کریکٹر " پر اعتماد نہیں ہے،تو (دیکھو) یہ حشر ہوتا ہے بُری صحبت کا، کس طرح وہ رنگ لاتی ہے۔

اسی وجہ سے (کہا جاتا) ہے کہ (انسان) اپنے تقویٰ پر ناز نہ کرے (بلکہ) اللہ تعالی سے ڈرتا ہی رہے، پھر ایسے ہی انہوں نے ایک بات اور فرمائی کہ بھائی ہماری قیمت تو دو کوڑی کی نہیں ہے، یہ تو بس اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہے کہ اس نے اب تک پناہ دے رکھی ہے، (اس لیے اہتمام کے ساتھ) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہیئے اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے موجودہ فتن اور آنے والے فتن سے اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ توفیقات سے نوازے۔

دیکھیئے: پانی اور لوہے کی کیسی پیاری مثال دی ہے، پانی ہلکی چیز اور لوہا کس قدر بھاری چیز ہے مگر (پھر بھی یہ) بُری صحبت اسے (نہ صرف) بگاڑ دیتی ہے (بلکہ) اس کی ساری خوبیاں بھی ختم کر دیتی اور اس کے قلب کو بھی مردہ کر دیتی ہے (مزید یکہ) اس کی

حس کو بھی ختم کر دیتی ہے، اسی وجہ سے بُری صحبت سے پناہ مانگی گئی اور (کہا گیا کہ) اہتمام کے ساتھ اس سے بچنا چاہیئے۔

مثنوی مولانا روم رحمہ اللہ کا شعر ہے (جس کا ماحصل یہ ہے کہ) "اپنی سفید داڑھی سے دھوکہ نہ کھانا کہ نفس کی داڑھی کالی ہے" اللہ تعالیٰ ہمیں نفس وشیطان کے شروراوران کی ہلاکتوں سے محفوظ رکھے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۲۶)

بیویاں حوروں سے افضل ہیں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا سلسلہ چل رہا تھا، فرمایا: جنت میں بیویاں حوروں سے افضل و اجمل ہوں گی یعنی ان کا مرتبہ اللہ کے ہاں حوروں سے افضل ہوگا، اور (دیکھو) اجمل کی طلب نہ خلاف عقل ہے نہ خلاف نقل، (کیونکہ) ہر آدمی یہی چاہتا ہے کہ اکمل و اجمل چیز اسے ملے، لہٰذا ان (بیویوں) کے لیے (جنت میں) ملنے کی دعاء کی جائے، اور یہ دعاء کرنا نہ خلاف عقل ہے اور نہ خلاف نقل (اس لیے اس کا اہتمام رہنا چاہیے)۔

(اور پھر دیکھو) عورت جو جنت میں جاتی ہے وہ اپنے اعمال کے سبب جاتی ہے (جبکہ) حور (کا معاملہ یہ نہیں کہ وہ اپنے اعمال کے سبب جنت میں رہ رہی ہو) تو جیسے مرد (اپنے اعمال کی بنیاد پر جنت میں) جاتا ہے اس طرح عورت بھی اپنے (اعمال ہی کے سبب جنت جائے گی، اس لیے) بیویوں کا مرتبہ ان حوروں سے زیادہ بلند ہے کیونکہ انہوں نے کوشش کی ہوتی ہے۔

(پس) اس لحاظ سے اپنے لیے یہ دعا کرنا کہ ہماری بیویاں ہمیں جنت میں ملیں عقل ونقل کے خلاف نہیں (بلکہ امر مستحسن ہے)، اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ دے، اور (دیکھو) یہ (دعا کرنا) محبت کا بھی ذریعہ بنتا ہے، تدابیر میں سے بھی ہے کہ محبت کے بڑھنے اور انسانی زندگی میں خوشگوار تعلقات کے لیے یہ دعا کرنا بڑے اعظم اسباب میں سے ہے، (مزید یکہ) انشراح و اطمینان اور پرسکون زندگی (کا ذریعہ بھی ہے) اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ اور فہم عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۲۷)

بیبیوں کی قدر

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرد اور خواتین (میاں بیوی) کے تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے جو نصیحتیں فرمائی ہیں ان میں سے ایک اہم نصیحت اس وقت پیش کر رہا ہوں۔

فرمایا: کہ ہر صورت میں مردوں کو اپنی بیوی کی قدر کرنی چاہیئے، خواہ کوئی بھی حالات ہوں، مردوں کو اپنی بیویوں کی قدر کرنی چاہیئے، دو وجہ سے: ایک تو بیوی ہونے کی وجہ سے کہ وہ ان کے ہاتھ میں قید اور محبوس ہیں اور یہ بات جواں مردی کے خلاف ہے کہ جب ہر طرح وہ اپنے بس میں ہے تو اسے تکلیف پہنچائی جائے یعنی یہ تو بہت خلاف شرافت چیز ہے کہ جو اپنے ماتحت اور ہر طرح سے (اس قدر) قابو میں ہو کہ کوئی جواب (تک) بھی نہیں دے سکتی ہو (مزید یکہ) کمزور بھی ہو تو اس کو تکلیف پہنچائی جائے۔

دوسرا دین کی وجہ سے، تو یہ دو وجوہات ہو گئیں، ایک تو دین کی اور دوسری دنیا کی، دنیا کی تو یہ ہے کہ وہ تابع ہے اور اللہ نے مرد کو اس پر قوت دے دی ہے، اور دین کی یہ ہے کہ جیسے تم مسلمان ہو ایسے ہی وہ بھی مسلمان ہے، اسلام میں (وہ تمہارے ساتھ) شامل ہے (اور تم دونوں کا اس میں) اشتراک ہے، (پس) جیسے تم مسلمان ہو وہ بھی مسلمان ہے، جیسے تم دین کے کام کرتے ہو وہ بھی کرتی ہیں اور (پھر) یہ تو کسی کو معلوم نہیں کہ دین کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک کون زیادہ مقبول ہے؟ بیوی زیادہ مقبول ہے؟ یا شوہر زیادہ مقبول ہے؟ کچھ پتا نہیں ہے، (کیونکہ عند اللہ) بعض اوقات بیوی زیادہ مقبول ہوتی ہے اور بعض اوقات شوہر زیادہ ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی بڑا امکان ہے کہ عورت اپنی ان خدمات کی وجہ سے جن کو وہ انجام دیتی

ہے یعنی بچوں کی تربیت اور سارے امور و معاملات اور گھریلو انتظامات وغیرہ کی وجہ سے مرد سے بھی آگے بڑھ جائے، (چونکہ) ہمارے ذہنوں میں یہ بھی ایک چیز ہے کہ مرد افضل ہے اور عورتیں مردوں کے مقابلے میں گھٹیا ہیں (اس لیے خوب سمجھ لو کہ) یہ بات ضروری نہیں کہ عورت مرد سے کم مرتبہ ہو، ممکن ہے کہ اللہ کے نزدیک مرد کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو، (اس کا قوی) امکان ہے، (اس لیے) عورتوں کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھنا چاہئیے۔

(یاد رکھو) اللہ تعالیٰ بے کس، مجبور اور شکستہ دل کا تھوڑا سا عمل بھی مقبول فرما لیتے ہیں، (اور دیکھو) یہ بھی (ضروری) نہیں کہ ان کے بڑے بڑے اعمال ہوں، چونکہ جو مجبور، بے بس اور شکستہ حال ہوں ان کا تھوڑا سا عمل بھی اللہ قبول فرما لیتے اور ان کے درجے بڑھا دیتے ہیں اس لیے (بعض اوقات) ان کے درجات کے اندر (اس قدر) بلندی ہو جاتی ہے کہ وہ مردوں سے بھی آگے نکل جاتی ہے۔

تو اس کو سوچ کر اگر کبھی عورت کی جانب سے تکلیف بھی پہنچے تو اس کو بھی خوش اسلوبی کے ساتھ برداشت کرنا چاہئیے، نہ کہ انتقام اور بدلہ لینا چاہیے، کہ یہ تو (مردوں کے لیے) بہت ہی نامناسب بات ہے، (پس) ہر صورت میں جو بھی حالات ہوں مردوں کو اپنی بیویوں کی قدر کرنی چاہئیے اور ان کے اندر جو خوبیاں ہیں ان کو پیش نظر رکھنا چاہئیے، (بلاشبہ) یہ خود اپنے نفع (ہی کی بات ہے) اور اپنی زندگی کو خوش گوار بنانے کے لیے **اکسیر** نسخہ ہے جو کچھ مشکل بھی نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطاء فرمائے۔

(بس ہر وقت) خوبیوں ہی پر نظر رکھے، (اور سوچے کہ اس بیوی کی وجہ سے) کیا کیا آرام وراحتیں پہنچ رہی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆

(۲۸)

پرلطف ازدواجی زندگی

حضرت والا تھانوی رحمہ اللہ کا ایک ارشاد ہے جو ازدواجی تعلقات اور ازدواجی زندگی کے لطف کو دوبالا کرنے کے لیے اور ان کے آپس کے تنازعات کو خوشی وخوبی کے ساتھ حل کرنے میں معین ومددگار رہے۔

فرمایا : کہ میاں بیوی کی ایسی زندگی میں کچھ لطف نہیں کہ دو چار دن تو ہنس بول لیے اور دس دن لڑ جھگڑ لیے، لطف زندگی کا جبھی ہے کہ جانبین سے ایک دوسرے کے حقوق کی پوری رعایت ہو، یعنی زندگی کا لطف تو اصل میں اس سے ہے کہ جب دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے ان حقوق کی جو اللہ نے ان پر عائد کیے ہیں (پوری پوری) رعایت کریں۔

ایک دوسرے کو خوش اور راضی کرنے کی کوشش و اہتمام شریعت کے حکموں پر عمل (پیرا رہتے ہوئے) کریں تو ان شاء اللہ زندگی (پرلطف و پرسکون ہو جائے گی، خوب یاد رکھیے کہ) دنیا کے دو، چار روز کا ہنسنا ایک وقتی سی چیز ہے، ہونا تو دراصل یہ چاہیئے کہ پوری زندگی کو (مقصد حیات سامنے رکھتے ہوئے) کامیاب بنایا جائے۔

(کتنی خوبصورت بات حضرت نے ارشاد فرمائی کہ) لطف زندگی کا تو جب ہے کہ جانبین ایک دوسرے کے حقوق کی پوری رعایت کریں اور اگر کوئی ایسی چیز ہو جائے (جو حق تلفی پر مبنی اور خلاف شریعت ہو) تو فوراً اس کی تلافی کرلے، بات کو بڑھائے نہیں، اپنی غلطی ہو تو اپنی غلطی تسلیم کرلے اور دوسرے کی جو خوبیاں ہیں ان خوبیوں کا اعتراف

کرے، اس سے (ان شااللہ) آپس میں محبت پیدا ہوگی اور زندگی میں لطف پیدا ہوگا (تب) ایک دوسرے کے ساتھ زندگی کی حلاوت محسوس ہوگی، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو سمجھنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۲۹)

اہل دین کے لیے اپنے نفس کی نگرانی

ارشاد فرمایا: کہ پرانے ڈرائیور سے بھی اکسیڈنٹ ہو جاتا ہے، ذرا چونکا اور وہ گرِا، بالکل اسی طریقہ سے اہل دین کو بھی اپنے نفس کی نگرانی سے بے فکر و بے خبر نہ ہونا چاہیئے، (ذرا) حُبِ جاہ و حبِ مال میں مبتلاء ہو گئے (اور وہ مقام رفیع سے گر گئے) اور (تجربہ یہ ہے کہ فی الواقع) مبتلاء بھی ہو جاتے ہیں، لہٰذا اپنے نفس کی نگرانی ہمہ وقت بہت ضروری ہے۔

ایسے ہی فرمایا کہ بھائی دیکھو! مجھے میرے نفس پر پل بھر اور آنکھ کے پلک جھپکنے کے برابر بھی (بھروسہ نہیں)، دینی اکسیڈنٹ بھی پلک جھپکنے پر ہو سکتا ہے، (اس لیے) اپنے نفس کی نگرانی، اپنے احوال کی خبر (ازحد ضروری ہے، خوب یاد رکھیے کہ اہل نسبت اور) پرانے لوگوں کو بھی اس نفس سے غافل نہیں ہونا چاہیئے، اپنے معاملات اور اپنے احوال کا جائزہ (لیتے رہنا ان کے لیے بھی ایسے ہی ضروری ہے جیسے دوسروں کے لیے) خصوصاً معاشرت، بات چیت، (اجتماعی) اموراور (باہمی) معاملات میں اپنے نفس کی نگرانی کرتے رہنا چاہیئے، نفس کی نگرانی و جائزہ (بلاشبہ) ترقی کا زینہ ہے، جو لوگ (نگرانی وجائزہ کا اہتمام) کرتے ہیں (وہ اسی قدر) ترقی اور قرب کے زینوں پر چڑھتے چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عنایت فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۳۰)

''تلاوتِ قرآن'' اللہ سے باتیں ہیں

روزمرہ کی زندگی کا ایک تجربہ ہے کہ آپس میں جو بات چیت کی جاتی ہے اس سے دو آدمیوں یا طرفین کے قلوب کھلتے چلے جاتے ہیں اور ان دو دلوں اور لوگوں کا آپس میں ایک لگاؤ، محبت اور ایک تعلق سا (بن جاتا اور پھر) بڑھتا جاتا ہے، یہ روزمرہ زندگی کا تجربہ ہے بالکل اسی طرح یہاں پر یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ تلاوت بھی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہے، اللہ نے ہمیں یہ دولت عطاء فرمائی کہ ہم قرآن پاک کی تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں، (اور چونکہ ہم کلامی سے لگاو اور تعلق پیدا ہوتا ہے) اس لیے تلاوتِ قرآنِ پاک سے حق تعالیٰ کی محبت (دل میں) پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی تلاوت کرنے سے پہلے یہ نیت کرلو! کہ میں تلاوت اس لیے کرتا ہوں کہ اللہ کی محبت میں ترقی ہو (پھر یہ بھی ذہن نشیں رہے کہ) اللہ تعالی کا یہ بھی بڑا احسان ہے کہ ہر حرف پر دس نیکیوں (کا وعدہ فرمایا، اس حساب سے اگر) اس طرح کا اندازہ کیا جائے تو ایک پارے پر ایک لاکھ نیکیوں کا اوسط بنتا ہے، (سبحان اللہ:) تھوڑی ہی دیر میں ایک پارے (کی تلاوت پر) اتنی نیکیاں مل جاتی ہیں، یہ انعام الگ ہے، (اللہ اکبر:) محبت بڑھنا ایک انعام اور (ہر ہر حرف پر دس دس نیکیوں کا یوں وافر مقدار میں ملنا) دوسرا انعام ہوگیا، تو یہ شرف اللہ تعالیٰ کے محض فضل و رحمت سے ہمیں عطاء ہوا۔

میں نے ایک واقعہ پڑھا تھا کہ مولانا محمد علی جوہر اوران کے بھائی شوکت علی کا معمول تھا کہ فجر کی نماز پڑھ کرآتے تھےتو تلاوت کرتے تھے،ایک روزمولانا شوکت علی فجر کی نماز پڑھ کرآئے تو کچھ تھکے ہوئے یا ایسے کسی عارضہ میں مبتلاء تھے (جس کی وجہ سے) تلاوت کیے بغیر لیٹ گئے،ماں دیکھ رہی تھیں،توبی اماں نے کہا:میاں شوکت!تم نے آج اللہ میاں سے باتیں نہیں کیں؟(ماں کا اتنا کہنا تھا کہ وہ)سمجھ گئے اور پھر تلاوت شروع کردی۔

(خوب یاد رکھیے کہ) یہ اللہ میاں سے باتوں کا شرف حاصل ہو جانا(اس سے ہزاروں گنا ذیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ) ہمیں کسی حاکم سے بات چیت کا شرف مل جائے تو (دیکھو:اس حاکم سے بات چیت کے وقت ہم) خوشی سے پھول کرنہیں سماتے (تو یہاں کیوں بوجھ محسوس کرتے ہیں؟) اللہ تعالیٰ نے تلاوت کے ذریعے ہمارے واسطے یہ شرف کھولا ہوا ہے،اور پھر رمضان شریف کے مہینے میں تو اللہ تعالیٰ نے اس ہم کلامی پر بے پناہ کثرت جزاءواجرعنایت (فرمانے کا وعدہ)فرمایا ہے۔

بہر حال جب بھی تلاوت کیجیئے!یہ نیت کرلیجیئے کہ اللہ کی محبت میں ترقی ہو،اللہ تعالیٰ ہمیں ہم کلامی کے حقوق بھی ادا کرنے کی توفیق دے ،ایک صاحب نے حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ کولکھا کہ تلاوتِ قرآن میں دل نہیں لگتا،حضرت نے جواب میں لکھا کہ یہ سوچا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہمارا کلام سناؤ،ہم دیکھیں کہ کیسے پڑھتے ہو؟(اس طرح تلاوت سے دلجمعی نصیب ہوگی)

تو (آپ نے جان لیا کہ اس عظیم کتاب کو) پڑھنے کا انعام الگ اور سمجھنے کا انعام الگ ہے ،(لہذا معلوم ہوا کہ) جولوگ پڑھنے کو بیکار کہتے ہیں ان کی بات صحیح نہیں ، (کیونکہ) قرآن پاک اوراسکا حفظ دونوں دراصل ایک ''معجزہ عظیم'' ہے،(اللہ اکبر: ذرا

غور تو کیجیے کہ اللہ کریم نے) چھوٹا سا بچہ حافظ بنا کر اس کا محافظ بنا دیا ، (کتنا بڑا اعجاز ہے کہ) ان چھوٹے چھوٹے بچوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا انتظام فرمایا ، (ان حفاظ کا مقام اس مثال سے سمجھیے کہ) جیسے ملک کی سرحد کے محافظ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اور سرکاری آدمی سمجھے جاتے ہیں اور سرحدوں و بارڈرز پر حفاظت کرتے ہیں (بلکہ اس مقصد کے لیے) اسپیشل رینجرز ہوتی ہیں تو جو قرآن پاک '' کلام رب العالمین '' کے حافظ ہیں کیا ان کو سرکاری محافظوں کا مقام حاصل نہیں ہوگا ؟ یقیناً (ان جتنا بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ عظیم مقام) انہیں حاصل ہوگا ۔

(ایک نہایت اہم بات کے طور پر) پھر یہ بھی یاد رکھیئے کہ قرآن پاک کے تین حقوق نہایت اہم ہیں : ایک عظمت حق تعالیٰ (کا احساس) کہ یہ کس قدر عظیم ذات کا کلام ہے ، دوسرا : تلاوت مع صحت یعنی تلاوت کلام پاک صحت الفاظ و تجوید کے ساتھ ہو اور تیسرا حق یہ ہے کہ اس کے : احکام پر عمل کرنا ، تو یہ قرآن پاک کے حقوق ہیں ، (پس ان حقوق کا لحاظ کرتے ہوئے) یہ سوچ کر تلاوت کرے کہ یہ رب العالمین ، محسن اعظم اور احکم الحاکمین کا کلام ہے تو اس سے طبیعت کے مائل ہونے اور لگنے میں (ان شا اللہ) مدد ملے گی ، (اسی طرح صحت الفاظ کا اہتمام بھی از بس ضروری ہے ، اگر بوڑھا بھی ہو گیا ہے) تو یہ نہ سوچے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں ، اس (بڑھاپے) میں ہم سے کیا صحت الفاظ ہوگی ؟ نہیں ! کام شروع کر دیجیئے ، کیا پتا اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش ہی کو قبول فرمالیں اور اس بنیاد پر کہ یہ میرا بندہ بوڑھا و ضعیف ہو گیا ہے لیکن پھر بھی کلام پاک کی صحت کی کوشش میں لگا ہوا ہے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیں ، (فقط اس بات پر) حق تعالیٰ کو رحم آجاوے کہ یہ بوڑھا ہو کر ہمارے کلام کی درستگی ، صحت الفاظ اور تجوید میں لگا ہوا ہے ۔

الغرض کہ دین میں دینی محنت ضائع نہیں جاتی، دنیا کی محنت پر کوئی وعدہ نہیں ہے لیکن دینی محنت پر وعدے ہیں، (تلاوت ہی کو لے لیجیے کہ اس پر) اتنا بڑا وعدہ ہے کہ ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں (ملیں گی، یوں) ایک پارے میں ایک لاکھ کے لگ بھگ اوسطاً نیکیاں ملیں گی، پھر یہ عمل اللہ تعالیٰ کو (نہ صرف) پسند ہے (بلکہ اس پر) اپنی محبتِ خاصہ سے بھی نوازتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کے حفاظ کو'' اہل قرآن '' کہا گیا ہے یعنی (قرآن کے اور) اللہ کے خاص لوگ، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مبارک گروہ میں شامل فرمائے (کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمار کھا ہے)" خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ "(یعنی تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو خود قرآن سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے ہیں)

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۳۱)

الحُب فی اللہ

آج کا موضوع ہے "الحب فی اللہ " یعنی اللہ کے واسطے محبت کرنا، اس کا پہلا درجہ تو یہ ہے کہ تم کسی شخص سے دنیا میں اس بناء پر محبت کرو کہ تم کو اس کے ذریعے سے ایسی چیز حاصل ہے جو آخرت میں مفید ہے، مثلاً شاگرد کو اپنے استاذ کے ساتھ محبت علم دین حاصل کرنے کی وجہ سے ہو اور مرید کو اپنے مرشِد کے ساتھ محبت راہِ طریقت کے معلوم ہونے کے سبب ہو بلکہ استاذ کو اپنے شاگرد کے ساتھ جو محبت ہوتی ہے وہ بھی اس بناء پر ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے دین کا سلسلہ مدتوں تک میری طرف منسوب ہو کر جاری رہے گا، استاذ کو بھی (اس نسبت سے) یہ فائدہ پہنچتا ہے، اس طرح استاذ در استاذ اور نسل در نسل یہ علم پھیلتا جاتا ہے جس کا ثواب (بلا شبہ) سب کا سب استاذ کے نامہ اعمال میں جاتا ہے۔

اسی طرح اپنے خادم ومحسن کے ساتھ اس نیت سے محبت کرنا کہ اس کی خدمت و احساں کی وجہ سے فارغ البالی حاصل ہوتی اور اطمینان کے ساتھ عبادت و اطاعت کا وقت نصیب ہو جاتا ہے، یہ بھی اللہ ہی کے واسطے ہے، اگر کوئی (شخص) دنیوی امور و معاملات میں (کسی قسم کی) کفالت دے دے جیسے مثلا اولاد ہی (تربیت و پرورش کی خاطر) لے لے تو یہ بھی حسن سلوک ہونے کی وجہ سے اللہ ہی کے واسطے محبت (کے دائرے میں آتا) ہے، کیونکہ دنیوی غرض اس محبت (وحسن سلوک) سے بھی مقصود نہیں ہے، (اور ہر وہ محبت و تعلق کہ جس سے دنیوی غرض مقصود نہ ہو وہ ''الحب فی اللہ'' ہی کہلاتا ہے)۔

مگر (اس نوع کے حسن سلوک میں) پھر بھی چونکہ خاص اللہ کی ذات مطلوب نہیں ہوتی اس لیے (''الحب فی اللہ'' کا) اعلیٰ درجہ یہ (بیان کیا جاتا) ہے کہ کسی اللہ کے پیارے و نیک بندے سے بغیر کسی دنیوی غرض کے صرف اور صرف اس وجہ سے محبت ہو کہ یہ شخص اللہ کا محبوب ہے، کیونکہ معشوق کے کوچے کا تو کتا بھی دوسروں کے کتوں سے ممتاز ہوتا ہے۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ: (کیا خوب فرمایا کہ) معشوق کے کوچے کا کتا بھی دوسرے کتوں سے ممتاز ہوتا ہے، پھر بھلا کیسے ممکن ہے کہ اللہ سے محبت ہو اور اس کے محبوب بندوں سے محبت نہ ہو؟ یاد رکھو! (اس کا اہتمام رکھنے سے) رفتہ رفتہ یہ تعلق یہاں تک قوی ہو جاتا ہے کہ اللہ کے محبوب بندوں کے ساتھ اپنے نفس کا سا برتاؤ ہونے لگتا ہے، تب اپنے نفس پر بھی ان کو ترجیح دے دی جاتی ہے، پھر جتنا یہ علاقہ مضبوط ہوتا جائے گا اسی قدر کمال ایمان میں ترقی ہوتی جائے گی۔

" **اللهم انی اسئلک حبک وحب من یحبک** "یعنی اے اللہ: میں آپ سے آپ کی محبت اور ان لوگوں کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو آپ سے محبت کرتے ہیں ، یہ (گذارشات) حضرت امام غزالی رحمہ اللہ کے افادات میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور عمل کی توفیق دیتے ہوئے نافع بنائے۔

آمین یا رب العالمین



(۳۲)

چند اہم اعمالِ باطنیہ

یوں تو اعمالِ باطنیہ بہت سے ہیں لیکن ان میں سے چار اعمالِ باطنیہ ایسے ہیں جو فرض وواجب ہیں اور (نہ صرف) اعمالِ ظاہرہ کی بلکہ پورے دین کی روح اور بنیاد ہیں، (کرنے کے اعتبار سے) عملاً نہایت آسان اور (نتائج کے لحاظ سے) سریع التاثیر ہیں، (بلاشبہ) یہ اللہ تعالیٰ کی (خاص) رحمت ہے کہ ان (مہتم بالشان) اعمال کے لیے کوئی خاص وقت یا شرط مقرر نہیں۔

(آپ دیکھیں گے کہ) ان پر ہر حالت میں چلتے وپھرتے اور اٹھتے و بیٹھتے عمل ہو سکتا ہے، بس عادت ڈالنا شرط ہے، ان اعمال کی عادت اور (ان پر) دوام حاصل ہو جانے سے ان شا اللہ بہت سے رزائل خود بخود مضمحل ہو جائیں گے، بری عادتیں اور برے اخلاق بھی خود بخود ختم، مضمحل یا مغلوب ہو جائیں گے اور بہت سی حسنات یعنی نیکیوں میں اضافہ اور طاعات میں قوت پیدا ہوگی۔

وہ چار اعمال یہ ہیں: 1: شکر، 2: صبر، 3: استغفار، 4: استعاذہ ، اللہ تعالیٰ ہمیں ان اعمال کی مشق کرنے ،نگرانی رکھنے، ان کی طرف خاص توجہ مبذول کرنے اور اہتمام کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۴۳)

صحبت اہل اللہ

فوائد صحبتِ صالح کے سلسلے میں ایک بار حضرت اقدس حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات بارش لگنے کے سبب سردی لگ رہی اور سستی آرہی ہو تو ایک پیالی چائے پی لینے کے بعد مزاج بدل جاتا ہے، ایک پیالی جب مزاج بدل دیتی (اور ظاہری سستی دور کر دیتی) ہے تو کیا اہل اللہ کی صحبت روحانی سستی دور نہیں کرسکتی؟ کیا صالح صحبت ایک پیالی چائے سے بھی کم درجہ رکھتی ہے؟

(سبحان اللہ: حضرت رحمہ اللہ نے) بہت اچھی مثال سے سمجھایا ہے،(اب یہ ہمارے) غور کرنے کی بات ہے کہ (صحبت صالح کس قدر ہمارے لیے نفع بخش ثابت ہوسکتی ہے، اسی سلسلے کا ایک واقعہ سناتا ہوں) ہم ایک بار حضرت کے پاس بیٹھے تھے، شام کا وقت تھا، چائے آئی، تو حضرت فرمانے لگے کہ بھائی: یہ چائے میں جو پتی ڈالی جاتی ہے یہ گرم پانی میں ڈالی جاتی ہے تا کہ اس کے اثرات وفوائد بظاہر پانی جذب کرلے، اگر یہی پتی ٹھنڈے پانی میں ڈالو گے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، نہ رنگ آئے گا اور نہ پینے کے قابل ہوگی۔

(فرمایا:) بس یہی حال صحبتِ اہل اللہ کا ہے کہ جب ان کے پاس بیٹھتے ہو تو ان کی گرمی قلب سے جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ دل کے اوپر اثر کرتی ہے اور (روحانی) سستی و کاہلی دور کرتے ہوئے دین میں ترقی کا ذریعہ بنتی ہے، تو یہ بھی بڑی پیاری مثال (حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمائی۔ فجزاہ اللہ عنا احسن الجزاء)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے اور اہل اللہ کی صحبت کا اہتمام کرنے، ان سے خط وکتابت رکھنے اور ان کو اپنے احوال سے مطلع کرنے کی توفیق مسلسل عطاء فرمائے۔ آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ

(۳۴)

حسرت

حق تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جن لوگوں کو کسی کام کے کرنے کی تمنا وخواہش ہو یعنی کوئی نیکی کا کام ہو (جو وہ کرنا چاہ رہے ہیں) مگر کسی مجبوری کی وجہ سے کر نہیں سکتے تو حق تعالیٰ اپنے فضل اور بے انتہاء رحمت سے ان کو وہ کام کرنے والوں کی فہرست میں شامل فرما دیتے ہیں۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ، (دیکھیے کہ) اللہ کی رحمتوں وعطاؤں کے کیا کیا طریقے ہیں، (مثلاً کسی کو) حج کا قافلہ جاتے ہوئے دیکھ کر حج کی تمنا ہوئی، حسرت کرنے لگا اور دل پر نہ جانے کے ملال سے چوٹ لگنے لگی تو یہ حسرت (اور چوٹ) اللہ کے ہاں اتنی مقبول ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نہ جانے کے باوجود جانے والوں کی فہرست میں شامل فرمادیں گے اور اسے بھی (من جانب اللہ) وہ ثواب عطاء ہوگا جو کام کرنے والوں کو ملے گا۔

چنانچہ حضور ﷺ نے ایک جہاد کے سفر میں فرمایا: بہت سے لوگ ہیں جو اس وقت تمہارے ساتھ نہیں، وہ کسی وجہ سے نہ آسکے مگر وہ قدم قدم پر تمہارے ساتھ اجر وثواب میں برابر کے شریک ہیں، گویا یہ حسرت وتمنا بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت اور عطاؤں میں سے ایک عطاء ہے، (سبحان اللہ: دیکھیے کہ) اللہ نے (اپنے بندوں کو) نوازنے کے لیے کیسے کیسے عنوانات اپنے فضل ورحمت سے مقرر فرما دیئے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان انعامات کی قدر دانی اوران سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(۳۵)

خوش نصیب باپ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ بعض نیک بندوں کا درجہ جنت میں بلند فرمائیں گے، (جس پر ان میں سے ایک) عرض کرے گا کہ اے پروردگار: یہ بات مجھے کہاں سے نصیب ہوئی؟ ارشاد ہوگا کہ تیری اولاد کی اس دعاء سے جو تیری مغفرت کے لیے تھی، یہ اس دعا کا نتیجہ وثمرہ ہے۔

میں نے حضرت مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کی اولاد اس کے مرنے کے بعد یہ دعاء کرے "اللھم اغفرلی ولوالدی" اے اللہ ہماری (اور ہمارے والدین) کی مغفرت فرمادے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں سے کرے۔

آمین یا رب العالمین



(۳۶)

خوشگوار ازدواجی زندگی

اس دنیا میں جو رشتے ہیں ان میں ایک اہم اور قریبی رشتہ "میاں بیوی" اور ان کے تعلقات کا ہے، اسی پر (بلاشبہ) دنیا چل رہی ہے، اسی سے نسل انسانی کا سلسلہ جاری ہے، اور یہ تعلقات (نہ صرف) بنیادی تعلقات ہیں (بلکہ) پوری معاشرت (کا مدار) ہیں، تہذیب وتمدن میں اس رشتے کو خاص اہمیت حاصل ہے اس لیے اس کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی ضرورت ہے تا کہ اس کے مثبت نتائج عملی زندگی میں ظاہر ہوں۔

جیسے اولاد کی تربیت (ایک انتہائی اہم ذمہ داری ہے) جب تک میاں بیوی کے مابین اچھے تعلقات وخوش زبانی نہ ہوگی بچے (کو کسی صورت موثر ماحول نہیں ملے گا) اور جب تک بچے مؤثر ماحول نہ پائیں گے اس وقت تک بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہوسکتی، لوگوں نے یوں تو بہت سی تدابیر اور کتابیں لکھی ہیں مگر حضرت والا تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ایک ایسی چھوٹی اور انتہائی آسان تدبیر بیان فرمائی جو ہر چیز کو محیط ہے، فرمایا! کہ (بچوں کی بہتر پرورش کے لیے چونکہ عورت کا مطیع ہونا ضروری ہے اس لیے) عورت کو مطیع بنانے کی انتہائی موثر تدبیر یہ ہے کہ اس کو خوش رکھے، جب بیوی خوش رہے گی تو سارے گھر کا نظام و انتظام قاعدے کے ساتھ چلتا رہے گا، بچوں کی پرورش بھی ہوتی رہے گی (اور دیگر کام بھی خوش اسلوبی سے ہوتے رہیں گے) اس لیے بیوی کو خوش رکھے۔

اور فرمایا کہ یہی شوہر کو بھی راضی رکھنے کی تدبیر ہے یعنی بیوی بھی یہی کوشش کرے کہ شوہر کو خوش رکھے، (جب یہ اہتمام ہوگا) تو آپس کے بہت سے اختلافات خود بخود دور

ہو جائیں گے اور گھر کی فضا و ماحول بہت خوشگوار ہو جائے گا، یہی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کا راز ہے، (پس بیوی کو) خوش رکھے، غصہ نہ کرے، آواز بلند اور اونچی نہ کرے، بچوں سے بھی پیار کرے، بیوی کے (دیگر) حقوق بھی ادا کرے، دیگر اہل وعیال کے حقوق بھی ادا کرے، یوں حقوق ادا کرنے سے ماحول میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے۔

(بظاہر) یہ بہت چھوٹی سی چیز ہے لیکن اس کے اندر سمندر ہے، یہی تدبیر کام کی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو خوش رکھیں، شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو راضی رکھنے کی کوشش میں رہے، (خوب یاد رکھو کہ) اگر تعلقات آپس میں اچھے اور خوشگوار ہوں گے تو فاقے میں بھی زندگی اچھی گزرے گی اور اگر ان چیزوں پر قابو نہ پایا اور ان کی طرف توجہ نہ ہوئی تو چاہے کتنے ہی پیسے کیوں نہ ہوں، کتنے ہی آرام وراحت کا ساماں کیوں نہ ہو، حقیقی راحت اور حقیقی چین دونوں کو ہرگز نصیب نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس زریں تدبیر کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی توفیق دے، (حقیقت یہ ہے کہ) اسی میں اللہ کی رضاء اور اسی میں دنیا کا بھی سکون اور آخرت کی بھی کامیابیاں ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ حضرات کو بھی اس کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۳۷)

خواجہ صاحب کا ایک حکیمانہ شعر

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ہمارے ہاں بہت معروف ہیں، حضرت کا (عارفانہ مجموعہ) کلام بھی ہے، (آپ) حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ (شاعر وخلیفہ) ہیں، حقیقت یہ ہے کہ (آپ کے اشعار میں) ایک عملی درس ہوتا ہے جو زندگی کی گتھیوں کو سلجھانے میں مدد دیتا ہے اور چونکہ وہ اشعار ایک عارف باللہ کے قلب سے نکلے ہوتے ہیں اس لیے ان میں ایک (خاص) نورانیت وروحانیت اور حقیقت بھی ہوتی ہے (اس سطح کے اشعار بلاشبہ) ہماری عملی زندگی میں رہبری ورہنمائی کا سامان مہیاء کرتے ہیں۔

انہی اشعار میں سے خواجہ صاحب کا ایک شعر ایسا تھا جس کی مجھے بہت دنوں سے تلاش تھی لیکن مل نہیں رہا تھا، آج ابھی صبح کام کے لیے بیٹھا تو الحمد للہ یہ شعر حضرت کی ''مجالس الابرار'' میں مل گیا، (سبحان اللہ:) اس شعر کو سنیے، سمجھیے اور اپنی مشاکل وپریشانیوں کو کم کرنے میں اس سے مدد لیجیئے، اللہ تعالیٰ توفیق دے، حضرت فرماتے ہیں:

کیا نتیجہ ہوگا؟ کیونکر ہوگا؟ یہ سب اوہام چھوڑ
کام کر! جس کا ہے کام، اس پہ تو انجام چھوڑ

(سچ یہ ہے کہ) ہم انہیں اوہام میں رہتے ہیں کہ یہ کریں گے تو کیا ہوگا؟ اور کیا نتیجہ نکلے گا؟ الجھے ہیں، بے مقصد پریشان ہورہے ہیں، نتیجہ کچھ نہیں ہوتا لیکن پریشانیاں ایسی ہیں کہ جو اپنے اختیار میں بھی نہیں اور وقت بھی ضائع کردیتی ہیں، جسم پر ان کے

اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں،(سب سے بڑھ کر یہ کہ) ان الجھنوں کی وجہ سے اللہ (کی ذات اور اس کے احکام) سے بھی غفلت ہو جاتی ہے تو (حضرت نے کتنی خوبصورت بات ارشاد فرمائی کہ) ''کام کر! جس کا ہے کام، اس پہ تو انجام چھوڑ'' یعنی جملہ امور اور کاموں کے نتائج اللہ پر چھوڑ (کر انسان کو صرف کرنے کے کام پر توجہ دینی چاہیے)۔

یہ (بظاہر) ایک مختصر سا نسخہ ہے (مگر) عملی زندگی میں یہ نہایت کارآمد ہے، ذرا توجہ و مشق کی ضرورت ہے،(بس مزاج بن جائے کہ ہم) اپنے جملہ امور و معاملات میں تدبیر اس طرح اختیار کریں کہ نتائج اس نیت کے ساتھ اللہ کے سپرد کر دیں کہ جو کچھ بھی ظاہر ہوگا (ان شاء اللہ) اس میں خیر ہی خیر ہوگی، (خوب یاد رکھیے کہ) حق تعالیٰ کا ہر تصرف (مبنی بر حکمت) اور حسین ہے جس میں ہمارے لیے (بہر حال) بہتری ہے،(بس) اس کا یقین دل میں بٹھایا جائے اور قلب کو مطمئن کیا جائے کہ یہی توکل ہے اور (اسی کا نام) اعتماد ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دے اور خاص دستگیری فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۳۸)

خوف ومحبت

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری ساری عمر کا وعظ بس ایک ہی ہے یعنی جتنے وعظ کہے ان سب مواعظ کا ماحاصل ایک ہی ہے کہ اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف پیدا ہو جائے، یہ دو چیزیں سارے وعظوں اور سب تعلیمات کا ماحاصل ہیں، یعنی اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف۔

جب محبت پیدا ہوگی تو اعمالِ صالحہ ہوں گے اور جب خوف پیدا ہوگا تو گناہوں سے بچے گا اور یہی دونوں چیزیں ہیں کام بنانے والی، کام اللہ کی محبت اور اللہ کے خوف ہی سے بنتا ہے پھر آدمی کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے (بلکہ) کہیں سے کہیں اُڑ جاتا ہے اور اس کی پرواز عرش الٰہی کی طرف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنا خوف اور اپنی محبت زیادہ سے زیادہ ہمارے قلب میں اپنے فضل و رحمت سے عنایت فرمائے، (بہت اچھی طرح یادرکھنے کی بات ہے کہ) جیسے میں پہلے عرض کرتا رہا ہوں کہ یہ دونوں چیزیں اہل اللہ کے سینوں سے منتقل ہوتی ہیں (اس لیے اہل اللہ کی صحبت کا اہتمام رکھا جائے)، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقبول بندوں کی قدردانی کی اور ان سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۳۹)

دوامِ ذکر کا طریقہ

حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات ہیں جو حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ کی زبانی ہم نے سنے، انہیں کو سنا رہا اور نقل کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے اور دین کی بات پہنچانے کا اخلاص کے ساتھ سلیقہ عطاء فرمائے اور ساری مخلوق کو، ہمیں اور سننے والوں کو اس سے نفع پہنچائے۔

باتیں مختصر سی ہیں لیکن نہایت اہم ہیں، معمولی اور چھوٹی باتیں سمجھ کر ان سے بے توجہی نہ کی جائے بلکہ توجہ کے ساتھ سنا جائے، یہ باتیں لوگوں کی زندگی بھر کے تجربات کا نچوڑ و خلاصہ ہیں۔

حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ چلتے پھرتے ذکر و تسبیح میں لگے رہو، یعنی ذکر و تسبیح کو وظیفہ بنالو اور چلتے پھرتے ذکر و تسبیح میں لگے رہو، خالی وقت میں تسبیح ہاتھ میں رکھیئے، اس سے ذکر کی توفیق ہو جاتی ہے، یہ تجربہ کر کے دیکھ لیجیئے کہ آدمی اگر ہاتھ میں تسبیح رکھے تو تسبیح دیکھ کر خود بخود تسبیح پر ہاتھ چلنے لگتا ہے اور آدمی کو ذکر یاد آنے لگتا ہے۔

تو فرمایا: کہ فارغ اوقات میں تسبیح ہاتھ میں رکھیے، ان شاء اللہ اس سے ذکر کی توفیق ہو جائے گی، تو یہ کثرت ذکر کی توفیق کا ایک طریقہ ہے، جب آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ اس کو یاد کرتا ہے، اس سے بڑی کیا چیز ہوگی (کہ جس کی آس رکھی جائے)؟، اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے اور عمل کرنے کی توفیق اور اس کی برکات و ثمرات عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(۴۰)

ذکر کی لذت اور راحت

اللہ والوں کا قول ہے کہ "ذکر اللہ" روح کی غذاء ہے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء روح کی شراب اور اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنا روح کا لباس ہے، وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ راحت پانے والوں نے اللہ کے انس کے برابر کسی چیز سے راحت نہیں پائی اور لذت حاصل کرنے والوں نے اللہ کی یاد کے برابر کسی چیز میں لذت نہیں پائی۔

(حقیقت یہ ہے کہ) قلب کی آسودگی، چین، اطمینان اور لذت و راحت (اسی ذکر اللہ میں ہے اور) اس کے اثرات ساری زندگی میں سر سے لے کر پیر تک انسان کے جسم پر مرتب ہوتے ہیں، اللہ کے نام کی برکت و چاشنی (روح کے ساتھ ساتھ) جسم بھی محسوس کرتا ہے، اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں ہمیں بھی عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۴۱)

ذکر وصالِ حق کا مقناطیس ہے

اہل اللہ فرماتے ہیں کہ ذکراللہ کی پابندی کرو، کیونکہ ذکر وصالِ حق کا مقناطیس ہے، اللہ کی طرف جذب پیدا کرتا ہے اور قرب کا ذریعہ ہے، جو اللہ کو یاد کرتا ہے وہ اللہ سے مانوس ہوجاتا ہے، یعنی اس کا دل اللہ کی یاد سے چین پاتا ہے اور وہ خداوند قدوس سے مانوس ہوجاتا ہے اور جو اللہ سے مانوس ہوگیا وہ اللہ تک پہنچ گیا۔ سبحان اللہ

اور فرماتے ہیں مگر یاد رکھو! کہ ذکر اللہ صحبتِ مشائخ کی برکت سے دل میں جمتا ہے (کیونکہ) آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، (پس) ایسے لوگوں سے تعلق پیدا کرو! کہ جن کے دل میں خدا کی یاد جم چکی ہے، (اس سے) تم کو بھی یہ دولت نصیب ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ یہ انعامات نصیب فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۴۲)

گناہ گار کو گناہ اور سانپ کے کاٹے کو نیم کی پتی کی لذت

الحمد للہ! ایک اور اچھی مثال جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے گناہوں کے متعلق ذکر فرمائی (آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں) حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم کو گناہ اس طرح لذیذ معلوم ہوتے ہیں جس طرح سانپ کے کاٹے کو نیم کی پتی (جو اصلا تلخ ہوتی ہے) لذیذ معلوم ہوتی ہے، یہ ایک پیڑ ہے جس کی پتی عام طور پر بڑی کڑوی ہوتی ہے، دواؤں کے طور پر استعمال میں بھی آتی ہے، (اس کی عجیب خاصیت یہ ہے کہ) جس آدمی کو سانپ کاٹ لیتا ہے اس پر اس پتی کی تاثیر بدل جاتی ہے اور اس آدمی کو یہ لذیذ معلوم ہونے لگتی ہے۔

(تو فرمایا کہ) جس طرح سانپ کے کاٹے کو (جسم میں موجود سانپ کے زہر کی وجہ سے) نیم کی پتی (اولا) لذیذ معلوم ہوتی ہے، پھر جب زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے تو اسے نیم کی وہ تلخی جو اس کا اصل مزاج تھا معلوم ہونے لگتی ہے، بالکل اسی طرح آخرت سے بے فکری کا زہر ہر گناہ کو لذیذ کر دیتا ہے۔

مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرت سے بے فکری کا زہر ہر گناہ کو لذیذ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے گنہ گار کو گناہ میں لذت آنے لگتی ہے اور جب لذت آنے لگتی ہے تو پھر اس سے گناہ چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، (لیکن وہی حالت جب منقلب ہوتی ہے تو پھر) اس کو اطاعت لذیذ لگنے لگتی ہے اور بجائے اطاعت کے اللہ کی نافرمانی اور گناہ اسے کانٹوں کی طرح چبھنے لگتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق سے نوازے، دین کی فہم نصیب فرمائے اور ہم کو اور ہمارے متعلقین، گھر والوں کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(۴۳)

اہل اللہ کے قلوب سے انوار و برکات حاصل کرنا

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک بار حضرت تھانویؒ کا واقعہ ذکر فرمایا! کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھے، تصوف کی کچھ کتابیں سامنے رکھی تھیں، حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت تھانویؒ سے فرمایا! یہ کتابیں لے جاؤ، اس پر حضرت تھانویؒ نے فرمایا! کہ حضرت کتابیں تو بہت ملتی ہیں، مجھے تو اپنے سینہ مبارک سے کچھ عطاء فرما دیجیئے۔

تو اصل چیز یہی ہے کہ اہل اللہ کے قلوب سے جو انوار و برکات منتقل ہوتی ہیں وہ طالب کے اندر ایک انقلاب برپا کر دیتی ہیں، برسوں کی محنت اور مجاہدے سے وہ چیز حاصل نہیں ہوسکتی جو حضرات اہل اللہ کی نظر اور توجہات کی برکت سے حاصل ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں نیک صحبت کی قدر، اس کی تلاش و طلب کی کوشش اور اس سے مستفید ہونے کی توفیق زندگی بھر عطاء فرمادے۔

آمین یا رب العالمین



(۴۴)

شرح صدر

رسولِ کریم ﷺ سے شرح صدر کی تفسیر دریافت کی گئی اور اس کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! وہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ دل میں ڈال دیتے ہیں، عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ اس نور کی علامت کیا ہے؟ فرمایا! خیالی گھر یعنی دنیا سے دور ہو جانا اور دائمی گھر آخرت کی طرف متوجہ ہو جانا اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنا، اس نورانی شرح صدر سے دلوں کے دروازے کھلتے ہیں۔

(اسی کے حصول کے لیے فرمایا گیا) " رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی وَیَسِّرْ لِی أَمْرِی وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِی یَفْقَهُوا قَوْلِی " آمین، اللہ تعالیٰ شرح صدر کی نعمت سے ہمیں بھی مالا مال فرمائے، سینہ کھول دے اور دل کی تنگی دور کر دے، یا اللہ اپنے تعلق ومحبت سے قلوب کو منشرح فرما دے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۴۵)

صحبتِ صالح کے فوائد

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ کے ''صحبت صالح کے فوائد'' سے متعلق بعض ارشادات ہیں ان کو پیش کررہاہوں، اللہ تعالیٰ اس کا نفع مجھے بھی عطاءفرمائے اور سننے والوں کو بھی عطاءفرمائے، ارشادفرمایا! کہ بعض اوقات روشنی علم ویقین ہوتی ہے مگر عمل کی قوت نہیں ہوتی، بے عملی اپنی جگہ ویسے (کے ویسے) ہی ہے یعنی علم اور یقین کی روشنی بھی ہے، یقین میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں مگر پھر بھی عمل کی قوت نہیں ہوتی، مثلاً کمرے میں روشنی ہے، الماری میں سیب نظر آرہا ہے، اس کے وجود کا علم اور اس کے نافع ہونے پر یقین بھی ہے، ڈاکٹروں نے اس کو کھانے کا بھی حکم دیا ہے اور دل بھی چاہتا ہے مگر سیب تک اٹھ کر جانے کی قوت نہیں ہوتی، پھر ڈاکٹر انجکشن لگاتا ہے اور وٹامنز و کیپسولز کھلاتا ہے، پھر جب طاقت آجاتی ہے تو فوراً خود اٹھ کر الماری تک جاکر سیب لے آتا ہے۔

یہی حال ان اہل علم کا ہے جن کے پاس علم کی روشنی تو ہے مگر عمل کی قوت نہیں مگر اللہ والوں کی صحبت میں آنے کے کچھ ہی بعد قوت آنی اور اعمال میں ترقی ہونا شروع ہو جاتی ہے، یہ ہیں صحبت صالح کے فوائد کہ قوت ملتی ہے، ورنہ اگر یہ قوت نہیں ہے تو پھر روشنی بھی بھلے ہو، یقین بھی ہو مگر عمل نہیں ہوگا (کیونکہ باطنی کمزوری لاحق ہے)، پھر جب اہل اللہ کی صحبت میں جاتے ہیں تو وہ روحانی وٹامنز کھلاتے اور انجکشنز لگاتے ہیں جس سے رفتہ رفتہ قوت آنے لگتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس مثال سے سبق لینے اور صحبت اہل اللہ پابندی کے ساتھ اختیار کرنے کی توفیق عطاءفرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ

☆☆☆☆☆

(۴۶)

صلحاء کی سفارش

حضرت عبداللہ بن نافع مزنیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص مدینے میں مر گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا، اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخی ہے اور مغموم ہے، پھر ساتویں یا آٹھویں دن کیا دیکھتا ہے کہ وہ جنتی ہے، خواب دیکھنے والے نے اس سے پوچھا (کہ یہ کیا ماجرا ہے؟) تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ایک شخص صلحاء میں سے دفن کئے گے، ان کی سفارش آس پاس کے چالیس مردوں کے بارے میں مقبول ہوئی جن میں سے ایک میں بھی تھا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت و رحمت کو کتنا آسان فرمادیا، (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ میاں چاہتے ہیں کہ بندے ہم سے مغفرت طلب کریں، (اس لیے اس دعا کا خوب اہتمام رہے کہ)" **اللھم اغفرلی، اللھم ارحمنی** " یا اللہ ہماری اس بے بسی پر، ہماری اس نفسانیت اور ابلیسیت و شیطانیت پر رحم فرمایئے اور ہمیں دنیا کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اپنے نیک صالح لوگوں کی صحبت و معیت عطاء فرما اور اس کی دنیا کی زندگی میں قدر کرنے کی توفیق عطاء فرما!

آمین یا رب العالمین



(۴۷)

موت کے بعد بھی ثواب کے اعتبار سے جاری رہنے والے اعمال

حضرت ابوامامہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ چار شخص ایسے ہیں کہ ان کا ثواب بعد مرنے کے بھی جاری رہتا ہے یعنی موت کے سبب جملہ اعمال منقطع ہوجانے کے باوجود بھی (ان چار اشخاص کو ان کے بعض اعمال کا) ثواب پہنچتا رہتا ہے، (وہ چار اشخاص درج ذیل ہیں):

پہلا وہ شخص ہے جو جہاد میں سرحد کی حفاظت کرتا ہو، دشمن کے مقابلے میں سرحد کی حفاظت پر ڈٹا رہنا (وہ عظیم عمل ہے جس کا ثواب بعد از موت بھی اس انسان کو پہنچتا رہتا ہے)، دوسرا وہ شخص ہے جو دینی علم سکھلائے، قرآن شریف پڑھائے یا کسی دوسرے دینی کام میں مشغول ہو مثلا دینی مدارس میں پڑھائے، کسی کو دین کی بات بتائے یا دین سکھلانے کا جو بھی طریقہ ہو (اسے اختیار کرے تو اس شخص کو بھی اس کے اس عمل کا ثواب بعد از موت ملتا رہے گا) تیسرا وہ شخص ہے جو کوئی صدقہ دے، پس جب تک (اس صدقے کا اثر) جاری رہے گا اس کو اس کا ثواب ملتا رہے گا، مثلا مال صدقہ سے کوئی مفید چیز بنا گیا یا کوئی مسافر خانہ بنادیا، یا کنواں کھدوادیا، یا کوئی اور ایسا کام کر گیا جو صدقہ جاریہ میں آتا ہو تو جب تک وہ کام جاری رہے گا اس کو اس کا اجر ملتا رہے گا اور چوتھا وہ شخص ہے جو فرزند صالح اور نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لیے دعاء کرتی رہے کہ اے اللہ: ہمارے ماں باپ کو بخش دے تو اس کا ثواب بھی اس شخص کو پہنچتا رہے گا۔

ہمارے حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہاری اولادیں یا تو جنت کے دروازے ہیں یا جہنم کے دروازے، یہ تمہارے مرنے کے بعد بھی اگر نیک صالح ہوئے تو تمہیں دعائیں دیتے رہیں گے اور ان کی وجہ سے تمہارے درجات اللہ کے ہاں بلند ہوتے رہیں گے (یا تمہیں بھول کر ارتکاب معاصی وشہوات کرنے لگیں گے جس کی وجہ سے ان کی تربیت نہ کرنے پر تم سے مواخذہ ہوگا) اس لیے اولاد کی تربیت میں پوری کوشش کرنی چاہیئے، خاص طور پر یہ دعاء "**ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین ،واجعلنا للمتقین اماما** "اہتمام سے پڑھتے رہنا چاہیے، مشائخ سے منقول ہے کہ جو فرض نماز کے بعد کم از کم ایک دفعہ یا تین دفعہ یہ دعاء پڑھے گا اس کی اولاد ان شاء اللہ نیک وصالح ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی اور اپنی اولاد کی صحیح دینی وایمانی اور اسلامی وروحانی تربیت کی توفیق دے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کو اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میں لے کر جایا جائے تا کہ ان کے دلوں میں بھی دین کی محبت وعظمت پیدا ہو۔

آمین یا رب العالمین



(۴۸)

صحبت نیک کی اہمیت اور مثال

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا! کہ صحبت نیک فرض عین ہے اور اس کی مثال حامل مشک کی سی ہے، کوئی عطر دے تو دل و دماغ معطر ہو جاتا ہے، اس کی خوشبو کے برابر سے گزر ہی جائے تو وہ عطر (دل و دماغ) معطر کر دیتا ہے۔

پھر فرمایا! صحبت نیک کی مزید وضاحت کے لیے حمام والی مثال بھی بیان فرمائی کہ ایک آدمی حمام میں گیا، تو وہاں پر ایک مٹی تھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی، اسے بڑا تعجب ہوا کہ اس مٹی میں یہ خوشبو کیسے آئی؟ اس نے اس مٹی سے پوچھا: کہ تیرے اندر یہ خوشبو کیسے آئی؟ تو اس نے کہا: ''مدتے با گل نشستم'' کہ میں مدتوں گلاب کے اس گملے کی مٹی رہی ہوں جس میں گلاب کا پھول لگا ہوا تھا تو اس (گلاب کے پھول کے) جمال نے میرے اندر اثر کر دیا اور یہ خوشبو پیدا کر دی وگرنہ کہاں مٹی (اور کہاں خوشبو)؟

اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا! کہ بھائی دیکھو! کہ مٹی نے نہ خوشبو لینے کا ارادہ کیا تھا نہ گلاب نے خوشبو دینے کا ارادہ کیا مگر اثر پھر بھی ہو گیا، بس یہی صحبت کا اثر ہے کہ اس سے خود بخود اللہ کی محبت کے اثرات قلب پر مرتب ہوتے ہیں پس صحبت کا اپنا اثر ہوتا ہے۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

بزرگوں کے پاس اٹھتے بیٹھتے رہیئے، ان سے روحانی وقلبی تعلق مضبوط کرتے رہیئے، ان شا اللہ ان کے اعمال کے مبارک اثرات اور سکون وچین خو بخود قلب میں منتقل ہوتے رہیں گے، یہ ہزار ہا بندوں کا تجربہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عنایت فرماویں۔

آمین یا رب العالمین



(۴۹)

عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر رزق کی فراخی کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے جو اپنے آپ پر اور اپنے گھر والوں پر دس محرم کے دن وسعت یعنی عام دنوں سے زیادہ (خرچ کرے گا اور) اچھا کھانا کھلائے گا تو (اللہ کریم) اس پر پورے سال وسعت وفراخی فرمائیں گے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو ایسے ہی پایا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

ایک دوسری حدیث بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو امتی عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر رزق میں فراخی کرے گا، اللہ تعالیٰ پورے سال اس کے رزق میں فراوانی فرمائیں گے، تو یہ ایک ایسا عمل ہے جس کا لوگوں نے بحمداللہ تجربہ کیا اور اس کو ایسے ہی پایا ہے۔

الحمد للہ، الحمد للہ، میں تو اگرچہ کسی گنتی وشمار میں نہیں ہوں لیکن (پھر بھی تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ) الحمد للہ ہم نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے، جب سے یہ حدیث سنی اور علم میں آئی، الحمد للہ اب تک اس پر عمل ہو رہا ہے، الحمد للہ اس کے بعد ہمارے بچے بھی اس حدیث پر اسی فراخی ووسعت کے (ساتھ عمل پیرا ہیں اور) اپنے بچوں اور اہل وعیال پر وسعت کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، الحمد للہ اپنے پورے خاندان میں اس کی

برکات اور (بیان کردہ تمام فضائل کو) اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ایسا ہی پایا ہے، اس کے علاوہ جب بھی لوگوں کو بتایا گیا تو لوگوں نے اس پر عمل کیا اور اس کو ایسا ہی پایا، اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے نوازتا رہے۔

یہ جو محرم کا مہینہ ہے اس کا نام ہے اللہ کا شہر، **" شهر المحرم شهر الله"** یہ اللہ کا مہینہ ہے اور اس میں دسویں تاریخ کے دن جو روزہ رکھنا ہے اس کے ساتھ ایک آگے دن کا روزہ ملا دینا چاہیے یا ایک پیچھے دن کا ملا دینا چاہیے، یہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے یعنی نو اور دس کا روزہ رکھا جائے یا دس اور گیارہ کا رکھا جائے تا کہ کفار سے مشابہت نہ ہو، اس ماہ میں بہت سے اہم واقعات بھی ہوئے ہیں جن کو ان شاء اللہ بعد میں عرض کروں گا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۵۰)

عاشورہ کے دن پیش آنے والے بعض واقعات

بعض اہم واقعات جو ماہ محرم الحرام میں اور خاص طور پر عاشورہ کے دن پیش آئے، (ان کا تذکرہ آج پیش نظر ہے)، تو اس ماہ محرم الحرام اور خاص عاشورہ کے دن میں پیش آنے والے واقعات درج ذیل ہیں:

1: زمین وآسمان اسی ماہ مقدس میں ظہور پذیر ہوئے۔

2: قیامت بھی اسی ماہ میں برپا ہوگی۔

3: اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ جس دن قبول فرمائی وہ عاشورہ کا دن تھا۔

4: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ''جودی پہاڑی'' کی چوٹی پر جس دن رکی وہ دن بھی عاشورہ محرم ہی کا تھا، یعنی اسی دن انہوں نے اس بلاخیز طوفان سے نجات پائی، (یاد رہے کہ) عاشورہ سے مراد محرم کا دسواں دن ہے، اس دن کے مزید واقعات درج ذیل ہیں:

5: جس دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملی، وہ بھی عاشورہ کا دن تھا۔

6: بتوں کو توڑنے کی پاداش میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جس دن ڈالا گیا وہ بھی عاشورہ کا دن تھا اور (کہا جاتا ہے کہ) اسی کی برکت سے آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی۔

7: حضرت یوسف علیہ السلام کو طویل آزمائشوں کے بعد جب جیل سے رہائی ہوئی تو وہ بھی عاشورہ کا دن تھا۔

ان واقعات سے محرم و عاشورہ کی فضیلت واہمیت دل میں اجاگر ہوتی ہے کہ اللہ نے اس مہینے کو بالخصوص عشرہ محرم کو کس قدر فضیلت و اہمیت عطاء فرمائی ،اللہ ہمیں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔



☆☆☆☆☆

(۵۱)

عورتوں میں ذکر کی کمی

حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ ملفوظات پیش خدمت ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، فرمایا کہ عورتوں میں ذکر کا رواج بہت کم ہے، نماز روزے کے ساتھ کچھ ذکر بھی کرنا چاہئیے، اس سے دل کا خدا کے ساتھ لگاؤ ہوتا اور نماز میں دل لگتا ہے، (مزید فرمایا کہ) عورتوں کی طبائع کو ذکر اللہ کے ساتھ بہت مناسبت حاصل ہے، ذکر اللہ کا اثر بھی ان پر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ پردے کی برکت سے ان کے قلوب میں سکون ویکسوئی ہوتی ہے۔

کچھ مختصر سی تشریح عرض ہے کہ حضرت نے جو وعظ فرمایا کہ عورتوں میں ذکر اللہ کا رواج بہت کم ہے (تو فی الواقع ایسا ہی ہے)، خال خال ہی عورتیں دکھائی دیتی ہیں جو ذکر اللہ کا اہتمام کرتی ہیں، کوئی بڑی و بوڑھی عورتیں (کچھ ذکر کرلیں تو کرلیں وگرنہ) نوجوان نسل میں تو دور دور تک یہ چیز دکھائی نہیں دیتی، تو (انہیں بھی چاہیے کہ) نماز کے ساتھ ساتھ (اس کا اہتمام کریں) نماز جب بھی پڑھی جائے تو اس کے ساتھ کچھ مختصر سا ذکر بھی کر لیا جائے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ لگاؤ وتعلق بڑھے گا اور اس تعلق کے بڑھنے سے نماز میں بھی (نہ صرف) دل لگے گا (بلکہ) خشوع وخضوع بھی پیدا ہوگا۔

(کیا خوب فرمایا کہ) عورتوں کی طبائع کو ذکر اللہ سے بہت مناسبت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے خواتین کو (اپنے فضل سے) ایسا حال وکیفیت (نصیب فرمائی کہ جس کی برکت سے) انہیں ذکر اللہ سے بہت مناسبت، چین (واطمینان) حاصل ہوتا ہے، اور جب

وہ ذکر کا (اہتمام کرتی ہیں تو) خوب اہتمام کرتی ہیں اور اس سے ان کے قلوب میں یکسوئی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ ذکر اللہ کا اثر ان پر زیادہ ہوتا ہے۔

اور یہ وجہ بھی ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جو پردے کا نظام وتاکید فرمائی اس کی وجہ سے عورت یکسو ہو جاتی اور اس کا دماغ اِدھر اُدھر منتشر نہیں ہوتا تو ذکر اللہ سے طبعیت میں مزید یکسوئی (ایک خاص طرح کی) لذت اور اس کی (خصوصی) برکات حاصل ہوتی ہیں، (اس لیے) خواتین کو نمازوں کے ساتھ (اس کا ذیادہ اہتمام کرنا چاہیے)۔

اگر زیادہ ذکر نہیں کر سکتیں تو صرف گیارہ مرتبہ استغفار یعنی **"استغفر الله، استغفر الله "** ، گیارہ مرتبہ درود شریف **" اللھم صل علی محمدالنبی الامی "** اور گیارہ بار **" لا الـه الاالله، لا اله الاالله "** یہ تمام کلمات گیارہ، گیارہ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھ لیے جائیں اور ان میں یہ نیت کی جائے کہ ان سے اللہ کی محبت دل میں پیدا ہو گی (تو ان شا اللہ یہ بھی نہایت مفید وموثر ہوگا)۔

اور جس کو کچھ فرصت ہو اسے چاہیے کہ وہ گیارہ کی مقدار سے اپنی فرصت کے مطابق مقدار بڑھا لے، ایک مرتبہ کسی بھی مقدار میں ذکر شروع کر لیں پھر ان شاء اللہ ذکر کے اثرات خود مرتب ہوتے جائیں گے اور وہ اس کو اپنی طرف کھینچتا جائے گا، ایک (حدیث قدسی میں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میری طرف ایک ہاتھ آتا ہے میں ایک بالشت اس کی طرف جاتا ہوں اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کے جاتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نام اور اپنی یاد کا چین وانس نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۵۲)

اللہ کی شانِ غفاری اور فکرِ آخرت

حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ حضرت ارمیاء پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا گزر چند قبروں پر ہوا جن کے مردوں کو عذاب ہو رہا تھا، ایک سال کے بعد جو پھر ادھر سے گزر رہوا تو دیکھتے کیا ہیں؟ کہ عذاب کو سکون ہو گیا ہے، عرض کیا! اے پاک پروردگار: اول سال جو ان قبور پر گزر رہوا تھا تو ان کے مردے معذب ہو رہے تھے اور اس سال جو گزرا تو عذاب کو سکون ہو گیا؟ آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے ارمیا! ان کے کفن پھٹ گئے، بال جھڑ گئے اور قبریں ٹوٹ پھوٹ کر بے نشان ہو گئیں، میں نے اس حالت میں جوان کو دیکھا تو مجھ کو ان پر رحم آ گیا، پس میں ان لوگوں کے ساتھ کہ جن کی قبریں بے نشان ہو جائیں، کفن پھٹ جائیں اور سر کے بال جھڑ جائیں یہی معاملہ کرتا ہوں۔

(اللہ اکبر: دیکھیے کہ یہ بے کسی و بے بسی) بھی اللہ کی رحمت کا سامان ہے کہ کوئی بھی عمل پاس نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اس بے کسی و بے بسی پر رحم فرما دیتے ہیں، (اور پھر اللہ کیسے رحم نہ فرمائیں درآنحالیکہ) والدین بھی اپنی اولاد کی بے بسی و بے کسی پر رحم فرماتے ہیں، اللہ تو بہت مہربان (اور رحمٰن ورحیم ہیں، وہ کیوں رحم نہ فرمائیں گے، یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ) کسی بھی حال میں اللہ سے مایوس و ناامید نہ ہونا چاہیے، البتہ اپنے اندر فکر آخرت کو بیدار کرنا (اور رکھنا) چاہیے، (دیکھو) مرنا ہے اور یہ حالت ہماری بھی ہونی ہے، سوال و جواب بھی ہوگا (اس لیے ہر وقت دعا گو رہیں کہ) اس وقت اللہ تعالیٰ ہماری دستگیری فرمائے اور ہمیں اپنی عافیت میں چھپائے رکھے۔ **آمین یا رب العالمین**

(۵۳)

باطنی امراض مثل فسادِ خون

ارشاد فرمایا! کہ فسادِ خون ہو تو جِلد پر خالی مرہم کافی نہیں ہوتی بلکہ اندر سے خون کی صفائی کا اہتمام بھی ضروری ہے، خون کے فساد و اندرونی خرابی کی وجہ سے پھنسیاں نکل آئیں تو خالی اوپر سے مرہم لگانے سے کام نہیں چلے گا بلکہ خون کے اندر جو خرابی آئی ہے اس کو دور کرنا ہوگا جیسے ہمارے ہاں ہمدرد کی صافی ہے، تو جب اس طرح کا معاملہ ہو جائے تو اسے پی کر اندر کی صفائی کا اہتمام کرنا پڑے گا۔

اسی طرح دل میں مثلاً تکبر یا شہوت کی بیماری ہو تو ظاہری اعمال سے یہ بیماری نہ جائے گی تاوقتیکہ دل میں خوفِ خدا نہ پیدا ہو جائے، باطنی بیماریاں بھی اس وقت تک نہیں جائیں گی جب تک کہ (صحبت صالح و ذکر اللہ کے ذریعے) اندرونی صفائی کا اہتمام نہ کیا جائے، (ایسی صورت میں) اعمالِ ظاہری سے خالی کام نہیں بنے گا۔

(خوب یاد رکھیے کہ) مراقبہ موت، مراقبہ قبر اور دوزخ و قیامت کے تصور کے بار بار اہتمام کے ذریعے جب تک دل میں خوف خدا پیدا نہ ہوگا (ظاہری عمل مفید نہ ہوگا) پس جب اندرون کی فکر پیدا ہوگی اور اندرون سے کام کیا جائے گا تو پھر اس کا اثر ظاہر پر آئے گا، ورنہ خالی مرہم سے کام نہیں چلے گا، اس کے لیے جڑ کو پکڑنا پڑے گا (اور دیکھنا پڑے گا) کہ جڑ یعنی اندرونِ قلب میں کیا خرابی ہے؟ تو جب تک اندرونِ قلب کی اصلاح نہ ہوگی شفاءِ باطنی (حاصل نہ ہوگی اور جب اصلاح کے ذریعے شفاء باطنی مل جائے گی تو) شفاءِ ظاہری اسی وقت نصیب ہو سکتی ہے۔

یہ چھوٹا سا ملفوظ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ کا ہے، حضرت نے اس میں بڑی اہم اور نکتے کی بنیادی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے کہ باطن کی اصلاح کی فکر کرو، خالی ظاہر کی اصلاح سے کام نہیں چلے گا اور باطن کی اصلاح تب ہوگی جب اندرون سے اصلاح ہو، اندرون سے جب مسئلہ حل کریں گے (تو مسئلہ حل ہوگا)۔

اس مختصر سے ملفوظ اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کی اور اس کے مطابق عمل کرنے کی ضرورت ہے، اسے بار بار سوچا جائے، بار بار مراقبہ موت وقبر اور دوزخ ہونا چاہیے، بار بار سوچیں، بار بار سوچیں گے تو ان شاء اللہ رفتہ رفتہ اندرونی شفاء شروع ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے نوازے اور فضل ورحمت سے ہماری دستگیری فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۵۴)

فجر کی نماز میں آنکھ کھلنے کے لیے ترکیب

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک صاحب نے فجر کے وقت آنکھ کھلنے کے لیے کوئی وظیفہ یا ترکیب کے لیے تحریر کیا تو حضرت نے جواب میں فرمایا! عشاء کی نماز ایسی مسجد میں پڑھو جہاں نماز سویرے ہوتی ہو اور فوراً سو جاو، شام کے وقت کھانے میں کسی قدر کمی کر دو یعنی دو چار لقمے اور شام کو پانی بہت زیادہ نہ پیو، (نیز) کسی شخص سے کہہ دو کہ سویرے مجھ کو جگا دینا اور سورۃ الکہف کی آخری آیتیں "اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وعملوا الصلحت كانت لهم جنت الفردوس نزلا" سے ختم سورۃ تک سوتے وقت ایک بار پڑھ لو اور یہ دعاء کرو کہ فلاں وقت آنکھ کھل جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے وقت پر آنکھ کھل جائے گی۔

یہ حضرت کی مشہور کتاب "تربیت السالک" کا اقتباس ہے، اس میں پہلی چیز یہ ہے کہ جلد سونے کی فکر کرو جس میں یہ بھی آ گیا کہ نماز عشاء ایسی مسجد میں پڑھو جہاں جلدی ہوتی ہے اور پھر عشاء کی نماز پڑھتے ہی فوراً سو جاو، اس وقت پانی بھی زیادہ مت پیو (کیونکہ علماء نے) پانی میں بھی نیند کا مادہ لکھا ہے، اہل مجاہدہ نے لکھا ہے: پانی کے اندر نیند ہے اور کسی سے بطور تدبیر کے خواہ بیوی سے یا اولاد میں سے کسی سے یا کسی بھی دوسرے سے یہ کہہ دو کہ مجھے صبح جگا دینا اور پھر سورۃ الکہف کی آخری آیتیں "اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا" سے ختم سورۃ تک سوتے وقت ایک بار پڑھ کر یہ دعاء کر لیں کہ فلاں وقت میری آنکھ کھل جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے وقت پر آنکھ کھل جایا کرے گی۔ (تربیت السالک)۔

اس پر عمل کیجیئے ، یہ آسان سانسخہ ہے، اس سے ہمت بڑھے گی اور قوت آئے گی، میں نے اس کے علاوہ کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ جب رات کو سونے کے لیے لیٹو تو گیارہ مرتبہ "یَا وَدُوْدُ "پڑھ لیا کرو اور دعاء کر لیا کرو کہ اس وقت آنکھ کھل جائے (تو ان شا اللہ آنکھ کھل جائے گی)، اب یہ کہاں میں نے پڑھا تھا اس کا ریفرنس ابھی میرے پاس نہیں ہے لیکن میں نے خود اس پر عمل کیا تو اس کو بھی فائدہ مند پایا، اللہ تعالیٰ ان تراکیب کے اندر ہمارے لیے اثر عطاء فرمائے اور ان کو اختیار کرنے کی توفیق دے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۵۵)

کام کی باتیں (۱)

خوش معاملگی اور نظام الاوقات

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفیؒ نے ایک بار حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرتؒ کی مجالس میں حسن معاشرت وخوش معاملگی پر بار بار زور دیا جاتا اور نظام اوقات کی تاکید فرمائی جاتی، نظام اوقات کا حکم کلام پاک میں بھی موجود ہے۔

(درحقیقت) انضباط اوقات یعنی ٹائم ٹیبل پر حضور ﷺ بذات خود عمل کر کے بتلا گئے، یہ ایسی اہم اور ضروری چیز ہے کہ دین و دنیا کی فلاح اس میں مضمر ہے، یہ سب نورانی چیزیں اور راحت کی باتیں ہیں، (پس اے میرے عزیزو) جہالت سے نکلو! گمراہی سے بچو! ظلمتوں کو چھوڑو! اور دین متین و دین مبین کو اپنا شعار زندگی بناؤ! یہی غایت ہے تمہاری زندگی کی جس کے لیے تم پیدا کیے گئے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح وتعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اس سے ان شاء اللہ زندگی کا حسن اور زندگی کی راحتیں بڑھتی چلی جائیں گی لیکن شرط ہے "عمل"، اللہ توفیق سے نوازے۔



☆☆☆☆☆

(۵۶)

کام کی باتیں (۲)

صرف اختیاری اور با مقصد کاموں میں اشتغال

پچھلی دفعہ کچھ باتیں عرض کی گئی تھیں، اب یہی سلسلہ کام کی باتوں کے نام سے ان شاء اللہ جس قدر اللہ نے توفیق دی پیش کرتا رہوں گا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! یہ قاعدہ وکلیہ عمر بھر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو امور اختیار میں ہوں اور فضول نہ ہوں تو ان کا تو قصد کرے لیکن جو اختیار میں نہ ہوں ان کا ہرگز قصد نہ کرے۔

(تو دیکھو) دو ہی چیزیں ہوتی ہیں بعض اختیاری اور بعض غیر اختیاری، تو جو چیز اختیار میں ہے اور وہ فضول بھی نہیں تو اس کو اختیار کرے اور اس کی عادت ڈالے، اس (اہتمام کے ساتھ کہ) اگر زندگی بسر کرے گا تو اس کی دین و دنیا دونوں درست ہو جائیں گی اور پریشانی تو ایسے شخص کے پاس بھی نہیں پھٹکتی، پس خدا تعالیٰ سے اپنا دل لگائے رکھیں (کیونکہ یہ اختیاری بھی ہے اور انتہائی اہم وضروری بھی)، اس کی برکت سے قلب سے پریشانی رفع ہوگی اور اس کا دل بھی خدا کی طرف لگ جائے گا، اسی طرح عافیت بھی بڑی اہم چیز ہے، انسان جب مختلف ومتفرق پریشانیوں میں مبتلاء اور اس کا دماغ منتشر ہو تو اس کا دل عبادت میں بھی نہیں لگ سکے گا، اس لیے اپنی عافیت (طلب کرنے) اور اپنے آپ کو پریشانی سے بچانے کا اہتمام کریں۔

(یاد رکھیں) جمعیت وعافیت بہت بڑی دولت ہے اور پریشانی (فی الواقع) وہ کہلاتی ہے جو اپنے اختیار سے لائی جائے، پس جس پریشانی میں اختیار کو دخل نہ ہو (وہ نہ تو

پریشانی ہے)اور نہ ذرہ بھر مضر بلکہ مفید ہے، جیسے آج کل ہمارے حالات ہیں، کرونا بیماری چل رہی ہے، اس میں ہمارے اختیار کا کوئی بھی دخل نہیں، ہمارا اختیار فقط یہی ہے کہ علاج و معالجہ اور تدابیر اختیار کریں اور بس، آگے سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے(تو ایسے حالات من جانب اللہ آزمائش اور بعض اوقات رفع درجات کا ذریعہ بن جانے کے سبب مضر نہیں بلکہ مفید ہیں)۔

پس اختیاری وغیر اختیاری کے ان دو اصولوں کو پیش نظر رکھ کر ان سے اپنی عملی زندگی میں فائدہ اٹھایا جائے اور سکون وچین اور اطمینان حاصل کیا جائے، (کیونکہ) جب سکون وچین حاصل ہوگا، تو پھر اللہ سے بھی دل لگے گا اور اللہ کی یاد میں بھی مزہ آئے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مختصر سے وعظ کی قدر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۵۷)

کام کی باتیں (۳)

لایعنی امور سے اجتناب

ایک اور کام کی بات ہے جس کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا چنانچہ حضرتؒ فرماتے ہیں! کہ جس بات میں کوئی فائدہ نہ ہو، اس کو ترک کر دینا چاہیئے، (فرمایا) جس کا عمل اس (نصیحت) پر ہوگا اس کی زندگی بڑی حلاوت کی ہوگی، خیرِ دنیا و خیرِ عقبیٰ دونوں اس کو حاصل ہوں گی۔

(خوب یاد رکھو) لایعنی باتوں میں بڑا وقت برباد ہوتا ہے، لایعنی بات کا مطلب ہے وہ بات کہ جس میں نہ دین کا فائدہ ہو اور نہ دنیا کا، اسی کو فضول بات کہتے ہیں، اگر ہم اپنے اوقات کا جائزہ لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ ہماری اکثر و بیشتر باتیں اور (کاموں کا) بڑا حصہ لایعنی اور فضول باتوں ہی پر مشتمل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے کہ یہ فضول کام گناہوں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور انسان کو اس کا علم اس وقت ہوتا ہے جب وہ بہت آگے بڑھ چکا ہوتا ہے، (تب تک) قلب کا سکون و عافیت برباد ہو چکے ہوتے ہیں، اللہ ہم سب کو بچائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۵۸)

صحبت اولیاء اور کشف العیوب

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی صحبت سے اگر اصلاح کامل نہ بھی ہو تو کم از کم اپنے عیوب پر ہی نظر ہونے لگتی ہے اور یہ بھی کافی ہے ،ایک صاحب نے کسی شاگرد سے پوچھا کہ آپ اتنے عرصے سے فلاں بزرگ کے پاس جا رہے اور اس کے پاس بیٹھ رہے ہو، کیا آپ کو کچھ روشنی اور کوئی کشف وغیرہ بھی ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا! کوئی (معروف ومشہور روشنی و کشف تو) دکھائی نہیں دیا البتہ اپنے عیوب کا کشف یعنی کشف العیوب ضرور ہو گیا، اپنے عیوب پیش نظر آ گئے اور معلوم پڑ گیا کہ ہمارے اندر یہ یہ خرابیاں اور یہ یہ کمیاں ہیں، (نیز) ہم کتنے دین سے دور ہیں؟ اور ہمارے قلب اور ہماری آنکھوں کی حالت کیا ہے؟ اور خیالات ہمارے کیسے ناپاک ہیں اور ہماری (سنگین) کمزوریاں (کیا کیا ہیں، یہ بھی معلوم ہو گیا) تو صحبت سے ہمیں کشف العیوب ہو گیا اور پھر ان عیوب کی اصلاح کی فکر ہو گئی، پس اگر اپنے عیوب اور اپنی کمزوریاں ہی معلوم نہ پڑتیں تو کام کیسے چلتا۔

تو یہ (فی الواقع) بہت بڑی نعمت ہے کہ آدمی کو اپنے عیوب اور اپنی کمزوریاں دکھائی دینے لگے اور پھر آدمی بیٹھ کر اللہ میاں سے دعاء مانگے کہ اے اللہ: میرے یہ عیوب اور میری یہ کمزوریاں دور فرما دیجیے اور مجھے اچھے اخلاق واچھی عادات نصیب فرما دیجئے، اسی کو حضرت فرماتے ہیں کہ اگر بزرگوں کی صحبت سے کامل اصلاح نہ بھی ہو سکے تو کم از کم اتنا فائدہ تو ہو جائے گا کہ پتا چل جائے گا کہ ہم ہیں کیا؟ ہماری گندگیاں کیا ہیں؟ پس یہ بھی

بڑی نعمت بلکہ بسط الطریق ہے یعنی راستے کو کھولنے والی چیز ہے، آگے کا رستہ اسی پر منحصر ہے، اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے نوازے اور اپنا فضل و کرم فرمائے اور ہمیں ہمارے ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف لے جائے۔

آمین یا رب العالمین



(۵۹)

کھانے کے چند آداب

یہ افادات محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں ،(چنانچہ حضرت)ارشاد فرماتے ہیں کہ کھانے کے وقت کسی رنج وفکر کی بات نہ کرے یعنی جب کھانے پر بیٹھے ہوئے ہوں، کھانا لگا ہوا اور لوگ کھا رہے ہوں تو کسی رنج وفکر کی بات نہ کرے، اور نہ اس دوران کسی حادثے وغم کی خبر دے،اسی طرح پاخانہ، پیشاب اور قے وغیرہ امور میں سے بھی کسی ایسی چیز کا ذکر نہ کریں جس کو سن کر طبیعت میں کراہت ومتلی کا رجحان پیدا ہو،(کیونکہ) یہ وہ چیزیں ہیں جس سے (نہ صرف) کھانا اور اس کا ذائقہ مکدر ہوتا ہے(بلکہ)اس کا اثر سب کھانے والوں پر بھی پڑتا ہے۔

علماء نے کھانے کے وقت سلام کو بھی منع کیا ہے یعنی لوگ کھانا کھا رہے ہوں اور آپ کمرے میں داخل ہوں تو انہیں (کھانے میں)مشغول دیکھ کر سلام مت کرو (بلکہ) بیٹھ جاؤ، کیونکہ اچانک جواب دینے میں کہیں لقمہ ہوا کی نالی میں پھنس کر موت کا سبب نہ ہو جائے ،اور (فی الواقع)ایسے واقعات ہوئے بھی ہیں۔

اسی طرح ایسے علوم، علمی باتوں اور مسائل کا ذکر بھی نہ چھیڑیں جن سے دماغ کو فکر ومشغولی ہو یعنی جن کی وجہ سے دماغ کسی اور چیز کی طرف مشغول ہو اور کھانے سے ہٹ جائے البتہ سرسری لطائف اور ہلکے درجے کی خوش مزاجی میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ یہ مفید ومعین ہضم ہے۔

یہ کھانے کے آداب ہیں جن کا ذکر (ہمارے ہاں عموما) بہت کم ہوتا ہے، احقر اپنا ایک ذاتی واقعہ اس سے متعلق عرض کرتا ہے : میں ایک مرتبہ ایک ایسی جگہ کھانے پر مدعو تھا جہاں حضرت بھی مدعو تھے، کھانے کا وقت آٹھ یا نو بجے تھا،(راستے میں)ایک بچے کے

ساتھ ایک چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوجانے کے سبب میں کافی دیر سے پہنچا، میں جب پہنچا تو کھانا لگ چکا تھا (اور لوگ کھانا کھا رہے تھے) تو جب میں داخل ہوا تو حضرت نے میری طرف ایک دم نظریں اٹھا کر دیکھا تو میں نے (اعتذار کے طور پر فوراً کہہ دیا) کہ ”ایک بچے کو چوٹ لگ گئی تھی“ بس میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ حضرتؒ نے مجھے ہاتھ سے روک دیا اور کہا بس بیٹھو، بیٹھو، پھر بعد میں یہی نصیحت فرمائی کہ جب سب لوگ کھانا کھا رہے ہوں تو کسی ایسی خبر کی اطلاع مت دو جس سے لوگوں کے دماغ ایک طرف مشغول ہوجائیں، ہاں ہلکی پھلکی، چھوٹی چھوٹی بات چیت وخوش مزاجی میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ہضم میں فائدہ ہے، یہ حضرت والا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی معاشرتی تعلیمات تھیں کہ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کا بھی خیال رکھا جائے۔

حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ یاد آیا کہ وہ ایک دعوت میں تشریف لے گئے جہاں اور لوگ بھی آئے ہوئے تھے، تو اس دعوت میں ایک صاحب نے حضرت سے کہا کہ میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ تقدیر کے مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ لوگ سب کھانا کھا رہے تھے تو حضرت نے ان سے فرمایا! کہ اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ آپ کھانا کھاتے رہیں اور میں جواب دیتا رہوں یعنی آپ کھانے میں لگے رہیں اور میں بولتا رہوں اور بھوکا بیٹھا رہوں، تو ان تمام باریک چیزوں کی رعایت کرنا اسلامی آداب و مشارت کا ایک حصہ ہے جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی مزاج و مسلک تھا بلکہ شریعت کا حکم ہے، اس پر حضرت کی متعدد کتب ہیں (جن سے معلوم ہوتا ہے کہ) معاشرت کے متعلق کیا انداز ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ وفہم نصیب فرمائے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ان تعلیمات کو آگے پہنچانے اور مجالس ولوگوں میں ان کا ذکر کرنے کی توفیق دے۔ آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(٦٠)

(لیموں کا نام لیا اور منہ میں پانی آیا)

تاثیر صحبت کی ایک خوبصورت مثال

لوگ اللہ کی محبت اور اللہ کے خوف یعنی تقویٰ کی تلاش میں ہوتے ہیں تو (یاد رکھو کہ) ہر چیز کے اسباب اللہ نے پیدا کیے ہیں، پس اللہ کی محبت وخوف کے بھی اسباب ہیں، ان اسباب کو اختیار کرو گے تو عادت اللہ یہ ہے کہ خوف ومحبت کی نعمت حاصل ہو جائے گی، مثلاً خوف پیدا کرنا ہے تو ہم خوف کے حالات پڑھیں، محبت پیدا کرنی ہے، تو اہل محبت کے حالات پڑھیں، موت کے مراقبے اور احوال قیامت کے مطالعہ سے بھی خوف پیدا ہوتا ہے، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کا "قیامت نامہ" مطالعہ میں رکھیئے، یہ بھی عجیب و غریب کتاب ہے اور اس میں بھی قیامت کے احوال بیان کیے گئے ہیں، ان کو پڑھ کر خوف وخشیت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ ایک بڑی پیاری مثال (ارشاد فرمایا کرتے تھے، یہ مثال بتلاتی ہے) کہ چیزوں کا اثر کیسے ہوتا ہے؟ پس حضرت فرماتے ہیں دیکھو "لیموں کا نام لیا اور منہ میں پانی آیا" تو جب اس لیموں کے رس میں اس قدر اثر ہے تو اللہ والوں کے حالات سننے اور ان کی صحبتوں میں جانے سے، اثر کیوں نہ ہوگا؟ یعنی ان اللہ والوں کی صحبت میں جن کے قلوب زندہ ہیں خوف ومحبت (کیسے پیدا نہ ہوگی؟) ان کے پاس اگر کثرت سے آنا جانا رکھا جائے گا تو اثر کیوں نہ ہوگا؟ (اللہ اکبر: ایک لیموں کی مثال سے حضرت نے صحبت اہل اللہ کی افادیت کتنی خوبصورتی سے سمجھا دی) اس سے اللہ والے

کی صحبتوں کے مزے معلوم ہوتے ہیں، پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی صحبت کے اندر کیا اثر، کیا لذت اور کیا مزے ہیں؟ جب ان سے رابطہ رکھا جائے گا اور بار بار بکثرت رکھا جائے گا تو پھر یہ نعمتیں یعنی اللہ کا خوف وتقویٰ اور محبت خود بخود آہستہ آہستہ حاصل ہوتی جائیں گی، یہ اللہ کے لاکھوں بندوں کا تجربہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس پر عمل کرنے کی اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۶۱)

مؤمن کی شان

ایک بار فرمایا! کہ مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے کہ مؤمن کی شان عجیب ہے، ناموافق حالات پر صبر اور موافق حالات پر شکر کر کے حق تعالیٰ شانہ کی رضا وقرب حاصل کرتا ہے یعنی دونوں چیزوں صبر وشکر پر اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے، اسی مضمون کو ایک بار یوں فرمایا کہ مؤمن کی تو عجیب شان ہے کہ چت بھی اس کی اور پٹ بھی اس کی یعنی اگر مطلوبہ چیز حاصل ہوگئی تو شکر کرے گا اور درجات بڑھیں گے اور اگر کوئی چیز ضائع ہوگئی اور نقصان پہنچ گیا یا مطلوب حاصل نہ ہوا تو صبر کرے گا اور درجات بڑھیں گے، پس دونوں صورتوں میں اللہ کی رضا اس کی طرف متوجہ ہوگی، پس یہ دونوں اوصاف ایک مؤمن کی شان کو ظاہر کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ مؤمن کا کسی حال میں نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے، پس ہمیں صبر وشکر کی مشق کرنی چاہیئے اور اس کی عادت ڈالنی چاہیئے کہ ان کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۶۲)

مجاہدہ لازمی ہے

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک بار فرمایا! حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد والے یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ

دیکھ راہ عشق ہے ہوتی ہے یہ یونہی طے
سینے پہ تیر کھائے جا اور قدم آگے بڑھائے جا

یعنی سینے پر تیر کھانے پڑتے ہیں، بغیر مجاہدہ کے عاشق کا کام بنتا نہیں، ''ڈھال لے تلوار لے بن غازی میدان عشق'' نیز فرمایا:

مشکلیں عاشق کو ہیں قبل از دیوانگی
چند دنوں غم سہ لیا پھر عمر بھر مسرور ہے

تو عاشق کو مجاہدے کرنا ضروری ہیں، اس کے بغیر کام بنتا نہیں اور دل چمکتا نہیں۔ اور اگر یہ مجاہدہ کسی اللہ والے کی نگرانی میں ہو تو سونے پر سہاگہ ہے، اس کے نتائج جلدی برآمد ہونگے، یعنی محبت الٰہیہ کا شعلہ قلب میں بھڑک جاتا اور اس کا چراغ دل میں روشن ہو جاتا ہے (اور جب یہ روشن ہو جائے تو) بس یہی سارے کام بنا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب میں بھی اپنی محبت کا چراغ جلا دے اور حضور ﷺ کی سنتوں کی روشنی میں اپنی زندگی گزارنے اور توانائیاں صرف کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

(۶۳)

مشابہت کا ضابطہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت سے ایک قانون جاری فرمایا کہ " **من تشبہ بقوم فھو منھم** " کہ جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہو جاتا ہے، مثلا حاجیوں کی روانگی (بلکہ حج) کے وقت حسرت وافسوس ہے کہ کاش ہم بھی وہاں ہوتے اور (حج کررہے ہوتے) پس خدا تعالی نے اپنے فضل سے قانون بنادیا کہ اگرچہ تم وہاں نہیں جاسکتے اور نہیں پہنچ سکتے (مگر) تم ان کا تشبہ اختیار کرکے اور ان جیسی شکل وصورت بنا کر (کسی حدتک فضیلت حاصل کرسکتے ہو)۔

پس حجاج سے تشبہ اس طرح ہوگا کہ جیسے وہ احرام باندھنے (کے سبب کچھ پابندیوں کا اہتمام کررہے ہیں تو تم بھی ویسے ان پابندیوں کا لحاظ رکھو، مثلا وہ احرام کی ممانعت کی وجہ سے ناخن وبال نہیں کٹوارہے) تو تم بھی قربانی کرنے تک ناخن وبال نہ کٹواؤ تو اس طرح الحمدللہ تمہیں بھی حجاج سے مشابھت ہوجائے گی، پس اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر حجاج سے تشبہ کا سامان اپنی رحمت کو عام فرمانے کے لیے فرمادیا، کیونکہ ہر شخص کو تو حسرت ہوتی نہیں (پس فقط مشابہت پر عطا فرما کر رحمت عام فرمادی کہ حسرت) کسی کو ہو یا نہ ہو، اس قانون سے کہ " **من تشبہ بقوم فھو منھم** " سب کو نوازدیا تا کہ امت کے وہ افراد جن کو حسرت نہ بھی ہو وہ بھی محروم نہ رہیں، سبحان اللہ: (غور فرمایئے کہ) کتنا بڑا احسان فرمایا۔

پھر قدم قدم پر مشابہت کے سامان پیدا فرمانے کا مقصد سوائے اس کے کوئی نہیں کہ ہر ہر فرد امت اس کا نفع حاصل کر سکے اور وہ اس فائدے سے خالی نہ رہے، اللہ کریم کو حضور ﷺ کی امت سے کس قدر محبت اور کتنا تعلق ہے (اس کا اندازہ اس سے لگایئے) کہ ان کی بھلائی و خیر خواہی کے لیے قدم قدم پر سامان مہیا فرما دیئے، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اس نعمت کی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے احساس و شکر گزاری کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۶۴)

مولانا جلال الدین رومیؒ کی آخری اور اہم نصیحت

مولانا جلال الدین رومیؒ اسلامی تاریخ کی ایک ممتاز شخصیت ہیں، ان کا کلام "مثنوی" بڑی شہرت رکھتا ہے، عالم اسلام میں "مثنوی مولانا روم" کو (بڑی) قبولیت (حاصل) ہے، بہت سے لوگ اس سے مستفید ہوئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے، اس وقت میں آپ کے سامنے مولانا جلال الدین رومیؒ کی آخری اور اہم نصیحت پیش کرنا چاہتا ہوں، جس میں ہمارے لیے ایک راہ عمل ہے کہ انہوں نے کس نہج پر زندگی گزاری اور کیا تعلیمات ہمارے لیے چھوڑ گئے۔

5 جمادی الآخر 672ھ کا دن تھا، مولانا رومیؒ سے محبت کرنے والے لوگ ان کے بستر مرگ کے گرد جمع تھے، مولانا رومیؒ نے فرمایا! میرا سفر آخرت قریب آ گیا ہے، اب میں اپنے پیدا کرنے والے سے جاملوں گا، مولانا حسام الدین چلپی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور نماز جنازہ کے لیے مولانا صدر الدین صاحب اکانوی کا نام تجویز کیا جو شیخ اکبر محیی الدین کے خلیفہ تھے اور اپنے علم وفضل کی وجہ سے مشہور تھے، پھر مولانا رومیؒ نے یہ شعر پڑھا جس میں دنیا سے جاتے جاتے ایک اہم سبق دے دیا، شعر کا ترجمہ یہ ہے: اگر تم مؤمن و اچھے آدمی ہو تو تمہاری موت بھی میٹھی اور مؤمنوں کی طرح ہوگی اور اگر تم کافر و کڑوے آدمی ہو یعنی بد اخلاق ہو تو تمہاری موت بھی کڑوی و کافرانہ ہوگی، اس کے بعد مولانا رومیؒ نے کلمہ شہادت پڑھا اور ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالیٰ کی محبت کا دیوانہ یہ سچا عاشق دار فانی سے اپنے اصلی گھر چلا گیا اور اپنے خالق و مالک سے جاملا۔

رحمه الله تعالیٰ رحمةً کاملةً وّ عافیةً تامةً

مولانا رومیؒ کے انتقال کو تقریباً 8 سو سال ہو چکے ہیں مگر آج بھی ان کا نام اوران کی کہی ہوئی باتیں و تعلیمات زندہ ہیں، اللہ کریم مولانا رومیؒ کی کامل مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی خدمات کا انہیں بہتر سے بہتر بدلہ عطاء فرمائے اوران کے علمی فیوض سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۶۵)

قبرستان میں نیک ہمسایہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! نیک ہمسایہ آخرت میں کچھ کام آتا ہے؟ یعنی ہماری قبر کسی اللہ کے نیک و صالح بندے کے قریب ہو تو اس سے ہمیں کچھ فائدہ ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا دنیا میں کام آتا ہے؟ سائل نے عرض کیا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا! اسی طرح آخرت میں بھی کام آتا ہے۔

اسی وجہ سے لوگوں نے تمنائیں کیں اور نصیحتیں و وصیتیں کی ہیں کہ ہمیں اللہ کے کسی نیک بندے کے قریب دفن کرنا تاکہ اس کی برکات ہمیں پہنچیں، ان نیک بندوں کی صحبت تو دنیا میں بھی کام آتی اور اس سے نفع پہنچتا ہے کیونکہ دین سارا نام ہی صحبت کا ہے، تو مرنے کے بعد بھی ان حضرات کی روحانی قربت کی وجہ سے روحانی منافع اور فائدے پہنچتے ہیں۔

بعض اوقات کسی کا کوئی معاملہ اٹکا ہوا ہوتا ہے، کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ وہاں دفن کر دیا جائے تو اس کی برکت سے دوسرے آس پاس کے مردوں پر سے بھی عذاب قبر اٹھا لیا جاتا ہے، مزید بھی بہت سے منافع ہیں جو مشائخ نے ذکر کئے ہیں، بہر حال ہمیں نیک صالح صحبت کی دنیا میں بھی فکر کرنی چاہیئے اور آخرت میں بھی اللہ سے طلب کرنا چاہیئے، "اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک و حب عمل یقربنی الی من یحبک".

آمین یا رب العالمین

(٦٦)

ہمیشہ کی زندگی اور راحت و آرام

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ سے کسی نے پوچھا! حضرت! موت کے سوچنے سے تو وحشت و گھبراہٹ ہوتی ہے تو حضرت نے فرمایا! کوئی بات نہیں، حیات کو سوچو! یعنی جنت کی زندگی اور اس کی نعمتوں کو سوچو! تو اس سے قلب کے اندر شگفتگی و فرحت پیدا ہوگی، سکون ہوگا اور عمل کا جذبہ بیدار ہوگا۔

چنانچہ اب آپ اس دنیا اور آخرت کی زندگی کا مقابلہ کرلیجیئے، اس سلسلے میں ایک حدیث ہے جو حضرت نے "شوق وطن" میں (ذکر فرمائی ہے)، حضرت تھانویؒ کی مشہور کتاب ہے "شوق وطن" جس میں جنت کی نعمتوں کا تذکرہ ہے تو اس میں یہ ساری حدیثیں (موجود ہیں) جو یہاں میں نے اب تک پڑھی ہیں، یہ اسی میں سے انتخاب ہیں اور یہ جو میں اب پڑھنے جارہا ہوں یہ بھی اسی میں سے ہے۔

اس میں دونوں زندگیوں کا (تذکرہ ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ)، دنیا کی زندگی "متاع قلیل" اور بہت تھوڑی سی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں آخرت ہے جو "خیر وابقی" اور اس سے بہت بہتر، باقی اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی، تو حدیث یہ ہے: حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا جنتیوں کو مخاطب کرکے پکارے گا یعنی وہ جب جنت میں داخل ہوجائیں گے تو وہ پکارے گا کہ یہاں صحت تمہارا حق اور تندرستی تمہارے لیے مقدر ہے، اب تم کبھی بیمار نہ پڑو گے۔

اللہ اکبر! اس دنیا کی زندگی میں تو قدم قدم پر ان چیزوں سے واسطہ ہے، صحت و تندرستی (کی فکر) پریشان کر کے رکھ دیتی ہے اور بیماریاں ستاتی و پریشان کرتی ہیں لیکن وہاں پر تو ہمیشہ صحت ہوگی اور کوئی بیماری نہیں آئے گی، چھینک تک نہیں، کوئی جسم میں تکلیف نہ ہوگی، ہمیشہ صحت منداور چاق و چوبند رہو گے، یہ تمہارے لیے اس جنت والی حیات میں امر مقدر کر دیا گیا ہے۔

نیز یہاں تمہارے لیے زندگی اور حیات ہی ہے، اب تمہیں کبھی موت نہ آئے گی، دنیا کی زندگی میں تو ہر روز کھٹکا ہے کہ بھائی پتا نہیں کہ کل نصیب ہوگا یا نہیں؟ کب قبر میں پہنچیں گے؟ پریشانیاں وفکریں اور مرنے کا خوف آدمی پر ساری زندگی مسلط رہتا ہے، یہ اس کی ساری نعمتوں کو ختم کر دیتا ہے لیکن یہاں اول یہ ندا دی جائے گی کہ اب تمہارے لیے ایسی شاندار زندگی ہے؟ کہ اس میں حیات ہی حیات (تمہارا مقدر ہے) تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی، کبھی موت کا ڈر نہیں پیدا ہوگا کہ تم مر جاؤ گے۔

نیز اب جوانی و شباب ہی ہوگا اور تم ہمیشہ جوان رہو گے، اب کبھی تمہیں بڑھاپا نہیں آئے گا، سبحان اللہ! یوں تو دنیا کی زندگی میں آدمی پیدا ہوتا ہے تو اولا بچہ ہوتا ہے، پھر جوان لیکن جب بڑھاپے کی عمر میں وہ پہنچتا ہے تو اس کی قوتیں و صلاحتیں کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں اور بالاخر جواب دے جاتی ہیں لیکن وہاں ایسا کچھ نہیں ہوگا، وہاں تمہارے لیے جوانی ہی جوانی ہوگی، تمام قوتوں، طاقتوں اور صلاحیتوں پر کبھی زوال نہیں ہوگا، اس لیے کبھی تمہیں بڑھاپا نہیں ہوگا، تمہارے واسطے یہاں چین اور عیش ہی عیش ہوگا۔

یہاں دنیا کی زندگی میں چین وعیش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ جو تھوڑا بہت آرام ملتا ہے تو وہ بھی مرچوں بھرا کباب، اس میں بھی مصیبتیں و پریشانیاں اور تکلیفیں ملتی

رہتی ہیں لیکن وہاں چین و عیش ہی ہے، اس لیے اب کبھی تمہیں کوئی تنگی و تکلیف نہ ہوگی، دنیا میں ایسی زندگی کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے بھلا؟ کہ جس میں کوئی تکلیف ہی کبھی نہ ہو؟ کوئی پریشانی ہی نہ ہو؟ کوئی مسئلہ ہی نہ ہو؟ اور دردِ سر ہی نہ ہو؟ ہمیشہ ہمیشہ کا عیش، ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہو، تو اب آپ خود ہی غور کر لیجیئے کہ کون سی زندگی قابل ترجیح ہے، لامحالہ جواب آخرت کی زندگی ہوگا جو کہ "خیر و ابقی" ہے۔

دنیا کی زندگی تو چھوٹی سی زندگی ہے جس کا کوئی بھروسہ نہیں، ابھی آنکھ بند ہو جائے تو سارا قصہ ختم، لیکن آخرت کی زندگی کے حصول کے لیے قیمت دینی پڑے گی، اس کی قیمت کیا ہے؟ اعمالِ صالحہ یعنی اللہ کی رضا جوئی والے اعمال کہ جو ادا کیے جائیں اور محنت و کوشش کی جائے (تو یہ نعمت حاصل ہوگی)، دنیا میں کوئی چیز مفت نہیں ملتی، یہاں تو ہر چیز کی قیمت دینی پڑتی ہے، تو اسی طرح جنت کی نعمتوں کی جو قیمت ہے، یعنی اعمال صالحہ! وہ بھی دینی پڑے گی، تب اللہ کی ذات سے یہ امید رکھی جائے کہ وہ ہمیں یہ حیات جاوید ان شا اللہ عطاء فرمائے گا، اور نہ صرف یہ حیات جاوید بلکہ اس کے ساتھ اس کی بے شمار ایسی نعمتیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دل و دماغ میں آئیں وہ بھی نصیب فرمائے گا، ایسے شخص کو ہمیشہ ہمیشہ کی رہنے والی زندگی اور ہمیشہ ہمیشہ والی جنت جو کہ (فی الواقع) ہمارا وطن اصلی ہے بطور انعام عطا فرمائی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے سبق لینے کی توفیق اور ان تمام نعمتوں کی رغبت و شوق نصیب فرمائے اور اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق دیتے ہوئے نفس و شیطان کے شرور سے ہمیں بچاتا رہے۔

آمین یا رب العالمین

(۶۷)

حضور ﷺ کی گھریلو زندگی سے متعلق اہم نصیحت

عورتوں کو آرام پہنچانا:

فرمایا حضور ﷺ نے! اپنی بیوی کے کاروبار یعنی گھر کے کام کرنے سے بھی تم مردوں کو صدقے کا ثواب ملتا ہے یعنی مرد کی جانب سے بیوی کا ہاتھ بٹا دینا اور اس کا کوئی کام کر دینا مردانگی کے خلاف نہیں اور نہ ہی یہ کوئی عیب ہے بلکہ یہ تو مردوں پر بیوی کا حق ہے۔

(غور کیجیے کہ) سرورکائنات حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ بیوی کو آرام پہنچاؤ، گھر میں اگر کبھی کام زیادہ ہو گیا ہو تو اس میں اس کا ہاتھ بٹا دو، اگر ایسا (ہچکچاہٹ و شرم کے مارے) نہیں ہو پا رہا تو پھر اپنے بڑوں سے رائے و مشورہ لو کہ ہمارے اندر یہ یہ خامیاں اور یہ یہ کمیاں و کوتاہیاں ہیں (جس کے سبب) اس پر عمل نہیں ہو پاتا، یا ماحول و معاشرہ ایسا ہے کہ اگر بیوی کا ہاتھ بٹائے تو رشتے دار طعنہ دیتے ہیں کہ ''بیوی کا غلام ہو گیا ہے'' تو (ان تمام امور سے متعلق) اپنے بڑوں سے مشورہ کرو، اپنے مصلح سے رائے لو کہ ان کمزوریوں پر قابو کیسے پایا جائے اور معاشرے کی اس روش پر کیا طرز عمل اختیار کیا جائے۔

اس لیے سب سے زیادہ عافیت کا طریقہ یہی ہے کہ اپنے بڑوں اور ان کے عمل کو اپنا رہبر و رہنماء بناؤ اور (دیکھو کہ) ان کا عمل (ان معاملات میں) کیا تھا؟ (بالخصوص) سرورکائنات جناب نبی کریم ﷺ کا عمل (دیکھنا ہے) جو حاصل (ہے سب کا اور اصل الاصول ہے تمام اعمال کا، کیونکہ نبی کریم ﷺ) سب کے پیشوا ہیں (اور اعمال میں اصل الاصول) انہی کا عمل ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے توفیقات سے نوازے اور اس کی عملی برکات نصیب کرے۔ آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ .

(۶۸)

بیوی کی دلجوئی

بیوی کی دلجوئی کی اہمیت!

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے! کہ بیوی کا صرف یہی حق نہیں کہ اس کو صرف کھانا و کپڑا دے دیں بلکہ اس کی دلجوئی بھی ضروری ہے ،(فرمایا: کہ) دیکھیئے ! فقہاء نے بیوی کی دلجوئی کو یہاں تک ضروری سمجھا کہ اس کے لیے جھوٹ بولنا بھی جائز فرما دیا، اس سے کتنی بڑی تاکید اس امر کی ثابت ہوتی ہے اور یہاں سے بیوی کے حق کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کی دلجوئی کے لیے خدا نے اپنا ایک حق معاف کر دیا، اللہ کریم توفیق عطا فرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ



(٦٩)

شمیم الحبیب

(حضور ﷺ کے اخلاق وعادات کا تذکرہ)

سلسلہ بیانات نمبر (۱)

یہ حضرت تھانویؒ کا مشہور رسالہ ہے: "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب " اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے بعض شمائل وعادات کے متعلق ایک فصل ہے، یہ فصل دراصل ایک رسالہ ہے جس کا نام "شیمُ القلب "ہے، اس کے مصنف حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی ہیںؒ ، اس پورے رسالہ کو حضرت تھانویؒ نے ''نشر الطیب ''میں شامل کر دیا ہے کیونکہ اس کے اندر حضور ﷺ کے شمائل کافی مقدار میں موجود ہیں۔

تو نشر الطیب میں سے یہ "شیمُ الحبیب ''پڑھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس وقت میں جس سے ہم گزر رہے ہیں اس کی برکت سے (خصوصی حفاظت نصیب فرمائے ، ان حالات میں ہم) حضور ﷺ کے شمائل واخلاق کا توسل کر سکتے ہیں، یہ ہمیشہ سے صلحاء اور بزرگوں کا معمول چلتا آیا ہے کہ اکابر رحمھم اللہ جو مصائب آتے اس کی برکت کی نیت سے اللہ سے یہ امید رکھتے کہ (اللہ ان سے حفاظت کلی نصیب فرمائیں گے ، پس ہمیں بھی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ کریم) ہماری یہ جو موجودہ وبائی بیماری (کرونا وبا) ہے ہمیں اس سے نجات عطاء فرمائے اور ہمارے حالات کو واپس عافیت وسلامتی کے ساتھ تسلی بخش حالات میں تبدیل فرمادے۔ آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ

اب یہ رسالہ پڑھا جاتا ہے۔" شیمُ الحبیب "

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس نے ہماری طرف ایک رسول ﷺ کو بھیجا جو عربی، ہاشمی، مکی، مدنی، سردارِ امین، سچی خبریں دینے والے اور سچی خبریں دیئے گئے قریشی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کے آل و اصحاب پر، اور جو کہ آپ ﷺ کے محبِ خاص اور رازدارِ باختصاص تھے (ان سب پر) رحمت نازل فرمائے۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ علماء ہمیشہ سے نبی ﷺ کے شمائل کو جمع کرتے رہے ہیں، شمائل سے مراد ہے آپ ﷺ کے اخلاق و عادات، اور اس باب میں نوع بنوع مسلک اعتدال پر چلتے رہے لیکن بعض نے اس قدر تطویل کی جس سے دل اکتا جائے اور بعض نے اس قدر اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی میں خلل پڑ جائے اور لوگ مختلف ہوتے ہیں، جیسے بعض تطویل یا اعجاز سے بھاگتے ہیں اور بعض اس کے شائق اور طالب ہوتے ہیں، سو تطویل و اعجاز سے نفع عام نہیں ہوتا بخلاف مقدار اوسط مناسب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق کے موافق ہوتا ہے۔

اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کے محاسن و اوصاف و مکارم اخلاق اور شمائل اور خصائل کا ایک مختصر حصہ مگر کافی و شافی قلم بند کروں، یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کو جمع کیا ہے کیونکہ عاشق سرگشتہ و مہجور جب محروم الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو یاد کر کے اپنے دل کو سمجھاتا ہے اور محبوب کے جمال و اوصاف کا بیان و تذکرہ کر کے اپنا جی بہلاتا ہے، اور اسی کے ساتھ اس میں حصول ثواب، نجات من العذاب اور شفاعتِ محبوب رب الارباب اور دعائے طالبین واحباب کی بھی امید رکھتا ہوں۔

اور یہ امید کیسے نہ رکھوں؟ جب کہ حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہیں، عمر تمام معاصی اور لغزشوں میں صرف کی ہے، اس لیے میں نے آپ ﷺ کے شمائل و مدائح و فضائل

کے تذکرہ کا دامن پکڑا، اللہ تعالیٰ مجھ سے اور سب مسلمانوں سے اس کو قبول فرمائے کہ مستغد جمیع معاہد کا وہی رب العالمین ہے۔

اور چونکہ "کتاب الشمائل" امام ترمذیؒ کی اور کتاب الشفاء قاضی عیاضؒ کی اس باب میں جامع تر اور ضابط تھی اس لیے میں نے انہیں دونوں کتابوں سے مضامین کا انتخاب کیا جو طالب راغب کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دے اور جن سے مہجور و مشتاق دل کو تسلی ہو سکے۔

تو اس میں مصنف نے اس کا سبب بیان کیا ہے کہ یہ (رسالہ) میں کیوں لکھ رہا ہوں تا کہ متوسط درجے کی چیزیں آپ ﷺ کی شمائل کی جمع ہو جائیں اور اس کی برکت ہم پڑھنے والوں کو حاصل ہو یعنی حضور ﷺ کی معرفت و محبت پیدا ہو اور یہ میرے لیے وسیلہ نجات بن جائے۔

اور یہ کیسے نہ ہو کہ میں خود اس کا محتاج ہوں کہ میری ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے، اب میں اس کی تلافی کے لیے مدح وفضائل کا دامن پکڑتا ہوں کہ آپ کی مدح وفضائل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے نجات اور میرے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنائے، اللہ تعالیٰ اس کو سب مسلمانوں کے لیے قبول فرمائے اور جو ان کے مراجع ہیں جیسے کتاب الشمائل امام ترمذی کی اور کتاب الشفاء قاضی عیاض کی ان دونوں میں سے انہوں نے مضامین منتخب کئے ہیں (اللہ ان بزرگوں کو بھی جزائے جزیل عطا فرمائے) ان شاء اللہ اب اگلی مجلس سے اس کو با قائدہ ترتیب وار پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی برکات وفضائل نصیب فرمائے اور ہمارے معاملات و احوال کو اس کی برکت سے درست فرمادے۔ آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(۷۰)

شمیم الحبیب

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کا تذکرہ)

سلسلہ بیانات نمبر (۲)

گذشتہ جمعہ کو یہ سلسلہ'' نشر الطیب '' یا'' شیئم الحبیب '' کے پڑھنے کا شروع کیا تھا اور اس کتاب کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارک کا ذکر ہوا کا ایک تعارف کروایا گیا تھا، آج الحمد للہ یہ اس کا پہلا حلقہ ہے جس میں حلیہ مبارک کا بیان ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ : آپ کا چہرہ مبارک چودھویں چاند کی طرح چمکتا تھا، (چونکہ) انسان کے جثہ میں سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز چیز چہرہ ہوتی ہے اس لیے اسی کا پہلے ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا اور گول تھا، جیسے کہ چاند کا ٹکڑا ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا گیا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر آفتاب چل رہا ہو۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے تو دیوار پر چمک پڑتی تھی، رنگ گورا اور ملی تھا، رخسارِ مبارک نازک تھے، گورے تھے اور نہ سانولے تھے، گندمی رنگ تھا اور میانہ قد آدمی سے کچھ نکلے ہوئے تھے اور دراز قد آدمی سے قامت میں کچھ کم تھے، باوجود یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت لمبے نہ تھے لیکن دیکھنے سے قد لمبا معلوم ہوتا تھا، کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو اس کو لمبا محسوس ہوتا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

سر کے بال سیدھے اور کچھ بل دار تھے، سر کے بالوں کو جمع کرتے وقت خود بخود مانگ نکل آتی تھی تو مانگ نکلی رہنے دیتے ورنہ ابتدائے اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے، آپ ﷺ کے سر کے بال کان کی لو سے بڑھ جاتے تھے، آپ ﷺ بالوں کو بڑھائے ہوتے تھے یعنی آپ ﷺ بالوں کو چھوڑ دیتے اور بڑھائے دیتے اور وہ کان کی لو سے بڑھ جاتے تھے جسے ہمارے ہاں پٹے کہا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کی عمر کے دو قول ہیں: ایک ہے ساٹھ اور دوسرا تریسٹھ سال ہے، لیکن باوجود اتنی عمر کے آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ کل سترہ تھے، آپ ﷺ ایک روز ناغہ کر کے کنگھیاں کیا کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے بال اس قدر سفید ہی نہ تھے کہ خضاب کی ضرورت پڑے، بس تھوڑی سی سفیدی دونوں کنپٹیوں میں ہوئی تھی۔

لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور تیل کا خضاب کیا ہے یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہ ہوں، ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے بالوں کا پکنا سرخ رنگ کا سا تھا اور سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے، سفید نہ ہوئے تھے، ناک مبارک پر ایک نور نمایاں تھا، جو شخص آپ ﷺ کو غور سے دیکھتا تو لمبی ناک والا سمجھتا تھا، داڑھی مبارک بھری ہوئی تھی۔

دہن مبارک اعتدال کے ساتھ چوڑا تھا یعنی نہ تنگ تھا اور نہ زیادہ چوڑا اور پھیلا ہوا تھا، دندان مبارک چمکدار تھے، ان میں ذرا ذرا ریکھی تھی، جب ہنستے تو دانت مبارک ظاہر ہوتے جیسے برف کی روشنی نمودار ہوتی ہے یا جیسے اولے بارش کے ہوتے ہیں، جب آپ ﷺ کچھ فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

حضراتِ صحابہ میں سے بعض حضرات کا ذوق تھا کہ وہ حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کو کثرت سے بیان کرتے تھے، چنانچہ لوگ ان کے پاس جاتے اور ان سے کہا کرتے اور فرمائش کرتے کہ ہمیں حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کی تفصیل اور آپ ﷺ کی سیرت کی باتیں سنائیں (حضرات صحابہ کرام کی یہ جماعت وہ مقدس) جماعت تھی جس کو اس کا شغف و شوق تھا۔

تو ہمیں بھی یہ اسی نیت سے سننا چاہیئے کہ اس کے پڑھنے سے ہمارے دل میں ایک تو حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کی معرفت اور آپ ﷺ کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات ہوں اور (دوسرا آپ ﷺ کی عظمت کا احساس پیدا ہو کہ) حضور ﷺ کوئی عام آدمی نہیں تھے بلکہ اللہ کے منتخب برگزیدہ نبی تھے، جن میں اللہ تعالیٰ نے وہ سارے کمالات و فضائل رکھے ہوئے تھے جن کا ابھی ہم نے ذکر کیا۔

تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکت سے حضور ﷺ کی محبت کاملہ عطاء فرمائے، ہم آپ ﷺ کے اس حلیہ مبارکہ کو اور اس پڑھنے کو توسل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ: اس کی برکت سے ہمیں دین میں ترقی عطاء فرما اور ہمیں اچھی عادتیں اور حضور ﷺ والے اچھے اخلاق نصیب فرما۔

اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے جو مصائب، آلام و آفات اس وقت درپیش ہیں ہمیں اور پوری امت مسلمہ کو اس کی برکت سے بلکہ پوری انسانیت کو اس مصیبت (کورونا وبا) سے اپنے فضل و عافیت کے ساتھ جلد از جلد نجات عطاء فرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ



(۷۱)

شمیم الحبیب

(حضور ﷺ کے اخلاق وعادات کا تذکرہ)

سلسلہ بیانات نمبر (۳)

آپ ﷺ کے حلیہ شریف کا بیان چل رہا تھا جس میں اب تک آپ ﷺ کے چہرہ مبارک، داڑھی، سر مبارک اور بالوں کی کیفیت اور عمر کے متعلق کچھ باتیں کی گئی تھیں، یہی سلسلہ چل رہا ہے اور آج آپ ﷺ کے دیگر اعضائے مبارکہ کا کچھ حال اور ان کی خصوصیات کا بیان ہوگا۔

سینہ مبارک: آپ ﷺ کا سینہ مبارک ابھرا ہوا تھا اور سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔

گردن مبارک: ایسی خوبصورت تھی جیسے تصویر کی گردن، چونکہ تصویر کی گردن خوبصورت تراشی جاتی ہے (اس لیے اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی) اور صفائی میں چاندی جیسی تھی، بدن مبارک جسامت میں معتدل اور بھرا ہوا تھا، پیٹ اور سینہ مبارک برابر تھا، سینہ ذرا ابھرا ہوا تھا، آپ ﷺ کے شانوں کے بیچ میں تھوڑا اوروں سے زیادہ فاصلہ تھا، جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں، کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ ﷺ کا بدن مبارک روشن تھا اور بدن پر بال نہ تھے البتہ سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔

ایڑی: ایڑی کا گوشت ہلکا تھا، کلایاں لمبی تھی، ہتھیلیاں چوڑی تھیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں، تلوے کچھ گہرے تھے، قدم مبارک ہموار سے تھے کہ پانی ان کے

اوپر سے ڈھل جاتا تھا یعنی میل وکچیل سے پاک تھے، چکنے ہونے کی وجہ سے پانی ان پر ٹھہرتا نہ تھا، الحمدللہ: حضرات صحابہ نے ہمارے اوپر کتنا بڑا احسان کیا کہ یہ باریک باریک اور انتہائی چھوٹی چھوٹی باتیں نہایت وضاحت کے ساتھ آنے والے امتیوں کے سامنے پیش کردیں تاکہ وہ حضور ﷺ کے اعضائے مبارکہ کے نورانی تذکروں سے اپنے ایمان کو منور کرسکیں۔

چلنے کا انداز: جب چلنے کے لیے پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا اور قدم بھی اسی طرح رکھتے کہ کہ آگے کو جھک پڑتا جیسے جھکے ہوئے تھے (چلتے ہوئے) عاجزی کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کسی بلندی سے پستی کی طرف اتر رہے ہیں، (انتہائی) طمانیت واطمینان کے ساتھ چلتے تھے، آپ ﷺ کی چال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے دل میں نہ کچھ تیزی ہے نہ گھبرائے ہوئے چل رہے ہیں، نہ ہی طبعیت میں سستی ہے کہ پاؤں نہیں اٹھ رہے ہیں اور نہ ہی بہت تیز اور نہ ہی بہت سست رفتار چلتے، چلنے میں ہمیشہ اپنے اصحاب کو آگے کردیتے اور خود پیچھے چلتے تھے یعنی آپ ﷺ کی چال میں کسی قسم کا تصنع یا بناوٹ نہ تھی، جیسے آج کل لوگ تیزی سے چلتے بلکہ بھاگتے ہیں جیسے کوئی مصیبت درپیش ہو، (مگر آپ ﷺ کا چلنا) اطمینان وسکون کے ساتھ تھا، رفتار میں تیزی ہوتی تھی، ایسا معلوم ہوتا جیسا کہ اوپر سے نیچے آرہے ہوں، یہ بھی آپ ﷺ کی تواضع تھی کہ چلنے میں اپنے اصحاب کو آگے کردیتے تھے اور خود پیچھے چلتے، اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ اس تواضع وانکساری اور حضور نبی کریم ﷺ کی ان مبارک اداؤں کو اپنے اندر سمو لینے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

آپ ﷺ کی پتلی مبارک بہت سیاہ تھی، بڑی بڑی آنکھیں تھیں، آنکھ میں سرخ

ڈورے تھے، سرمہ لگا ہوا معلوم ہوتا تھا، یعنی آپ ﷺ کی آنکھوں میں (بغیر سرمہ لگائے ہوئے بھی) سرمہ لگا ہوا معلوم ہوتا تھا، ابرویں یعنی بھویں لمبی تھیں، دونوں ابروؤں میں کچھ نہ کچھ فاصلہ تھا یعنی دونوں ملی ہوئی نہ تھیں اور ابرویں خم دار تھیں، اللہ اکبر، اللہ اکبر گویا کہ حسن مجسم تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو اس قدر خوش آواز و شیریں بیان ہو جس قدر تمہارے پیغمبر ﷺ اچھے تھے، آپ (بلاشبہ) سب سے اچھے تھے، تمہارے پیغمبر ﷺ صورت، شکل اور آواز میں سب سے اچھے تھے۔

اس پر علماء نے ملاحظات پیش فرمائے ہیں کہ باوجود ایسے حسن و جمال کے عام لوگوں کا آپ ﷺ پر اس طرح عاشق نہ ہونا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے غیرت الٰہی کے سبب سے تھا، آپ ﷺ کا جمال جیسا تھا وہ دوسروں پر ظاہر نہیں کیا بلکہ خود یوسف علیہ السلام کا حسن بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام اور زلیخا کے کسی پر ظاہر نہیں کیا گیا، متعدد صحابہ سے (مروی ہے کہ) آپ ﷺ جیسا حسین کوئی نہیں تھا، آپ ﷺ کے بعد اور آپ ﷺ سے پہلے آپ جیسا حسین نہیں دیکھا گیا، (حضرت حسان بن ثابتؓ کا ایک شعر بھی ہے (جس کا ماحصل یہی ہے کہ آپ جیسے حسن و جمال والا دیکھا گیا نہ کسی ماں نے آج تک جنا، آپ کو اللہ نے ایسے پیدا کیا گویا جیسے آپ چاہتے تھے)۔

(پس دعا ہے کہ اس تذکرے) کو اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں حضور ﷺ کی محبت و قدر بڑھنے کا ذریعہ بنائے، (کیونکہ یاد رکھو کہ جب) قدر و محبت ہوگی تو پھر اعمال کا شوق پیدا ہوگا جو کہ اصل چیز ہے (نیز) اتباع سنت کا ذوق اور آپ ﷺ کی محبت میں ترقی اور

آپ کے ساتھ عشق (بھی انہی تذکروں سے حاصل ہوگا)، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے اور اس سلسلہ کو قبول و نافع فرمائے۔ آمین

آج کل رمضان کے زمانے میں یہ شروع کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس ماہ مبارک کی برکت سے اس کو قبول فرمائے اور آپ ﷺ کی مبارک سنتوں پر مر مٹنے کی توفیق عطاء فرمائے، رمضان کے روزوں کی قدر دانی کرنے اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔



آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

ادعیہ واذکار، مناجات ووظائف

(۷۲)

"پناہ" مانگنے کے مواقع

پچھلی کچھ نشستوں میں میں نے چند اہم باطنی اعمال کا ذکر کیا تھا جس کو ہمارے شیخ، مرشد و مربی حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نور اللہ مرقدہ مختلف اوقات میں اپنی مجالس میں بیان فرماتے رہے ہیں، یہ کتاب کیا ہے؟ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دینا ہے اور جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا، حضرت نے اس میں چار باطنی اعمال کا (خصوصیت کے ساتھ) ذکر کیا ہے جو کہ "1: شکر، 2: صبر، 3: استغفار، اور 4: پناہ مانگنا" (ہیں)۔

پچھلی دفعہ میں نے پناہ مانگنے سے متعلق کچھ عرض کیا تھا، (چونکہ پے در پے حوادثات کے تناظر میں) آج کل پناہ مانگنا ایک بہت ضروری (اور اہم) چیز ہے، قدم قدم پر پریشانیاں (منہ کھولے کھڑی) ہیں، آفات وآلام ہیں، ذہنی و دماغی اور قلبی و جسمانی (بلیات ہیں) اس لئے آج اس سلسلے میں (کچھ عرض کرنا ہے) اس سے پہلے آخری نشست میں میں نے کچھ اقتباسات حضرت کے پیش کئے تھے ان سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ استعاذہ کتنی اہم چیز ہے۔

آج ان شاء اللہ استعاذہ اور پناہ مانگنے کے جو مواقع عملی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں ان کو ذکر کروں گا اور اگر وقت ہوا تو کچھ دعائیں بھی عرض کروں گا، یہ سب حضرت کے اپنے معمولات ومنتخبات میں سے ہے، (اس سلسلے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک) چھوٹی سی کتاب ہے جو نہایت نافع اور اس قابل ہے کہ اس کو حرز جان بنایا جائے اور روزانہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

ان بعض مواقع میں (سے ایک موقع یہ ہے کہ) دین و دنیا کے کسی معاملے میں جب کسی شدید مضرت کا خدشہ ہو یا کسی بیماری اور مالی پریشانی کے واقع ہونے کا ڈر ہو یا ذریعہ معاش میں کسی (نوعیت کے) خسارے یا کسی مقصود میں ناکامی کا اندیشہ ہو یا کسی مخالف و حاسد کی ایذاء رسانی سے جانی و مالی خطرہ لاحق ہو (بلکہ) یہ تو باہر کی چیزیں ہیں (اگر) اندرونی (و باطنی) چیزوں میں بھی نفس و شیطان کی شرارت سے کسی ظاہری یا باطنی گناہ میں آلودہ ہو جانے یا امورِ آخرت میں مواخذے کا اندیشہ ہو اور قدم قدم پر یہ کھٹکا ہو کہ کوئی ناپاک خیال دل میں آ جائے تو ایسی حالت میں فوراً دل ہی دل میں اللہ کی طرف رجوع ہو جائے (اور اس گناہ سے اس طرح) پناہ مانگیئے کہ چند بار استغفار کر لیجیئے، درود شریف پڑھ لیں اور ان (درج ذیل) میں سے کسی کلمہ کا ورد رکھیں:

" **اللھم اعصمنی من الشیطان** " (ترجمہ) یا اللہ مجھے محفوظ رکھ شیطان سے"

اللھم انی اسئلک من فضلک (ترجمہ) اے اللہ: میں بس آپ سے فضل کا سوال کرتا ہوں" اللھم عافنا واعف عنا " (ترجمہ) یا اللہ ہم کو عافیت عطاء فرما اور ہم کو معاف فرما دیں۔

" **یا حی یا قیوم برحمتک استغیث** " (ترجمہ) اے حی و قیوم: تیری رحمت کے ساتھ میں پناہ مانگتا ہوں تو ان میں سے کسی کلمہ کا ورد جو اس وقت حسب حال ہو (کرتے رہنا اور اسے) پڑھتے رہنا چاہیے، ان شاء اللہ سکون قلب کا ذریعہ ہوگا، (بلکہ) حضرت یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ بہتر یہ ہے کہ اس استعاذہ کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل کر لیا جائے، صبح فجر کی نماز کے بعد معمولات پورے ہوتے ہی اس طرح (اگر) دعاء مانگ لیا کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہے گا۔

یا اللہ: اپنا فضل وکرم فرمائیے! مجھے اور میرے متعلقین کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی پریشانیوں سے محفوظ رکھیئے، ہر طرح کی فواحش ومنکرات، نفس و شیطان کے شرور وفتن، ارضی وسماوی آفات وبلیات وسانحات، ہر طرح کے سنگین حالات اور بیماریوں سے اور لوگوں کی ایذاء رسانی سے بچا کر اپنی حفاظت عطاء فرما دیجیئے۔ آمین یارب

صبح کے معمولات کے بعد جب اٹھنے لگیں تو ان الفاظ میں یا اس مضمون کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے دو، تین منٹ پناہ مانگ لیجیئے اور پھر دن بھر اس کے فوائد دیکھیئے، اطمینان قلب وسکون قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص امداد واعانت ان شا اللہ محسوس ہوگی اور اللہ تعالی کی طرف سے ایک (خاص قسم کی) ہمت بھی عطاء ہوگی، (اس لئے) اس کو (اہتمام کے ساتھ) اپنے معمولات میں کرلیں۔

یہ مختصر سی چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے مجھے بھی اور سامعین کو بھی ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے، الحمد للہ احقر اس (نسخہ) پر ایک عرصہ سے عمل درآمد (کررہا) ہے، (سچ پوچھیں تو) میں نے اس کے فوائد اپنی عملی زندگی میں اپنے بڑوں کی برکت سے (بحمد اللہ تعالی) محسوس ومشاہد کئے ہیں۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۷۳)

تسکین اور دلجوئی کی خوش خبریاں

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ نے "حل مہمات" کے سلسلے میں تحریر فرمایا ہے کہ جب کوئی ظاہری و باطنی پریشانی لاحق ہو اور ہر طرف سے ناامیدی و مجبوری غالب ہو تو اللہ جل شانہ کو (دو رکعات نفل پڑھ کر طلب اعانت کے لیے یاد کرے) جو تمام عالم امکان کے کارساز حقیقی، بڑی قدرت والے، رحیم ورحمان اور اپنے بندوں پر تمام عالَم سے زیادہ مہربان اور نصرت وحمایت کرنے والے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی شان وخصوصیات ہیں جو اپنے بندوں پر مہربان ورحیم ہیں، آخری شب میں دو رکعت نفل نماز طلب اعانت کی نیت سے پڑھے (اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرے) کہ اے اللہ: میں عاجز و کمزور ہوں، ان سب تکالیف میں سخت گھرا ہوں، (الہ العالمین) ان کو دور کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے، اب میں آپ سے رجوع کر رہا اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، (آپ ہی اپنے فضل سے میری اس پریشانی ومصیبت کو دور اور میری حاجت روائی فرما دیجیے)۔

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو اس طرف متوجہ فرمایا، (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے :) "**یاایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر و الصلوۃ** "اے میرے بندو اور اے ایمان والو: مجھ سے مدد مانگو! صبر اور نماز کے ساتھ! یعنی صبر کرو اور نمازیں پڑھو! بدلے میں انعام یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو جائیں گے اور اپنی معیت خاصہ سے تم کو مالا مال فرمائیں گے۔

(پس)اول و آخر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر اپنی حاجت آہ وزاری کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرے (تو ان شا اللہ مقصد براری میں معین ہوگا)، اب جیسے ہمارے اس وقت کے موجودہ حالات ہیں، (فی الواقع) یہ ایسا دور ہے جس میں ہم (بے حد) کرب و بے چینی کی حالت سے گزر رہے ہیں تو اس (عمل) کو چند روز کرتا رہے، آخر شب میں ہو تو بہتر ہے وگرنہ سونے سے پہلے پڑھ لے اور اگر سونے سے پہلے بھی نہیں ممکن تو جس وقت بھی دن میں آسانی کے ساتھ ممکن ہو اور اس پر دوام ہو سکے اس معمول کو کرے، اس طرح چند روز کرتا رہے (ان شا اللہ نہایت موثر و مفید ہوگا)۔

اس کے علاوہ کسی اللہ والے کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مقاصد کے لیے دعاء بھی کرائے یعنی کسی اللہ والے سے رابطہ ہو، خواہ جا کر (براہ راست و بلا واسطہ) ہو یا خواہ ٹیلیفون پر ہو، کسی صورت سے ہو بہر حال اللہ کے کسی مقبول بندے کے ساتھ رابطہ کرے اور اپنے احوال بتائے کہ ہم ان احوال میں گزرے ہیں اور یہ ہمارے اوپر گزر رہے ہیں، ہمیں یہ خوف اور خدشات ہیں تو ہم کیا کریں؟ (کہ اس آزمائش سے نکل جائیں) اور پھر اس اللہ والے سے اپنے اس مقصد کے لیے دعاء بھی کرائے۔

(مزید یکہ)استغفار اور درود شریف کی کثرت کرے اور چلتے پھرتے " **حسبی اللہ و نعم الوکیل** " پڑھتا رہے، (تو یہ) تین عمل (ہیں جن کا اہتمام ازبس ضروری ہے)(۱)استغفار کی کثرت (۲) درود شریف کی کثرت اور (۳) ہر وقت " **حسبی اللہ و نعم الوکیل** " کا ورد کہ اللہ ان سب مشکلات میں ہمارے لیے کافی ہیں جن سے پورا عالَم اسلام اس وقت گزر رہا ہے، اے اللہ: ان سب میں آپ ہمارے لیے کافی ہو جائیں۔

ابھی حال ہی میں (حضرت شیخ الاسلام) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

زید مجدہ کا ایک کلپ (بیان) آیا ہے، جس میں حضرت نے فرمایا ہے کہ ان کے پاس ایک بزرگ کا ٹیلیفون آیا جن کا تبلیغی جماعت سے تعلق ہے اور انہیں حضور ﷺ کی کثرت سے زیارت ہوتی ہے، تو (ایسی ہی ایک زیارت میں) حضور ﷺ نے انہیں فرمایا: لوگوں کو بتادو کہ تین مرتبہ سورۃ فاتحہ، تین مرتبہ سورۃ اخلاص یعنی " **قل ھو اللہ احد** " اور تین سو تیرہ مرتبہ " **حسبی اللہ و نعم الوکیل** " پڑھا کرو! ان شاء اللہ محفوظ رہو گے، تو ان بزرگوں نے حضرت شیخ الاسلام زید مجدہ سے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ اس پیغام کو آگے پہنچا دیں تو حضرت نے کہا کہ میں اس کو آگے پہنچانے میں حصہ لینے کی کوشش کروں گا اور فرمایا کہ میں یہ پیغام آپ کو پہنچا رہا ہوں۔

میں بھی الحمد للہ اس پیغام کو آگے بڑھانے کی سلسلے کو (جاری رکھتے ہوئے اور اس کی برکات کو حاصل کرنے کے لیے آپ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام (اور تجویز کردہ یہ) عمل پہنچا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے، آپ سب حضرات اور سارے مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس کی برکت سے ہر طرح کی عافیت و سلامتی سے نوازے۔

آمین یا رب العالمین



(۷۴)

حضرت عبدالحئ عارفیؒ کی ایک اہم نصیحت

فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ صبح کے معمولات کے بعد اس طرح بھی دعاء کرلیا کریں: یااللہ! اپنا فضل وکرم فرمایئے، مجھے اور میرے متعلقین کو ہر طرح کی ظاہری وباطنی پریشانیوں سے محفوظ رکھیئے، ہر طرح کی فواحشات ومنکرات سے، نفس وشیطان کے مکائد سے، ارضی وسماوی آفات، بلیات وسانحات سے، ہر طرح کے سنگین حالات وبیماریوں سے اور لوگوں کی ہر طرح کی ایذاءرسانی سے بچا کر اپنی حفاظت عطاء فرمایئے۔

آمِین! یا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

یہ کچھ چیزوں کا ذکر ہے جو زندگی میں ہمیں پیش آتی رہتی ہیں، صبح قرآن شریف کی تلاوت کے بعد ان سب چیزوں سے متعلق یہ دعاء کرلیا کیجیئے اور پناہ مانگا کیجیئے، (اور کوشش کر کے اس کی) عادت ڈال لیجیئے، ان شاءاللہ اس کے فوائد وبرکات آپ خود مشاہد کریں گے۔

آمِین! یا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۷۵)

ایک اور جامع دعاء

یہ مختصر سی دعا ہے اور غور کیا جائے تو اس کے اندر انسانیت کے لیے (نہ صرف)رموز ہدایت (ہیں) بلکہ دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح وفلاح کی نسبت سے ہماری اپنی اور ہر شخص کی ذاتی ضرورت کے لیے یہ ضروری ہے، وہ دعاء یہ ہے: " **اللھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّـذِیـنَ إِذَا أَحْسَـنُوا اسْتَبْشَرُوا** " (جس کا ترجمہ ہے) یا اللہ! مجھے ان لوگوں میں کر دے جو نیک کام کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں یعنی اپنے قلب کے اندر ایک فرحت، ایک سرور، خلوص اور تعلق مع اللہ میں بڑائی اور برکت محسوس کرتے ہیں۔

(سبحان اللہ: باطنی صفائی دیکھیے کہ) جب نیک کام کرتے ہیں تو انہیں خوشی ہوتی ہے کہ اللہ آپ کا شکر ہے (اس طرح وہ) اپنے قلب کے اندر اس کی برکات محسوس کرتے ہیں (زبان حال سے گویا وہ کہہ رہے ہوں کہ) یا اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے مجھ سے یہ نیکی کا کام لے لیا (وگرنہ) میرے بس کی بات نہ تھی؟ (دعا کا اگلا حصہ ہے) " **وَإِذَا أَسَـاءُ و وا اسْتَـغْـفَـرُوا** " (جس کا ترجمہ ہے) جب کوئی بُرائی کرتے ہیں تو مغفرت چاہنے لگتے ہیں۔

سبحان اللہ : اور جب کوئی بُرائی کرتے ہیں تو مغفرت چاہنے لگتے ہیں یعنی جب کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں کہ ہائے یہ کیا ہو گیا؟ اور ڈر کے مارے فوراً اللہ سے رجوع کرتے ہیں کہ یا اللہ! غلطی و نادانی ہوئی (پس) معاف فرما دیجیئے، مواخذہ نہ فرمایئے، (اس طرح فوری رجوع الی اللہ کے اہتمام کے ساتھ) ان کے قلب کے اندر ایک (قسم کی) خشیت پیدا ہو جاتی ہے۔

تو (اس دعا کا نہایت اہتمام ہونا چاہیے کہ اے) اللہ جو آپ کے ایسے بندے ہیں مجھے بھی ان میں شامل کر دیجیئے کہ جن کا شیوا یہ ہے کہ جب نیکی کا کام کریں تو یہ سمجھیں کہ یہ اللہ کی عطاء ہے اور پھر اس پر مالک کا شکر کریں اور جب کوئی بُرائی یا خطاء سرزد ہو جائے تو فوراً ڈر کر اللہ کی بارگاہ سے رجوع کرنے والے اور توبہ واستغفار کرنے والے ہوں، (تو عزم مصمم ہو کہ) بس ہمیں ساری زندگی یہی کرنا ہے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: بس ساری زندگی یہی کرنا ہے، آخری سانس تک یہی کرنا ہے کہ (ہر وقت وردزباں ہو) " اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِینَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا، وَإِذَا أَسَائُوا اسْتَغْفَرُوا". اللہ تعالیٰ ہمیں استغفار کی فضیلت (عطا فرمائیے) اور خشیت وتقویٰ کے ثمرات ہمارے قلب میں پیدا فرمائے، (عزیزو: بس) اس مبارک دعاء کو اپنا شعار بنالو، اللہ کریم اس کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۷۶)

دعاءِ طلبِ خیر اور پناہ طلبی

ایک مختصر سی دعا ہے : " اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ، وَلَکَ الشُّکْرُ کُلُّہٗ، وَلک المُلْکَ کُلَّہٗ، وَلَکَ الْخَلْقُ کُلُّہٗ، بِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ، وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ، اَسْئَلُکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہ "۔

اس مختصر سی دعاء میں بندہ (حق تعالی سے) یہی رٹ لگا رہا ہے کہ (اے الہ العالمین: میں) آپ سے خیر مانگتا ہوں، آپ سے خیر کا محتاج ہوں، پھر آخیر میں (شر سے پناہ کی دعا بھی ہے کہ اے اللہ: میں آپ کی) ہر شر و بُرائی سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔

(یہاں) " کُلُّہٗ " کا تکرار قابل لحاظ ہے، (خوب یاد رکھیے کہ) مقصودات ومطلوبات میں حقیر یا نا قابل اطلاع کوئی بھی نہیں، سب کے سب اوصافِ کمال بغیر کسی ادنی جزو کے استثنی کے حاصل کرنے اور طلب کرنے کے قابل ہیں، " کُلُّہٗ، کُلُّہٗ " کی تکرار (کا تقاضا) ہے کہ بندہ کمال وعروج کا (طالب) اپنی کمال عبدیت و حاجت مندی (کے اظہار کے ساتھ ہو اور وہ) اپنا عجز کمال درجے میں ظاہر کرے، پس حاجتمندی اور (عبدیت کا اظہار بکمالہ ہونا چاہیے) نہ کہ اس کے برعکس۔

(حقیقت یہ ہے کہ اس دعا کے ذریعے اللہ میاں سے عرض) کرنے لگیں تو (نہایت نافع ہوگی، کیونکہ) یہ بڑی آسان سی دعاء ہے جس میں کوئی مشکل نہیں، میں یہ بات ایک بار پھر پڑھ دیتا ہوں یعنی مقصودات ومطلوبات میں حقیر یا نا قابلِ اطلاع کوئی بھی نہیں ہوتا، اس کی ہر چیز ہی اس قابل ہے کہ " کُلُّہٗ " (کے دائرے میں سمو سکے) بغیر کسی

ادنی جزو کو مستثنیٰ کیے ہوئے تمام کمالات حاصل کرنے اور طلب کرنے کے قابل ہیں، سبحان اللہ۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بھائی: اللہ میاں کے سامنے چپکے سے بیٹھ جاؤ! اور ان دعاؤں کی آہستہ آہستہ دل ہی دل میں رٹ لگاتے جاؤ! (سبحان اللہ، دیکھو) رٹ لگانے (اور مانگنے کے لحاظ سے)اب یہ کتنی پیاری دعاء ہے، اللہ کے سامنے اپنا عجز و بندگی (اس دعا میں کتنی خوبصورتی سے سامنے آجاتا ہے)بندگی کا کمال و عروج اس کی عبدیت و حاجت مندی ہی میں ہے نہ کہ اس کے برعکس۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک دعاء سے فائدہ اٹھانے کی اور چلتے پھرتے واٹھتے بیٹھتے یہ دعائیں حرز جان بنانے اور اس دعا کے بے انتہاء منافع سے اپنے آپ کو مالا مال کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۷۷)

دعاء جملہ معارف کا نچوڑ

توبہ وندامت کے متعلق کچھ باتیں عرض کرتا ہوں، یہ ایک مضمون ہے جس کی ہمیں اس وقت اشد ضرورت ہے، حالات و ماحول کا مطالبہ ہے کہ ہم ندامتِ قلب کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے دعاؤں میں انہماک رکھیں۔

ایک واقعہ اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں، حضرت بابا نجم احسن صاحب رحمہ اللہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے، کراچی میں مقیم تھے، ایک بار اپنے احباب میں بیٹھے ہوئے تھے تو فرمانے لگے کہ اپنے پچھتر سالہ معارف کا نچوڑ بتاؤں؟ لوگ ایک دم متوجہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ ضرور فرمائیے، تو فرمانے لگے کہ " دعاء، دعاء، دعاء، دعاء" بس یہی ایک تقاضا اور جملہ معارف کا نچوڑ ہے کہ دعاء کرلو اور رجوع الی اللہ کا ہر وقت اہتمام رکھو۔

اللہ تعالیٰ اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمیں اپنی بارگاہ میں رجوع، توبہ اور استغفار کرنے کی جس طرح ممکن ہو توفیق عطاء فرمائے کہ یہ وقت کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ سمجھ، فہم اور عمل کی توفیق دے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۷۸)

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کی تجویز کردہ دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(1)

جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ رمضان المبارک کا مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے، جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ دعاؤں میں بڑا الحاح فرماتے اور بے حد دعائیں مانگا کرتے تھے تو ہمیں بھی آپ ﷺ کی سنت کے مطابق اس (ماہ مقدس) میں خوب دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ دعاؤں کے ذریعے سے ہمیں اپنا قرب و تقرب عطاء فرمائے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے کچھ چیزیں نمونے کے طور پر پیش کی ہیں (گویا) ہمارے لیے ایک شارع عمل کھول دی اور آسانی کر دی ہے کہ یہ ساری چیزیں تیار ہیں، ہمیں تیاری نہیں کرنی پڑے گی، گویا بنی بنائی ہوئی چیز ہمارے پاس ہے، اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں: اے اللہ : اس متبرک ماہ میں جتنے وعدے آپ نے فرمائے اور آپ کے محبوب نبی رحمت ﷺ نے جتنی بھی بشارتیں دیں، یا اللہ! ہم ان سب کے محتاج ہیں، آپ ہم کو سبھی عطاء فرمادیں، اللہ اکبر: اب اس میں باقی کیا رہا، سبھی کچھ تو آ گیا، یا اللہ! ہم جو توبہ واستغفار کریں اس سب کو قبول کرلیجیئے، ہمارے متعلقین اور دوست واحباب کو توفیق دیجیئے کہ وہ سب عبادات واطاعت میں مشغول ہوں، (اے اللہ : ہماری) جو جو خامیاں ہیں سب دور کردیجیئے، ہم کو قوی سے قوی ایمان عطاء فرمادیجیئے اور زیادہ سے زیادہ

اعمالِ صالحہ کی توفیق عطاء فرمائیے۔

یا اللہ! ہماری آنکھوں، کانوں، زبانوں اور دلوں کو لغویات سے پاک کر دیجیے، یا اللہ! ان میں اپنے ایمان کا نور عطاء فرمائیے، (اللہ اکبر:) یہ وعظ کیا ہے؟ یہ تو دعائیں ہی دعائیں ہیں، (کیونکہ) یہ دعائیں (بجائے) خود ایک وعظ ہیں جس کا ایک اپنا خصوصی اثر پڑھنے اور سننے والوں کے قلوب پر ہوتا ہے۔

(پھر فرمایا:) یا اللہ! سب مسلمین اور مسلمات پر رحم فرما دیجیے، تمام مملکتوں میں جہاں جہاں مسلمان بے راہ روی میں پڑ گئے اور ان کے دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا (الٰہ العالمین) اس کو دور فرما دیجیے، ان کو اتباعِ شریعت اور سنت کے مطابق (زندگی) عطاء فرما دیجیے، ان کو اپنا بنا لیجیے اور ان کو توبہ واستغفار کی توفیق عطاء فرمائیے۔ آمین

یہ جو حضرتؒ کی دعائیں ہیں یہ تمام مسنون دعاؤں کا خلاصہ ہیں، مسنون دعاؤں کا جو مضمون ہے ان کو حضرتؒ نے اردو میں اپنے سامعین اور عوام کے لیے اس طریقے سے آسان کر کے پیش کر دیا ہے، (اب ہم پر فرض ہے کہ ہم) اس کی قدر کرتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے درجات بلند اور مراتب میں ترقیات عطاء فرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ

☆☆☆☆☆

(۷۹)

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کی تجویز کردہ دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر (2)

یا اللہ! پاکستان میں جو زندقہ و الحاد کا بڑھتا ہوا سیلاب ہے اس کو دور فرما دیجیئے، اس سیلابِ بلاء سے ہمیں نجات عطاء فرمائیے، (اگر یہ سیلاب نہ تھا تو) آئندہ نسلیں نجانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں گی، یا اللہ! ان کی حفاظت فرمائیے، ان کے دلوں میں دین کی عظمت اور آخرت کا خوف پیدا کر دیجیئے، یا اللہ! ان میں انسانیت و شرافت کے احساسات و جذبات پیدا فرما دیجیئے، یا اللہ! ہر طرح کی بُرائیوں و تباہ کاریوں سے بچا لیجیئے، یا اللہ! ہمارے ملک میں جو منکرات و خواہشات عام ہو رہی اور آپ کی حرام کی ہوئی چیزیں حلال ہو رہی ہیں جملہ مسلمانوں کو اس تباہی و بربادی سے بچا لیجیئے، جو لوگ (اس میں) حواس باختہ ہیں ان کی رہنمائی فرمائیے۔

یہ نقشہ (جو دعاؤں کی صورت) حضرتؒ نے کھینچا (فی الواقع) اس وقت ہمارے (موجودہ) حالات ہیں، (مزید فرمایا) یا اللہ! پاکستان کو قمار خانوں، شراب خانوں، نائٹ کلبوں، ریڈیو، ٹیلی ویژن، لغویات، سینما گھروں (سمیت فواحش کے ان تمام ذرائع سے) جو شب و روز ہماری اخلاقی، معاشرتی اور اقتصادی زندگی تباہ کر رہے ہیں سے پاک و صاف فرما دیجیئے، یا اللہ! اربابِ وقت کو توفیق اور اس کا احساس دیجیئے کہ وہ اپنے اختیارات سے ان منکرات کو مٹائیں اور آپ کی رضاء جوئی کے لیے دین کی اشاعت کریں۔

یہ دعائیں کرنا بھی مسلمانوں کے لیے (بلکہ) سارے عالم کے لیے (انتہائی

ضروری ہے)، مسلم حکمرانوں کے لیے (اسباب فواحش مٹانا) بہت اہم چیز (اورانتہائی اہم کام) ہے، اللہ نے (ان مسلم حکمرانوں کو) اپنی امت کا پاسبان بنایا ہے(لہذا) ان کی ہدایت واصلاح کی دعائیں بھی اپنی ہدایت واصلاح کی دعاؤں کے ساتھ کی جائیں، اللہ تعالی ہم سب کوتوفیق عمل دیں۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۸۰)

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کی تجویز کردہ دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر (3)

امن وامان اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، جس جگہ امن غارت ہو جائے وہاں پر کچھ نہیں ہوسکتا، اس بات پر اللہ کا بے حد شکر اداء کریں کہ اس نے امن کی یہ نعمت ہمیں عطاء فرمائی، یا اللہ! امن وامان کی (مستقل) صورت پیدا کر دیجیئے، بیرونی سازشوں اور دشمنوں کی نقصان رسانی سے مملکت اسلامیہ کو بچائیے اور ہمارے دین کی حفاظت فرمائیے۔

یا اللہ! ہم یہ دعائیں آپ کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں جنہیں آپ اس ماہِ مبارک کی برکت سے قبول کر لیجیئے، جو مانگ سکے وہ بھی دے دیجیئے اور جو نہ مانگ سکے وہ بھی دے دیجیئے، جس جس میں ہماری بہتری وفلاح ہو وہ سب ہم کو عطاء کر دیجیئے، نفس وشیطان سے ہم کو بچائیے اور اپنی رضائے کامل عطاء فرمائیے۔

یا اللہ! آپ کا وعدہ ہے کہ یہ مہینہ آپ کا ہے (پس) اس ماہِ مبارک میں ہمیں اپنا بنا لیجیئے، یا اللہ! آپ مربی ہیں، رحیم ہیں، غفور ہیں، ہماری پرورش کرنے والے اور ہمارے رزاق وکارساز ہیں، یا اللہ! ہم سے ان غفلتوں کو دور کر دیجیئے اور اپنا صحیح اور قوی تعلق عطاء فرما دیجیئے، ہمارے سارے معاملات خواہ دینی ہوں یا دنیوی، یا اللہ! سب آسان کر دیجیئے اور مرنے کے بعد برزخ کے تمام معاملات آسان کر دیجیئے، آخرت وحساب کا معاملہ آسان کر دیجیئے اور اپنی رضائے کامل کے ساتھ جنت میں داخل کر دیجیئے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(۸۱)

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کی تجویز کردہ دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(4)

یا اللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیے، ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ کُبریٰ نصیب فرمائیے، ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن کو پاک کردیجیے، یا اللہ! ہمیں رمضان المبارک کے ایک ایک لمحے کے انوار و تجلیات خواہ ہم محسوس کریں یا نہ کریں عطاء فرمادیجیے، یا اللہ! ہمارے ناقص روزے و عبادات اپنے فضل سے قبول فرمالیجیے اور جس کامل اجر کا وعدہ آپ نے فرما رکھا ہے وہ عطاء فرمادیجیے۔

(چونکہ) آج کل پریشانیوں کا دور دورہ ہے اور ہر جگہ بے راہ روی پیدا ہو چکی ہے(اس لیے دیکھیے کہ) حضرتؒ نے کیسے کیسے الفاظ میں ان چیزوں سے پناہ مانگی ہے، یا اللہ! جن دشواریوں، بیماریوں اور پریشانیوں میں ہم مبتلاء ہیں ان سے اور آنے والے جملہ خدشات و آفات سے محفوظ فرمادیجیے۔

یا اللہ! کھانے پینے کی چیزوں میں گرانی روزافزوں ہوتی جارہی ہے، ملاوٹ بھی ہو رہی ہے، وبائیں آرہی اور بیماریاں پھیل رہی ہیں (الہ العالمین سب کی) سب سے حفاظت فرمائیے، ہم کو پاکیزہ اور ارزاں غذائیں عطاء فرمائیے، یا اللہ! ایمان والوں کے لیے آج کل کا معاشرہ اور تہذیب وتمدن لعنتوں کا ماحول اور جہنم کدہ بنا ہوا ہے (اے الہ

العالمین)اس کوگلزارِابراہیمؑ بناد یجیئے ، ہماری تمام حاجتیں پوری فرمائیے،ہم کواسلام پر قائم رکھیئے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائیے۔آمین بحق المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین

الحمدللہ حضرتؒ کے اس وعظ کا یہ حصہ تمام ہوااور یہ اختتام (بفضلہٖ تعالی) رمضان کی ساتویں شب میں بوقت تہجد ہورہا ہے،(بلکہ) یہاں اس وقت تہجد کی آذان ہورہی ہے ،اس مبارک وقت میں (بحمد اللہ) یہ وعظ پایہ تکمیل کو پہنچ رہاہے،اللہ تعالیٰ قبول فرمائے،اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے ان تمام (فرمودات) کی اشاعت کی توفیق عطاء فرمائے،اوران سے جملہ مسلمانوں کونفع عطاء فرمائے اور ہماری اور ہماری آنے والی نسلوں کی یااللہ! حفاظت فرمائیے،ہمیں زندقہ والحاداور گمراہیوں سے ہرطرح محفوظ وماموں فرمائیے۔" اللھم انی اعوذبک من جمیع الفتن ،ما ظاھر منھا وما بطن "

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۸۲)

شبِ قدر کی دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے حضورﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہﷺ اگر مجھے شبِ قدر معلوم ہو جائے تو کیا دعاء مانگوں؟ (دیکھیے) جن کو طلب ہوتی ہے انہیں فکر ہوتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سوال کر رہی ہیں کہ ایسی متبرک شب اگر میں پاؤں تو کیا دعا مانگوں؟ تا کہ زیادہ سے زیادہ اس رات سے فائدہ اٹھا سکوں۔

تو حضورﷺ نے فرمایا: **"اللھم انک عفو ،تحب العفو ،فاعف عنی "**
اے اللہ: تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے یعنی آپ کا شیوا یہ ہے کہ آپ لوگوں کو جلد معاف کر دیتے ہیں، (پس مجھے بھی معاف فرما دیجیے)۔

یہ نہایت جامع دعاء ہے (چنانچہ) حضرت شیخ الحدیثؒ بھی لکھتے ہیں کہ نہایت جامع دعاء ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے آخرت کے مطالبے سے معاف فرما دیں، اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے؟ ایک فارسی کا شعر ہے کہ

من نگویم کہ طاعتم بپذیر
قلمِ عفو برگنا ہم کش

ترجمہ: میں یہ نہیں کہتا کہ میری اطاعت کو قبول کر لیجیئے بلکہ (میں تو فقط اس قدر چاہتا ہوں کہ آپ) اپنے عفو و معافی کے قلم سے میرے گناہوں کو میرے نامہ اعمال سے معاف و صاف کر دیں اور مٹا دیں، سارے نامہ اعمال کی سیاہی اس دعا کی برکت سے دھو دیجیئے، **"اللھم انک عفو کریم ،تحب العفو ،فاعف عنی یا غفور"**

تو اس دعاء کا شبِ قدر میں خوب اہتمام کرنا چاہیئے، (غور کیجیے کہ یہ) مختصر سی دعاء ہے اور اتنے بڑے بڑے انعامات و فائدے اس چھوٹی سی دعاء سے حاصل ہوتے ہیں کہ آخرت کے مطالبات تک اس سے معاف ہو جائیں گے۔

اور پھر شبِ قدر کی (اس جلیل المرتبت رات میں) بہت سے حضرات جن میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں کے نزدیک دعاء کے ساتھ مشغول ہونا دیگر عبادات سے زیادہ بہتر ہے، بہر حال یہ اپنا اپنا ذوق ہے، وگرنہ متعدد علماء کے نزدیک مختلف عبادات کا جمع کرنا دعا سے افضل ہے، بہر حال جس کا جو بھی ذوق اور جس عمل کا قلب میں تقاضا ہو اس مبارک رات میں اسے اس میں مشغول رہنا چاہیے تاہم دعائیں بہر حال غالب رہنی چاہئیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شبِ قدر کے اندر مناجاتِ مقبول کی ساری منزلیں پڑھ لو، یہ کل سات منزلیں ہیں (پس ساری کی) ساری پڑھ لی جائیں، (تجرباتی طور پر دیکھا گیا ہے کہ) ایک منزل میں سات، آٹھ یا نو منٹ لگتے ہیں، زیادہ وقت نہیں لگتا (اس لیے اس کا اہتمام لازما رکھنا چاہیے)، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم شبِ قدر میں جو پناہ مانگنے والی دعائیں ہیں ان مناجاتِ مقبول کو تو بہر صورت پڑھ ہی لیا جائے، وہ تو ہر منزل میں صرف سات سات یا آٹھ آٹھ دعائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دعائیں مانگنے کا سلیقہ عطاء فرمائے، دعاؤں کے فوائد و برکات نصیب فرمائے اور ہمیں ان دعاؤں اور اعمال کے ذریعے اپنا تقرب وقرب اور اپنی رضاء اور دنیا و آخرت کی اصلاح و فلاح اور اپنا صحیح وقوی تعلق و محبت نصیب فرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ



(۸۳)

عزت اور شرف والی دعاء

ایک بڑی پیاری اور پسندیدہ دعاء ہے جو میرے معمول میں رہی ہے اور اس سے دل کو بڑا چین وسکون اور عزت (کا احساس ملتا ہے) یوں تو دنیا میں ہر آدمی عزت وعافیت کا خواشمند ہوتا ہے تاکہ دنیا وآخرت کی زندگی چین سے گزرے (لیکن عزت وعافیت والے اعمال سے کتراتا ہے)، تو یہ ایک دعاء ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے آدمی کو دنیاوآخرت میں عزت وشرف عطاء فرمایا جاتا ہے۔

یہ مناجات مقبول میں منگل کی منزل کی ایک دعاء کا آخری ٹکڑا ہے، دعاء یہ ہے

" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ کَرَامَتِکَ فِیْ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ "

اے اللہ! میں آپ سے ایسی رحمت مانگتا ہوں جس کے ذریعے میں دنیاوآخرت میں تیری جانب سے عزت وشرف پالوں، یہ ایک مختصر سی مگر بہت جامع دعاء ہے، اس کی تشریح میں مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادیؒ لکھتے ہیں کہ دنیاوآخرت کی ہر عزت ومرتبے کے لیے یہ جامع ہے اور (چونکہ اس دعا کا) تھوڑا بہت میرا معمول بھی رہا ہے (اس لیے) میں نے بھی بحمد اللہ اس کے فوائد وبرکات مشاہد کئے ہیں۔

تو میں اپنے احباب، دوستوں، عزیز واقارب اور اولاد کو اس کی نصیحت کرتا ہوں کہ اس چھوٹی سی دعاء کو ضرور اپنے معمولات میں شامل کریں، نمازوں کے بعد، چلتے و پھرتے اور اٹھتے و بیٹھتے (اس کا اہتمام رکھیں، دیکھو) کون شخص ہے جو عزت وراحت اور مرتبوں کا طالب نہ ہو؟ (اس لیے اس کا ازبس اہتمام رکھیں) ان شاء اللہ اس سے سکونِ قلب رہے گا، اللہ تعالیٰ قبول ونافع فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(۸۴)

عاجزی و بے بسی سے پناہ مانگنا

یہ دنیا کی زندگی حادثات و سانحات کی زندگی ہے، ہر وقت نفس و شیطان سے سابقہ ہے، اس لیے ہمیشہ ان سب سے پناہ مانگتے رہنا چاہیئے، ان حوادثات و سانحات اور (آفات و بلیات میں اللہ کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کر کے مدد مانگتا رہے) آدمی اگر دیکھے اور غور کرے تو (اسے نظر آئے گا کہ) معاملات و تعلقاتِ زندگی میں اکثر و بیشتر ایسے حالات بھی ہوتے ہیں کہ جن کے متعلق مستقبل میں (سنگین) خدشات ہوں، ہر آدمی کو ایسی چیزیں درپیش ہیں، جن میں اسے فکر ہے کہ مستقبل میں کیا ہوگا؟ جیسے آج کل ہم بھی (کرونا وائرس کی عالمی وبا کے سبب) ایسے ہی دور سے گزر رہے ہیں جس میں مستقبل کے حوالے سے سنگین خدشات ہیں (کہ کیا ہوگا) اور ان خدشات کے تدارک کے لیے (فی الوقت بظاہر) کوئی تدبیر بھی سمجھ نہیں آرہی اور نہ اپنے اختیار میں کچھ ہے۔

تو ایسے وقت میں فطرتاً اپنے پروردگار سے پناہ مانگنے میں دل کو بڑی تقویت نصیب ہوتی ہے، ایک ایسا وقت کہ کچھ بھی اختیار میں نہیں اور نہ کچھ جانتے ہیں (کہ کیا ہونے والا ہے) تو ایسے وقت میں اللہ کی طرف رجوع کرنے، اپنے قلب کو اللہ کی جانب متوجہ کرنے اور اس سے پناہ مانگنے سے دل کو بڑی تقویت نصیب ہوگی۔

اس وقت دنیا "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لَامَلْجَاَ وَلَامَنْجَاَ مِنَ اللهِ اِلَّا اِلَيْهِ" (کا عملی منظر نامہ بنی ہوئی ہے، اس لیے اس کا ورد رکھا جائے جس کا مفہوم یہ ہے) کہ اے اللہ نہ کسی شر سے بچنا ممکن ہے نہ کسی بھلائی کے حاصل کرنے کی طاقت، اللہ کے

عذاب سے کوئی نجات و پناہ کی جگہ نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے، تو اس کلمے کے ذریعے انسان نے اپنا عجز، اپنی کمزوری و بے بسی کا اقرار کر کے اپنے آپ کو اور اپنے جملہ امور کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا ہے (اس لیے دیگر کلمات و اعمال کی طرح اس کلمہ کا اہتمام بھی پناہ مانگنے کی موثر دعا کے طور پر کرے)۔

تو (دیکھو) زندگی میں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ سے پناہ اور عافیت مانگنے کے مواقع آتے ہیں تو ان مواقع میں رجوع الی اللہ سے قلب کو سکون و اطمینان ملتا اور اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی حاصل ہوتی ہے (اس لیے اپنی عاجزی و بے بسی کا اظہار کر کے اللہ سے خوب عافیت اور پناہ مانگنے کی دعائیں کی جائیں) اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی اور عافیت مانگنے کو اپنا شعار بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۸۵)

مصیبت میں "یا سلام" کی برکات

ایک واقعہ جو حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے اس وقت سنا جب حضرت یہاں جدہ میں قیام پذیر تھے اور حج کے لیے آئے ہوئے یا حج سے شائد واپس جا رہے تھے، حضرت نے فرمایا کہ بھائی ہمارے ساتھ ایک بار عجیب واقعہ پیش آیا، ہم لوگ حج سے واپس جا رہے تھے تو سرکاری اہلکاروں نے ہمیں ایک جگہ بیٹھا دیا اور کہا کہ اپنے اپنے پاسپورٹ دے دو، ہم واپس دے دیں گے، (چنانچہ ہم سب نے دے دیئے اور ایک جگہ آ کر بیٹھ گئے) وہاں مزید کافی لوگ بیٹھے ہوئے تھے، سب جمع ہو گئے اور (انتظار کرنے لگے) کئی گھنٹے گزر گئے مگر وہاں سے کوئی نہ آیا، نہ ہی ہمیں کسی نے پاسپورٹ دیئے اور نہ ہی کوئی جواب، اب جتنے لوگ تھے سب پریشان ہو گئے کہ کیا کریں؟

اتنے میں ایک نئے صاحب آئے اور وہ بھی آ کر وہاں بیٹھ گئے (صورت حال یہ تھی کہ) انہوں نے بھی اپنا پاسپورٹ وہاں دیا ہوا تھا، انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھا تو پوچھا کہ تم لوگ بہت پریشان بیٹھے ہو، کیا بات ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہمیں اتنے گھنٹے تقریباً سات یا آٹھ گھنٹے ہو گئے، (انتظار میں ہیں مگر) ابھی تک پاسپورٹ واپس نہیں آئے، تو انہوں نے فرمایا کہ ایک بات بتاؤں؟ کیا مانو گے؟ ہم نے کہا: ہاں (ضرور بتلایئے) کیوں نہیں مانیں گے، تو فرمانے لگے: سب لوگ "**یا سلام، یا سلام** "پڑھنا شروع کر دو، اس کلمہ کا ورد کرو، چنانچہ ہم سب لوگ تھکے ماندے تھے (اس کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے؟ ہم) سب نے "**یا سلام، یا سلام**" کا ورد شروع کر دیا۔

ابھی ورد کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک وہ آدمی کمرے میں داخل ہوا (جس نے پاسپورٹ لیے تھے)، اس کے ہاتھ میں پاسپورٹوں کا بنڈل تھا، اس نے وہ تمام پاسپورٹ جس جس کے تھے ان کے ہاتھ میں دے دیئے، وہ بزرگ فرمانے لگے! کہ " **یا سلام** " اللہ کا نام ہے، اس کا ورد چلتے، پھرتے، بیٹھ کر (الغرض ہر حال میں) کیا کرو! ، اگر کوئی خاص مقاصد ہوں تو ان کے لیے بھی اسے پڑھو! صحت و تندرستی کیلیے اسے بطور خاص پڑھو۔

چنانچہ ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی اللہ کے اس نام کو کہو! یوں بولو " **یا سلام، یا سلام، یا سلام، یا سلام، سلمنا** " یعنی اے وہ ذات جو سلام ہے اور جس سے سلامتی ہے، ہمیں سلامتی عطاء فرما! جو بھی بلاء، مصیبت، وبال اور وباء ہو الغرض جو کچھ بھی ہو (ہمیں سلامتی و حفاظت نصیب فرما)۔

خیال آیا یہ جو بیماری (کرونا وائرس) پھیلی ہوئی ہے تو اس کے لیے بھی اس بات کا تصور کرتے ہوئے کہ اللہ ہم کو، ہمارے متعلقین کو ہمارے اہل و عیال کو اور سارے مسلمان مریضوں کو جو اس میں مبتلاء ہیں اس دعا " **یا سلام، یا سلام، سلمنا، سلمنا** " کی برکت سے (حفاظت نصیب فرمائے) تو اس سے ان شاء اللہ اطمینان قلب بھی ہوگا اور (حفاظت بھی نصیب ہوگی)۔

بیان کردہ واقعہ جو میں نے حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اس کی تصدیق و تائید حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ (کے تجویز کردہ اس وظیفہ سے بھی ہوتی ہے کہ) کسی بھی بیماری میں ایک سو اکتیس مرتبہ " **یا سلام، یا سلام** " (پڑھنے سے انسان اللہ کی حفاظت و مدد خاص میں آجاتا ہے)

،حضرت جی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ یہ وظیفہ (بڑے اہتمام سے) بیماروں کے لیے تجویز فرماتے تھے کہ اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ اور پھر ایک سو اکتیس مرتبہ یہ پڑھا جائے ''یا سلام، یا سلام''، آج کل لوگ بہت پریشان و فکرمند ہیں، یہ ایک آسان سا طریقہ ہے، اس کو اختیار کریں، ان شاء اللہ اس کے فوائد آپ خود محسوس کریں گے۔

یہاں پر عربوں میں بھی اس کا رواج ہے کہ جب کوئی (خلاف طبیعت) چیز پیش آئی، کوئی حادثہ دیکھا، کوئی پریشانی دیکھی تو بے اختیار زبان سے نکلتا ہے: **"یا سلام، یا سلام"** تو اس کے ساتھ یہ دعاء بھی بڑھا لیں "سلمنا"، اس نیت کے ساتھ کہ اے اللہ: اس بیماری کرونا میں جس قدر لوگ بیمار ہیں، سب کو شفاء یاب فرما، یا اللہ مجھے، میرے اہل و عیال اور میرے دوست احباب کو اس سے محفوظ فرما!

اور ہاں اسے اطمینان و عافیت اور سکون کے ساتھ پڑھا جائے، (یاد رکھیں کہ) اللہ کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا، اتنا گھبرانا اور پریشان ہونا یہ مسلمان کی شان کے خلاف ہے، یہ ہمارے ایمان کے تقاضوں کے خلاف ہے، اطمینان رہنا چاہیئے، اطمینان و سکون کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہیں، دعاء کرتے رہیں، جو بھی دعاء ذہن میں آئے، جو ذکر و عمل بھی دل میں آئے مقصود چونکہ رجوع الی اللہ ہے (اس لیے اس کا اہتمام رکھیں) اللہ کریم سب کی حفاظت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۸۶)

مختصر اور نافع دعاء

یہ دعاء منگل منزل کی ہے، یہ مختصر سی (مگر بہت نافع) دعاء ہے، بہت ہی ذو معنی الفاظ ہیں، جتنا آدمی اس میں تدبر و تفکر کرے گا اتنا ہی لطف پائے گا، دعا یہ ہے: " **اللھم اعنی بالعلم، وزینی بالحلم، واکرمنی بالتقویٰ، وجملنی بالعافیة** " یا اللہ علم دے کر میری مدد فرما، وقار کے ساتھ مجھے آراستہ کر دے، تقوی دے کر مجھے بزرگی دے اور مجھے امن وچین دے کر جمال عطا فرما۔

سبحان اللہ سبحان اللہ: سبھی کچھ اس مختصر سی دعا کے اندر آ گیا، اللہ تعالیٰ اس سے فائدہ اٹھانے کی اور قلوب کو اس دعا کے ذریعے چین پہچانے کی توفیق عطاء فرمائے، مناجاتِ مقبول میں آپ یہ دعا دیکھ سکتے ہیں، منگل منزل کی دعا ہے، اللہ تعالیٰ فضل و کرم کا معاملہ فرمائے اور ہمیں مسنون دعاؤں سے تعلق نصیب فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۸۷)

مختصر منزل

یہ حضرت میاں اصغر حسین صاحب دیو بندی رحمہ اللہ دار العلوم دیو بند کے محدث ہیں اور بڑے درجے کے عامل بھی ہیں، عالم تو تھے ہی، ساتھ بڑے محدث بھی تھے اور بڑے بڑے حضرات کے استاذ بھی تھے، جن میں ایک مولانا حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، (حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ) جب بھی اپنے استاذ کا تذکرہ کرتے بڑی محبت وتعلق کے ساتھ کرتے، حضرت رحمہ اللہ ان کے کمالات و بیانات کے (نہایت عقیدت کے ساتھ) معترف تھے، تو یہ ان کا ایک مضمون، ایک نصیحت بلکہ ایک معمول ہے جوانہوں نے اپنے کتابچہ "نصیحۃ المسلمین "میں بیان فرمایا ہے۔

(یہ مضمون دراصل ایک وظیفہ وعمل ہے جو حفاظت بدن واحوال کے لیے نہایت موثر ہے، وظیفہ درج ذیل ہے، فرمایا:) اولاً تعوذ یعنی " اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم " تین مرتبہ پڑھے، پھر تسمیہ یعنی " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم '' تین مرتبہ پڑھے، ازاں بعد تین بار " اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق " پڑھے، پھر ''سورہ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ الناس '' تین تین بار پڑھے ، اس کے بعد " فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین " تین مرتبہ، پھر " ان اللہ قد احاط بکل شئی علما " تین مرتبہ اور پھر آخر میں کوئی مختصر سا درود شریف جیسے " صلی اللہ علی النبی الامی " یا " صلی اللہ علیہ وسلم " تین مرتبہ پڑھ لے۔

اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد ان سب دعاؤں اور سورتوں و آیتوں کو تین تین مرتبہ پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مار کر اپنے تمام جسم پر ہاتھ پھیر دیا جائے، اس کی اہمیت وفوائد بتانے کے لیے تحریر فرماتے ہیں کہ ''یقین کرو! کہ یہ مجموعہ عمل واسطہ حفاظت جسم و جان، صحت ابدان، حفظ و امان اور شر حاسداں و دشمناں عجیب اور مؤثر و بے مثل ہے، میں اس سے پہلے خاص دوستوں ومخلصوں کے سوا کسی کو تعلیم نہیں کرتا تھا، اب بسبب قریب سمجھنے اپنی موت کے واسطہ خیر خواہی مسلمین اور افادہ عام کے تحریر کر دیا ہے، پس یہ بچوں کی حفاظت کے لیے بھی اور بیمار پر دم ڈال کر پھونک ڈالنے کے واسطے بھی کارآمد ومفید ہے''۔

الحمد للہ، ثم الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں ایک عرصے سے یہ معمول رکھے ہوئے ہوں اور الحمد للہ جادو وسحر وغیرہ سے بھی بچانے کے لیے اس کو بہت مؤثر پایا ہے، (دیکھا جائے تو) یہ ایک مختصر سا عمل ہے بلکہ یوں سمجھ لیجیئے کہ یہ مختصر منزل ہے، ویسے منزل تو کافی بڑی ہے یہ (مگر) اس کا ایک خلاصہ ہے، اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، الحمد للہ میں نے اس کو کارآمد پایا ہے اور بہت لوگوں کو میں نے اس کی تعلیم بھی دی (چنانچہ) الحمد للہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے مزید فائدہ اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۸۸)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(۱)

مناجاتِ مقبول میں سے ہر منزل کے آخیر میں پناہ واستعاذہ والی کچھ دعائیں ہیں تقریباً سات آٹھ دعائیں ہر منزل کے آخیر میں ہوتی ہیں، احقر نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کو ایک بار یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ کسی مبارک شب میں خواہ شب قدر ہو یا کوئی اور مبارک شب، اس میں سے کم از کم استعاذہ و پناہ مانگنے والی دعائیں ضرور پڑھ لیا کرو، پوری مناجاتِ مقبول نہیں پڑھ سکتے تو اتنا ضرور کرو کہ ان پناہ مانگنے والی دعاؤں کو اپنے مستقل معمول میں منتخب کر کے شامل کرلو کیونکہ یہ بہت فتن اور بڑی پریشانیوں کا زمانہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ہر فتنے سے پناہ مانگی، کوئی چیز چھوڑی نہیں، اس وقت اور ان حالات میں ان پناہ مانگنے والی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے، ان کا ورد کر کے ان سے خوب فائدہ اٹھایا جائے، میں نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس نصیحت پر عمل کیا اور ان کو اپنے معمولات میں شامل کیا تو اس کے فوائد بھی میں نے چکھے و محسوس کیے ہیں، دل چاہتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی بتا دوں، ممکن ہے ان کو مجھ سے بھی زیادہ فائدہ ہو اور وہ ان کو (زیادہ اہتمام سے) اختیار کریں۔

اب میں "توکلاعلی اللہ" شروع کرتا ہوں، اس میں کسی خاص ترتیب وغیرہ کا خیال نہیں ہوگا البتہ ترجیح استعاذہ والی دعاؤں کو ہوگی، یہ جمعہ کی منزل ہے، اس کے آخیر کی

دعائیں میں پڑھتا ہوں اور ان کا ترجمہ مع مختصر تشریح پیش کرتا ہوں اور پھر اللہ نے توفیق دی تو ان دعاؤں کا منظوم ترجمہ مناجاتِ مقبول ہی کے اندر سے آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کروں گا، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کا اہتمام عطاء فرمائے اور اس ناچیز کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے، اے اللہ: اس سے جملہ مسلمانوں کو نفع و فائدہ ہو، مجھے بھی فائدہ ہو اور میرے گھر والوں کو فائدہ ہو، اب "توکلا علی اللہ" شروع کرتا ہوں، اے اللہ آپ ہی کی مدد درکار ہے، "ایاک نعبد و ایاک نستعین"، "

اللھم صل علیٰ سیّدنا و مولانا محمد و آل محمد "

(۱) " **اللھم انی اسئلک فکاک رقبتی من النار** " یا اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے اپنی جان بخشی دوزخ سے۔

(۲)" **اللھم اعنی علی غمرات الموت** "اے اللہ مدد کر میری، موت کی بے ہوشیوں اور موت کی سختیوں پر۔

(۳)" **اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی** " اے اللہ بخش دے مجھے، رحم کر مجھ پر اور شامل کر مجھ کو اعلیٰ رفیقوں میں۔

یہ تین دعائیں ہیں، ان میں سے ہر ایک کی کچھ مختصر سی تشریح کر دوں:

حدیث میں جنت کو یاد رکھنے اور جہنم و قیامت کے جتنے ہولناک مناظر ہیں ان سب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، تو بندہ خوف وخشیت کے ساتھ یہی کہتا ہے کہ یا اللہ میری گردن چھوڑا دے، دوزخ کی آگ سے میری جان بخشی کرا دے، یہ وہ آگ ہے جو اوپر سے لگی گی تو اندر تک جاتی چلی جائے گی، یہ کھالوں کو جلا دے گی، جب کھالیں جل جائیں گے تو پھر دوبارہ نئ کھال لگائی جائے گی، ایسی خوفناک و ہیبت ناک آگ سے

"فکاک الرقبۃ" یعنی کسی طرح میری جان بخش دے، قرآن پاک کی آیت جس کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن آدمی یہ چاہے گا کہ میرے ماں باپ اور گھر بار سب جہنم چلے جائیں لیکن میں کسی طرح بچ جاؤں، تو سوچیئے کہ وہ کیسی ہولناک ساعت ہوگی؟ تو موت، قیامت اور احوال قیامت کو یاد رکھنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، اسی لیے یہ دعا سکھائی گئی کہ " **اللھم انی اسئلک فکاک رقبتی من النار** ".

اس کے بعد والی دعاء بھی موت اور اس کے متعلقات سے متعلق ہے کہ " **اللھم اعنی علی غمرات الموت وسکرات الموت** " اے اللہ میری مدد کر موت کی بے ہوشیوں اور سختیوں پر، سکرات کا وقت بڑا سخت وقت ہوتا ہے، احادیث میں اس کی سختی کا ذکر آیا ہے، اس دعا میں اللہ تعالی کی ان تمام سختیوں سے پناہ مانگی گئی ہے کہ سکرات کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے وہ بے انتہاء ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اپنا رحم فرمائے، تو جیسے آدمی ہر مشکل چیز سے پناہ مانگتا ہے اسی طرح سکرات کی مشکلات سے بھی پناہ مانگنی چاہیے، دعا کیجیے کہ ہماری آخری سانس ایمان پر ٹوٹے، کچھ بھی ہو ہم کسی نہ کسی طرح اپنے ایمان کو لے کر قبر میں داخل ہو جائیں، یا اللہ: جہنم کی آگ سے ہمیں کسی صورت سے بھی بچالیجیئے، اپنی رضاء والے اعمال کرنے کی توفیق دے کر ہمیں جہنم کی آگ اور موت کی سختی سے بچالیجیئے۔

اور تیسری دعاء ہے۔ " **اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی** " اے اللہ: مجھ پر رحم کر، میں کمزور و عاجز ہوں اور میں آپ کے رحم کا محتاج ہوں، " **والحقنی بالرفیق الاعلی** " اور شامل کر مجھ کو اعلیٰ رفیقوں میں، یہ دعاء حضور ﷺ نے سکرات کی حالت میں مانگی تھی کہ اے اللہ مجھے اعلیٰ رفیقوں میں شامل فرما، ہمیں جو اللہ کے نیک بندے گزر چکے ہیں اب تک یعنی ہمارے مشائخ و بزرگ اور بالخصوص انبیاء علیہم

الصلوٰۃ والسلام ان سب کی معیت نصیب فرما، شامل کر مجھے اپنے اعلیٰ رفیقوں میں تا کہ اللہ کے مقبول بندوں سے بھی اور آپ سے بھی اور حضور ﷺ سے بھی ملاقات ہو، آمین یا رب العالمین۔

اب ان تینوں دعاؤں کا مناجاتِ مقبول میں سے منظوم ترجمہ پیش کرتا ہوں:

موت کی سختی اور سکرات میں — جب لگا رہتا ہے شیطان گھاٹ میں
ہو الٰہی مددگار و معین — مجھ پر غالب نہ ہو جائے وہ لعین
مرتے دم یارب میری امداد کر — اور جہنم سے مجھے آزاد کر
کر گناہوں کو میرے درگزر — اور مجھ پر یا خدا تو رحم کر
طبقہ اعلیٰ میں جو بندے ہیں ترے — تیرے سب بندوں میں خاص اور چنے
مجھ کو بھی یارب ساتھ ہو ان کا نصیب — ان سے کر دے یا خدا مجھ کو قریب
شرک و کفر سے اور فسق و عصیان سے — آتش دوزخ سے اور شیطان سے
ظلم سے بے انصافی اور مکر و دغا سے — اور زمین و آسمان کی ہر بلاء سے
ہر مرض اور ہر موذی جانور سے — ہر طرح کے فتنے اور ہر شور و شر سے

(اے الہ العالمین ان سب احوال میں خصوصی حفاظت فرما)۔



☆☆☆☆☆

(۸۹)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر (۲)

مناجات مقبول میں سے پناہ مانگنے والی دعاؤں کا سلسلہ چل رہا تھا، آج کی دعاء تھوڑی لمبی ہے جس کو ترجمہ وتشریح کے ساتھ ٹکروں ٹکروں میں پیش کروں گا، (دعا کا ابتدائی حصہ یہ ہے) " **اللهم انی اعوذبک من البرص و الشقاق و النفاق و سوء الاخلاق و اعوذبک من شر ماتعلم** " اے اللہ تیری پناہ میں آتا ہوں، برص وشقاق سے، نفاق اور بُرے اخلاق اور ہر اس چیز کی برائی سے جو تیرے علم میں ہے۔

یہ جو تین شرور بیان ہوئے ان میں سے پہلا برص ہے جو ایک مرض ہے، اس میں آدمی کے جسم پر سفیدی آجاتی ہے اور لوگ اس سے بھاگتے اور گھبراتے ہیں، پورے جسم پر دھبے پڑ جاتے ہیں جس سے انسان دیکھنے میں بہت بُرا لگتا ہے، تو اس دعا میں اولا اسی سے پناہ مانگی گئی ہے کہ یا اللہ مجھے برص سے بچا۔

اور دوسری چیز ہے، "شقاق، اختلاف وضد" ہے، یہ آپس میں لڑائی و جھگڑا اور ضدا ضدی کو کہا جاتا ہے کہ دونوں ضدا ضدی میں اپنی اپنی بات پر اڑے رہیں اور غلط ہونے کے باوجود اپنی بات سے پیچھے نہ ہٹیں، حالانکہ سمجھتے ہیں کہ (یہ بات) غلط ہے، یہ بھی کوئی اچھی عادت نہیں (بلکہ انتہائی قبیح حرکت) ہے جو (فی الواقع) دل کی خرابی کی علامت ہے (دعا میں دوسری اسی چیز سے پناہ مانگی گئی ہے)۔

تیسری چیز " نفاق " ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے سامنے آدمی کچھ ہو

اور پیٹھ پیچھے کچھ ہو، (ایسے آدمی کے متعلق) کہتے ہیں کہ یہ تو منافق ہے، تو یہ بڑی سخت بیماریاں ہے، ان سے حضور نبی کریم ﷺ نے امت کو پناہ مانگنا سکھایا ہے۔

حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ جامعہ اشرفیہ لاہور والے فرماتے تھے: یہ جتنے بھی بُرے اخلاق ہیں یہ گناہوں کے انجن ہیں یعنی یہ چیزیں گناہوں کی طرف لے کر جاتی ہیں، اس کے برخلاف جتنے اچھے اخلاق ہیں وہ خیر و بھلائیوں کے انجن ہیں، یہ خیر و بھلائیوں کی طرف لے کر جاتے ہیں، چنانچہ اسی وجہ سے آگے فرمایا: " وَ مِنْ سُوءِ الْأَخْلَاقِ " اور میں بُرے اخلاق سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، حدیث میں ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو، اس لیے اللہ تعالیٰ کی اس سے بھی پناہ مانگنی چاہیئے، پس اللہ میاں سے اچھے اخلاق (اہتمام سے) مانگنے چاہیئے۔

دعا میں آگے فرمایا: 'واعوذبک مِنْ شِرِّ مَا تَعْلَمُ " اے اللہ: میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس بُرائی سے جو تیرے علم میں ہے یعنی وہ بُرائی جو اللہ کے علم میں تو ہے مگر میرے علم میں نہیں، ان سب سے بھی آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

دعا کا اگلا حصہ ہے: " وَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ ومن النار وما قرب الیها من قول اوعمل ومن شر ما انت آخذ بناصیتها " اے اللہ: میں تیری پناہ میں آتا ہوں اہل دوزخ کے حال سے جس کو قرآن پاک نے بھی کھول کھول کر بیان کیا ہے، پس میں ان اہل دوزخ کے تمام احوال سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں نیز " وَمِنَ النَّارِ " اور خود دوزخ سے بھی آپ کی پناہ چاہتا ہوں، آگے فرمایا:" وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ " اور ہر اس چیز سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو جہنم کے قریب کرنے والی ہے خواہ وہ قول ہو یا عمل ہو اور فرمایا: " ومن شر ما انت آخذ بناصیتها " اور ہر اس

چیز کی بُرائی سے جو تیرے قبضے میں ہے، ان سب سے (الہ العالمین) میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

دعا کا گلا حصہ ہے: " **وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ** " اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس بُرائی سے جو آج کے دن میں ہے اور ہر اس بُرائی سے جو اس کے بعد ہے، (سبحان اللہ) یہ بڑا جامع صیغہ ہے، (خوب یاد رکھو) اللہ کی مخلوق کی پریشانیاں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں، کوئی مخلوق (اور اس کی پریشانی) اللہ کے علم و احاطہ سے باہر نہیں، پس اے اللہ آپ مجھے ان سب سے پناہ عطاء فرما دیجیئے! اور اس کے علاوہ ہر اس برائی سے بھی جو اس کے بعد ہے یعنی ایک تو آج کا دن ہے اور ایک اس کے بعد آنے والے دن یعنی ساری زندگی جو اس کے بعد ہے اس میں میرے ساتھ یہی معاملہ کیجیئے۔

آگے دعا ہے" **وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشَرَکِهٖ وان نقترف علی نفسناسوء او اجره الی مسلم** "اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنے نفس کی بُرائی، شیطان کی بُرائی اور شیطان کے شرک سے اور شرک میں مبتلاء کرنے سے، آگے ہے"، **وَاَنْ نَقْتَرِفُ عَلٰی نَفْسِنَا سُوْءً اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰی مُسْلِمٍ** " یا یہ کہ میں اس بُرائی میں خود مبتلاء ہو جاوں یا اس کو آگے پہنچاؤں اور دوسروں کو بھی اس میں مبتلاء کروں، (یاد رکھیے کہ) دوسروں کو گناہ میں مبتلاء کرنا اپنی جگہ ایک علیحدہ (جرم ہے) جس کا عذاب وقہر علیحدہ ہوگا، اس لیے اس سے خصوصی طور پر پناہ مانگنی چاہیے کہ میں دوسروں کو گناہ میں مبتلاء کروں۔

اور آخر میں ہے کہ " **اَوْ اَکْسِبَ خَطِیْئَةً اَوْ ذَنْبًا لَّا تَغْفِرُهٗ ومِنْ ضِیْقِ**

الْـمُقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " اوراس سے کہ میں ایسی خطاء یا گناہ کروں جسے تو نہ بخشے؟ اللہ اکبر : یہ کس قدر خوف وڈر کی بات ہے کہ مجھ سے کوئی گناہ عمداً یا سہواً ایسا سرزد ہو کہ جس کو اللہ تعالیٰ معاف نہ کرے (بلاشبہ) ہلاکت و بربادی ہی بربادی ہے ایسے شخص کے لیے، اور پھر فرمایا: قیامت کے دن کی تنگی سے، قیامت کا جو ہولناک دن اوراس کے جو خوفناک مراحل ہیں ان سب سے، ہر ہر حال اور ہر ہر مرحلے سے میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں، نیز نزاع سے لے کر جہنم یا جنت کے بیچ کے جو حالات ہیں میں ان سب سے بھی آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(تو عزیزو) استعاذہ کے یہ کلمات انتہائی جامع اور دنیا و آخرت کی ایک ایک چیز پر حاوی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عاجز و بے بس ہو کر خوف و خشیت کے ساتھ اپنی ذات سے پناہ مانگنے اور جملہ اوراد و اعمال کا اہتمام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۹۰)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر (۳)

"**اللھم انی اعوذبک من غلبة العدو و شماتة الاعداء**" اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں دشمن کے غلبے سے یعنی دشمن کے طعنہ سے کہ وہ طعنہ دے کر ستائیں اوراذیتیں پہنچائیں، (بلاشبہ) کسی پر طعنے کسنا یہ بڑا کبیرہ گناہ ہے، اس سے دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں، تو اللہ ان بُری عادتوں سے محفوظ فرمائیں، (اللہ نہ کرے اگر) یہ عادت پڑ جائے تو آدمی دوسروں کو ہر وقت طعنے ہی دیتا رہتا ہے، یہ اس کا ہر وقت کا مشغلہ بن جاتا ہے، اللہ اس بُری عادت سے ہمیں بچائے۔

آگے فرمایا: "**ومن الجوع فانه بئس الضجیع ومن الخیانة فانها بئست البطانة**" یعنی بھوک سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ بُری ہم خواب ہے، اورخیانت سے کہ وہ بُری ہم راز ہے، جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو ساری رات کروٹیں بدلتے گزر جاتی ہے اور بھوک کی وجہ سے نیند نہیں آتی، اس وجہ سے بھوک کو بُرا ہم خواب کہا گیا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی بھوکا تھا، اس سے کسی نے پوچھا! کہ دواور دو کتنے ہوتے ہیں؟ تو اس نے کہا چار روٹیاں، پیٹ بھوکا تھا تو اس کو وہی نظر آئیں کہ دواور دو چار روٹیاں، اللہ بھوک سے پناہ میں رکھے کہ یہ آدمی کو بے چین و بے کل کردیتی ہے، اس کا اثر انسان کے اخلاق پر بھی پڑتا ہے، اللہ پناہ میں رکھے۔

(مزید فرمایا) اور خیانت سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ بھی بُرے امراض و بُرے اخلاق میں سے ہے، (انتہائی رذیل حرکت ہے کہ انسان) اپنے ساتھی کے پیچھے اس کی امانت میں خیانت کرے اور دھوکا دے، (اللہ تعالی اس رذیلہ سے اہتمام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے)، ہمیں ان ساری اخلاقی بُرائیوں اور اخلاقی ابتری کی کیفیات سے محفوظ رکھے اور وہ آلام و مصائب جن کا ہم میں تحمل نہیں ان سے ہماری بطور خاص حفاظت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۹۱)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر (۴)

آگے کی دعائیں ہیں:"و اعوذبک اَن نرجع عَلیٰ اَعْقَابِنَا اَوْ نُفْتَنُ عَنْ دِیْـنِـنَا وَمِنْ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ " اوراس سے بھی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم پچھلے پیروں لَوٹ جائیں یعنی پیچھے کی طرف لوٹ جائیں بالفاظ دگر خدانخواستہ دین حق سے مرتد ہوجائیں، العیاذ باللہ، العیاذ باللہ" ، اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی ارتداد وکفر سے حفاظت فرمائے اورہمیں اور ہماری نسلوں کو اللہ اپنے فضل ورحمت سے (اس گندگی سے) بچالے، اورفرمایا: " اَوْ نُفْتَنُ عَنْ دِیْنِنَا " اوراس سے کہ ہم فتنے میں پڑیں اوراپنے دین سے الگ یادور ہوجائیں۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ فرماتے تھے: پہلے تو فتنے دنیا کے ہوتے تھے اب دین کے فتنے بھی ہوگئے ہیں اور فتنے ایسے زمین سے اُبل رہے ہیں جیسے ’’ حشرات الارض‘‘ زمین سے ابھرتے ہیں، اے اللہ ہم اس سے بھی پناہ چاہتے ہیں کہ سوءِفہم میں مبتلاء ہوجائیں اورصحیح وغلط میں امتیاز نہ کرسکیں۔

مزید فرمایا: " اَعُوْذُ بِکَ مِنْ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ " یعنی اے اللہ ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں ان سارے فتنوں سے جوظاہری وباطنی ہیں، یعنی جو فتنے اب تک ظاہر ہوچکے ہیں یا آگے آنے والے ہیں جن کا ابھی ہمیں علم نہیں، ان سب سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں، تو یہ دوقسم کے فتنے ہوگئے، ایک جوظاہر ہوچکے اورایک جوآنے والے

ہیں، گویا کہا کہ اے اللہ: جو فتنے ظاہر ہو چکے ہیں ان سے بھی پناہ دیجیے اور جن کا خوف و خدشہ اور کھٹکا ہے ان سے بھی ہمیں پناہ دیجیے۔

آگے اس دعا میں بہت خوبصورت اور بڑا پیارا اضافہ ہے، فرمایا: ' وَمِنْ يَّوْمِ السُّوْٓءِ " یعنی پناہ چاہتا ہوں بُرے دن سے، " وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْٓءِ " اور بُری رات سے، " وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْٓءِ " اور بُری گھڑی سے،" ومن صاحب السوء " اور برے ساتھی سے، (اللہ اکبر، کیا خوبصورت دعا ہے کہ) اے اللہ: میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بُرے دن سے، بُری رات سے، اور بُری گھڑی اور بُرے ساتھی سے، تو جو قدم قدم پر ایسے اندیشے تھے جن میں آدمی مبتلاء ہوسکتا ہے یعنی فتنے، بُرے دن، بُری رات، بُری ساعت اور بُرے دوست سب سے اس دعا میں پناہ سکھلا دی گئی، ایسی جامع دعاء ہے کہ ساری شر سے بچانے کے لیے کافی وشافی ہے، جب دشمن کے غلبہ کا خوف و اندیشہ ہو تو اس دعاء کا تکرار کرنے سے اطمینان قلب و جمعیت قلب پیدا ہوتی ہے، سو اس کا ورد رکھیے اور دیکھیے جب اس قسم کے حالات ہوں تو فوراً اس حصے کو پڑھیے: " وَمِنْ يَّوْمِ السُّوْٓءِ وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْٓءِ " ، اللہ کریم ہمیں ان سب چیزوں سے بچائے بلکہ ہمارے نسلوں و اولادوں اور ہمارے خاندانوں کو بھی ان سب چیزوں سے محفوظ رکھے، قدم قدم پر زندگی کی یہ آفات بڑھتی چلی جارہی ہیں، یہ مصائب و آلام اور یہ کھٹکے و پریشانیاں اور یہ فکریں و تفکرات سب بڑھتے چلے جارہے ہیں، ان سب کے لیے یہ دعا بہترین علاج ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۹۲)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(۵)

آج کی دعا یہ ہے " واعوذبک من الفاقة " اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فاقے سے، آدمی کو ایک دفعہ کھانے کو نہ ملے، کھانا تو بڑی بات ہے، صرف صبح کی چائے ہی نہ ملے تو دن بھر اس کے اثرات پڑے رہتے ہیں، تو یہ بھوک و فاقہ آدمی کو بالکل پست کر دیتا ہے، اور دیکھیئے: یہ فاقہ ایسے نہیں ہوتا بلکہ جب آدمی پر اس قدر سخت حالات آئیں کہ کھانے و پینے کو کچھ نہ ملے، کھانے و پینے کی اشیاء تک رسائی نہ ہو سکے (تب یہ نوبت آتی ہے)۔

چنانچہ دیکھیئے آئے دن اخبارات میں بچوں وغیرہ کی تصاویر آتی رہتی ہیں، جیسے افریقہ کے بچوں (کو ہم دیکھتے سنتے رہتے ہیں کہ وہ) بھوک سے مر رہے ہیں، ہڈیاں نکلی ہوئی ہیں اور کوڑے کے گرد کھڑے کچھ کھا رہے ہیں (تو یہ فی الواقع فاقہ ہوتا ہے) تو اس سے معلوم ہوا کہ فاقہ بڑی خطرناک اور بُری چیز ہے اور یہ بڑی اہم مانگنے کی چیز ہے کہ اللہ کی اس سے پناہ مانگی جائے تا کہ اللہ ہمیں فاقے سے بچائے۔

آگے بقیہ دعا یہ ہے : " واعوذ بک من ان اظلم او اظلم و من الهدم و من التردی و من الغرق و الحرق " کہ اے اللہ: میں آپ کی اس سے پناہ چاہتا ہوں کہ کسی پر زیادتی کروں یا کوئی مجھ پر زیادتی کرے، میں پناہ مانگتا ہوں کسی چیز کے میرے اوپر گر جانے سے یا میں کسی چیز کے اوپر گر جاؤں اور وہ میری ہلاکت کا باعث ہو یا مجھے معذور و محتاج کر دے، (سبحان اللہ: غور کیجیے) یہ بظاہر چھوٹے چھوٹے الفاظ ہیں مگر اپنے معنی کے اعتبار سے بہت بڑے مفاہیم کو محیط ہیں۔

مزید فرمایا کہ " ومن الغرق و الحرق " یعنی اے اللہ: میں تیری پناہ چاہتا ہوں ڈوب جانے یا جل جانے سے، " واعوذ بک ان یتخبطنی الشیطان عند الموت " اوراس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان مجھے مرتے وقت گڑبڑ میں ڈال دے، یعنی جب میرا آخری وقت اور آخری سانس ہوتو زندگی بھر کا سرمایہ ایسا نہ ہوکہ اس وقت شیطان لے اڑے، گو اللہ میاں خود اپنے مؤمن بندے کے اعمال کی اس وقت حفاظت کریں گے، یوں اسے بے سہارا نہیں چھوڑیں گے بلکہ اس مشکل وقت میں خود دستگیری فرمائیں گے لیکن پھر بھی ہماری عبدیت وعمر کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس سے پناہ اور عافیت طلب کریں۔

آگے فرمایا کہ " ومن ان اموت فی سبیلک مدبرا " اوراس سے بھی پناہ چاہتا ہوں کہ میں مروں جہاد سے بھاگتا ہوا،" ومن ان اموت لدیغا " اوراس سے بھی پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی جانور کے ڈسنے سے مروں، تو ان ساری موتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ وعافیت مانگی گئی ہے، (آپ غور کریں کہ) جو آج کل حالات ہیں، آئے دن خبریں آتی ہیں کہ فلاں گروپ تفریح کرنے کے لیے گیا تو اس میں اتنے لوگ پانی میں بہہ گئے، دریا میں ڈوب گئے، فلاں حادثے میں مر گئے، اتنے نوجوان بچے فلاں ایکسیڈنٹ میں مر گئے اوراتنے لوگ گھر میں جل گئے، چولہا پھٹ گیا، اسٹوپ پھٹ گیا (تو دیکھو، اس دعا میں سب سے عافیت مانگی گئی ہے)

یہ ایسی ہمہ گیر دعائیں ہیں کہ (ہر چیز سے حفاظت ان میں مضمر ہے) جو لوگ کمزور ہوں وہ دل کی گہرائیوں سے ان دعاوں کا اہتمام رکھیں، (یہ دعا ہمیں موت کے برے احوال سے بھی بچائے گی جیسے) جہاد سے بھاگتے ہوئے کی موت ایک نہایت بُری

موت ہے، نیز موت کے وقت شیطان گڑ بڑ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ اپنا ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ کہیں یہ ہاتھ سے نہ نکل جائے ،اس لیے وہ بہکانے کے لیے سارے حربے استعمال کرتا ہے، پھر جانور کے ڈسنے سے ہونے والی موت بھی اذیت ناک ہوتی ہے (تو اس دعا میں سب کا احاطہ ہے)۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی اہمیت سمجھ کر انہیں حرز جاں بنانے کی توفیق اپنے فضل ورحمت سے عطاء فرمائے۔

آمین یارب العالمین



(۹۳)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(۶)

پچھلی دفعہ جو دعاء عرض کی گئی تھی وہ یہ تھی " اللھم انا نعوذ بک من ان نزل او نـزل او نـضل او نظلم او یظلم علینا اونجھل او یجھل علینا او اضل او اضـل " جس کا مضمون کچھ اس طرح کا تھا کہ'' اے اللہ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اس سے کہ ہم ڈر جائیں یا ڈرائیں یا گمراہ کریں یا ظلم کریں یا ہم پر کوئی ظلم کیا جائے یا جہالت کریں یا ہم پر کوئی جہالت کی جائے یا ہم گمراہ کریں یا ہمیں کوئی گمراہ کرے''، تو میں نے عرض کیا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ اس کو گھر سے نکلنے کی جو دعائیں ہیں ان میں اس دعاء کو شامل کر لیا جائے کہ یہ بڑی آفتوں و پریشانیوں سے بچانے والی دعاء ہے، دوسروں سے بھی اور اپنے نفس کے شر سے بھی بچانے والی دعاء ہے۔

اس کے بعد آج کی پناہ مانگنی والی دعاء پیش خدمت ہے، دعا یہ ہے کہ " وَاَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اضاء تُ له السَّمٰوٰتِ و اشرقت له الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والآخرۃ ان تحل علی غضبک وتنزل علی سخطک،ولک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوۃ الا بک " اے اللہ: تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ میں آتا ہوں جس نے آسمانوں کو روشن کر رکھا ہے اور اس سے ظلمتیں چمک اٹھیں " وصلح علیہ امر الدنیا والآخرہ " اور اس سے دنیا و آخرت کے کام درست ہو گئے، (اللہ اکبر: کتنی خوبصورت بات ارشاد فرمائی کہ) آپ کے

اس چہرہ انور کی برکت سے دنیا وآخرت کے کام درست ہوئے،" **وان تحل علی غضبک** " اور اس سے کہ مجھ پر تو اتارے اپنی ناخوشی،" **وتنزل علی سخطک** " اور اس بات سے کہ تو مجھ پر غصہ و ناخوشی نازل کرے،" **ولک العتبی حتی ترضی** " (بلاشبہ ہم پر) حق ہے کہ تجھے منایا جائے۔

اللہ کا تو یہ حق ہے کہ اگر اشارۃً بھی معلوم ہو کہ یہ ایسی ناراضگی کی بات ہے کہ جس سے اللہ ناراض ہو جائے گا تو فوراً اللہ کے چہرے مبارک کے نور کی پناہ میں آئے اور اسے منایا جائے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے، " **ولا حول ولا قوۃ الا بک** " (بلاشبہ) کوئی بچاؤ وکوئی طاقت اللہ کی مدد کے بغیر نہیں، اس دعا میں اپنی انتہائی عجز وکمزوری اور بے بسی وعبدیت کا اظہار ہے، (سبحان اللہ) ذرا مکمل دعا کو دیکھیے :" **وَاَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الَّذِىْ اضاء تْ له السَّمٰوَاتِ واشرقت له الظلمات وصلح عليه امر الدنيا والآخرة ان تحل على غضبك وتنزل على سخطك، ولك العتبى حتى ترضى ولا حول ولا قوة الابك** ".

ایک بزرگ نے فرمایا! کہ اللہ میاں کو راضی کرنا تو اس سے بھی زیادہ آسان ہے جتنا ایک بچے کو راضی کرنا آسان ہوتا ہے، بس آدمی نادم وشرمندہ ہو کر اللہ کی بارگاہ میں جھک جائے اور دعا کرے کہ اے اللہ: شرمسار ہوں، تو گناہوں کو معاف فرمادے" **رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ** ' پڑھ کر اللہ سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ فوراً معاف فرمادیں گے، ان شااللہ۔

(یادرکھو) معافی کوئی مشکل چیز نہیں ہے، یہ بہت آسان ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ندامت وشرمندگی کی دولت ہمیں عطاء فرمائے، بس یہ

دعاء آج یہی پر ختم کرتا ہوں، (آپ حضرات) اس دعاء کو غور وخوض، خشوع وخضوع اور عبدیت کے ساتھ اپنے معمولات میں جاری رکھیں کہ اس میں عبدیت ہے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس کے مضامین کو سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۹۴)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(۷)

یہ مناجات مقبول میں سے پناہ مانگنے والی دعاؤں کا سلسلہ ہے، آج کی دعائیں ہیں "**اللھم انی اعوذبک من فتنة الغنی ومن شر فتنة الفقر ومن شر فتنة المسیح الدجال ومن فتنة المحیاء والممات**" اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں مالداری کے بُرے فتنے سے محتاجی کے بُرے فتنے سے، دجال کے بڑے فتنے سے اور زندگی وموت کے فتنے سے۔

(یادرکھیے کہ) مالداری جہاں فراغت لے کر آتی ہے وہاں پر ساتھ مشکلات و پریشانیاں بھی لے کر آتی ہے، اپنی ذات میں مالداری کوئی بُری چیز نہیں ہے مگر فتنہ بھی اپنے ساتھ لے کر آتی ہے، اور بجائے اس کے کہ انسان کے سکون قلب کا باعث بنے بعض اوقات الٹا پریشانیوں وفکروں اور طرح طرح کی آفات کا سبب بن جاتی ہے، پس اگر مالداری کا صحیح استعمال ہوتو یہ اللہ کی ایک نعمت ہے بشرطیکہ خیر کے کاموں میں استعمال ہواور دوسرے مقاصد خیر کے اندر اس کو صرف کیا جائے اور اہل وعیال کی ضروریات آسانی و عافیت کے ساتھ پوری کیں جائیں، (تو بلاشبہ ایسا) فراخی رزق اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

اسی طریقے سے فقر بھی اپنے اندر کچھ فوائد اور کچھ مشکلات لے کر آتا ہے، طرح طرح کی اس میں تنگیاں بھی ہیں، تو جہاں غناء سے پناہ مانگی گئی وہیں فقر سے بھی پناہ مانگی گئی ہے، لیکن ہر غناء سے نہیں بلکہ فقط ایسے غناء سے جو انسان کا دماغ چلا دے اور اس میں تکبر

پیدا کر دے، اسی طرح ہر فقر سے نہیں پناہ مانگی گئی بلکہ ایسے فقر سے پناہ مانگی گئی جو اسے کفر کے قریب کر دے، تو یہ دونوں چیزیں پناہ مانگنے کے قابل ہیں، اسی وجہ سے ان دونوں چیزوں سے اس دعاء کے اس حصہ میں پناہ مانگی گئی ہے۔

آگے فرمایا: " **ومن فتنة المسيح الدجال** " اور مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں، یہ وہ فتنہ ہے جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ اس سے بڑا فتنہ روئے زمین پر برپا نہیں ہوا، اس وجہ سے حضور ﷺ نے یہ دعاء سکھائی کہ فتنہ دجال سے پناہ مانگو کہ اس میں اپنے ایمان پر ثابت قدم رہنا اور حق و باطل کا امتیاز کرنا مشکل ہو جائے گا۔

آگے فرمایا " **ومن فتنة المحياء والممات** " اور زندگی و موت کے فتنوں سے پناہ مانگو! یہاں غور کیجیئے! زندگی و موت دونوں بجائے خود تو اللہ کی رحمتیں ہیں مگر استعاذہ کے قابل محض فتنہ کے سبب ہیں، پس اگر زندگی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں صرف ہو رہی ہے تو یہ زندگی نعمت ہے، اسی طرح مال بھی ایک نعمت ہے اگر وہ کار خیر میں صرف ہو رہا ہے، یہی حدیث کا مفہوم بھی ہے، لیکن اگر یہی زندگی و مال فتنہ کا ذریعہ بن جائے تو پھر مصیبت ہے، مثل کشتی کے ہے اگر وہ پانی کے اوپر چلے تو ٹھیک لیکن اگر وہ پانی کشتی کے اندر آجائے تو کشتی کو ڈبو دے گا، اسی طریقے سے مال و جاہ کی محبت کہ جن سے پناہ مانگی گئی ہے اگر انسان کے دل میں آجائے تو پھر دین کو ڈبو دے گی اور نقصان پہنچائے گی، تو چاہے وہ غناء ہو، چاہے فقر ہو، یا زندگی کے دوسرے امور و معاملات ہوں جب تک (اطاعت کا سبب ہیں تو نعمت و گرنہ قابل استعاذہ ہیں)۔

(مال کی مضرت کو ایک بڑی خوبصورت مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے) کہ اگر سانپ زہریلا ہو تو کاٹ لیتا ہے، اس لیے دانا لوگ اس سے بچتے ہیں لیکن اگر سانپ کے زہریلے دانت توڑ دیئے جائیں تو پھر سانپ ایک خوش نما کھلونا بن کر رہ جائے گا، بالکل اسی

طرح دل سے مال کی مضرت نکال دے اور جاہ وہوس سمیت تمام رزائل سے دل پاک کرلیا جائے تو پھر وہ مال وزندگی (خوشگوار لمحات بن جاتی ہے) اوراس کی برکات بھی اس کو حاصل ہوتی ہیں اور فتن سے بھی اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ فرماتے ہیں۔

آ گے فرمایا:' **ومن القسوة والغفلة والعيلة والذلة والمسكنة والكفر والفسوق والشقاق** " یعنی اے اللہ: میں پناہ چاہتا ہوں سخت دلی ،غفلت ،تنگدستی ، ذلت ، بے چارگی ، کفر،فسق اور شقاق واختلاف سے ،تو یہ ساری چیزیں اللہ سے پناہ مانگنے کے قابل ہیں ، دیکھیے انسان کو اپنی ساری زندگی میں ان چیزوں کا کھٹکا لگا رہتا ہے،تو ان دعاوں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے رہیں ،ان شا اللہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے ڈھانپیں گے ،اللہ دین کی سمجھ وفہم دے اور ان سارے فتنوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

آمين يا رب العالمين



(۹۵)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(۸)

مناجاتِ مقبول میں سے آخری حصہ میں جو شر سے پناہ مانگنے والی دعائیں ہیں ان کا ترجمہ مع مختصر تشریح پیش کی جارہی ہیں، آج جو دعاء اختیار کر رہا ہوں یہ دعاء ہے " **اللھم انی اعوذبک من امراۃ تشیبنی قبل المشیب** " اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی عورت سے کہ جو مجھے بوڑھا کردے بڑھاپے سے پہلے، " **واعوذبک من ولد یکون علی وبالا** " اور پناہ چاہتا ہوں تیری ایسی اولاد سے کہ جو مجھ پر وبال ہو اور " **واعوذ بک من مال یکون علی عذابا** " اور تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے مال سے جو مجھ پر عذاب ہو۔

تو یہ تین فتنوں سے اس دعا میں پناہ مانگی گئی ہے(۱) ایسی عورت اور ایسی بیوی سے جو بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے(۲) اور ایسی اولاد جو وبال بن جائے اور (۳) ایسا مال جو عذاب ہوجائے، یہ تین فتنے ہیں جو آج کل بہت عام ہیں، اس دعا میں ان تینوں فتنوں سے پناہ مانگی گئی ہے، میں ان کی مختصر تشریح عرض کئے دیتا ہوں اور کچھ واقعات مختصراً عرض کرتا ہوں جن سے آپ کو اس کے سمجھنے میں ان شاءاللہ مدد مل جائے گی اور اس پر عمل بھی آسان ہوجائے گا۔

پہلی چیز عورت کا فتنہ ہے کہ جو بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفیؒ نے ایک بار فرمایا! کہ میرے پاس ایک صاحب آتے تھے جو اکثر و

بیشتر اپنی بیوی کے نامناسب طرز عمل کی شکایت کرتے تھے، ایک دن میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت: اب تو حد ہوگئی، میں اب اس کو بالکل برداشت نہیں کرسکتا، اس قدر زبان دراز اور تکلیف دینے والی ہے کہ اب معاملہ میری برداشت سے بالکل باہر نکل چکا ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟ اس پر حضرت نے فرمایا کہ بھائی دیکھو: تمہارے چار بچے ہیں، تم شادی شدہ ہو، کیا ہوگا ان بچوں کا؟ اور پھر دوسری شادی بھی کوئی آسان تو نہیں ہے، اس پر اس نے کہا: نہیں حضرت میرا تو دل پھٹ گیا ہے، اب میرے اندر برداشت نہیں، قوت و طاقت نہیں رہی، حضرت نے (بہر حال) اس کی تسلی و تشفی کروائی اور فرمایا صبر کرو! ان شاء اللہ صبر سے مسائل حل ہوجائیں گے، کچھ دن کے بعد اس کی بیوی حضرت کے پاس آئی اور اس نے آکر شوہر کی کمزوریوں کا ذکر کیا، سب کچھ سننے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ دیکھ! ایک بات بتاتا ہوں، بس ایک بات، وہ یہ کہ اپنی زبان کو کسی طرح روک لے، وہ جو بھی کہے، جیسا بھی کہے تو زبان سے کچھ نہ بول، پھر دیکھ، تو جیتتی ہے یا نہیں، ان شاء اللہ جیت جائے گی، تو الحمد للہ اس کی بیوی نے اور ان صاحب نے حضرت کی نصیحتوں پر عمل کیا، کچھ دن بعد دونوں میاں بیوی خوش خوش حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مسائل کو حل کردیا، اور حضرت کو بہت دعائیں دیں، تو دیکھو یہ فائدہ ہوتا ہے بزرگوں اور بڑوں سے رجوع کرنے میں جیسے بیماری میں طبیب سے رجوع کیا جاتا ہے ایسے ہی روحانی مسائل میں اللہ والوں کی طرف رجوع ہونا چاہیے۔

مزید فرمایا "و من ولد یکون علی وبالا " لاہور میں حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ کے ایک خلیفہ تھے جو پولیس میں ڈی ایس پی تھے اور بڑی ہی ایمانداری و دیانتداری سے کام کرتے تھے، اس کی وجہ سے بڑی ہی پریشانیاں و تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں، وہ فرماتے تھے کہ میری ساٹھ سالہ پولیس کی ملازمت کا تجربہ یہ ہے کہ وہ اولاد جس کی حرام سے پرورش کی گئی اور وہ مکان جس کو حرام سے بنایا گیا ہو (کبھی سکھ نہیں دیتے بلکہ ایسا

بار ہا دیکھنے کو ملا کہ) اسی اولاد نے اسی مکان میں اس شخص کی رات و دن کی نیندیں حرام کیں اور اس کا چین حرام کر دیا (جس نے ان کو حرام کھلایا اور حرام کا مکان بنا کر دیا) وہ فرماتے کہ یہ میری ساٹھ سالہ ملازمت کا خلاصہ ہے، تو اللہ تعالیٰ اس فتنے سے بھی اپنے فضل و رحمت سے محفوظ رکھے۔

اس کے بعد فرمایا: " **واعوذبک من مال یکون علی وبالا** " کہ ایسے مال سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو میرے لیے وبال ہو، حضرت شیخ الحدیث صاحب دارالعلوم دیوبند نے دارالعلوم کراچی میں ایک بار فرمایا! میرے پاس ایسے والدین آتے ہیں جو اپنی اولاد سے بڑے دکھی اور پریشان ہوتے ہیں، ان کے حالات سن کر دل میں (بہت دکھ ہوتا ہے) ایسے لوگوں کو حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ عارفی " **ایاک نعبد و ایاک نستعین** " کثرت سے پڑھنے کے لیے بتاتے کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، فرمایا کہ جب ان کو نصیحت کرو تو پہلے یہ تین چار بار پڑھ لو اور اس کے بعد اللہ میاں سے کہو کہ اے اللہ: میری بات میں تو کوئی اثر نہیں اور نہ کوئی اثر ہوگا، آپ ہی اپنے فضل و رحمت سے اس کلمہ " **ایاک نعبد و ایاک نستعین** " کی برکت سے اس بات کا اثر ان کے قلب پر ڈال دیئے تو الحمد للہ بہت سے دکھی لوگوں کے اس عمل کے ذریعے دکھ دور ہو گئے۔

تو یہ تینوں فتنے ہیں ان سے پناہ مانگو، ایسی عورت سے جو بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے، ایسی اولاد سے جو وبال بن جائے اور ایسا مال جو عذاب بن جائے اور دن و رات اس کا سکون برباد کر دے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے، ان دعاؤں میں غور و تدبر کیجیئے کہ کیسے کیسے مسائل اللہ تعالیٰ نے ان دعاوں کی برکت سے حل فرما دیئے ہیں، اللہ تعالیٰ اہتمام نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

(۹٦)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(۹)

آج کی دعا ہے :" اللھم انی اعوذبک من موت الفجاء ۃ " اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں ناگہانی و اچانک موت سے، موت (بلاشبہ)ایک مصیبت ہے اور اچانک سر پر آن کھڑی ہوتو (بدقسمتی ہے)اس وجہ سے حکم ہے کہ مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کرتے رہو، (تو اس دعا میں ناگہانی موت سے اس لیے پناہ مانگی گئی)، آگے فرمایا: " ومن لدغ الحیۃ " اورسانپ کے کاٹنے سے، آگے فرمایا: " ومن السبع " اور درندوں سے کہ مجھے چیر پھاڑ کر کھا جائیں، " ومن الغرق "اورڈوب جانے سے " ومن الحرق "اورجل جانے سے، (چونکہ) یہ بڑی تکلیف دہ موتیں ہیں (اس لیے ان سے بطور خاص پناہ مانگی گئی)۔

آگے فرمایا: " ومن ان اخر علی شی ء " اوراس سے کہ میں گر پڑوں کسی چیز پر" ومن القتل عند فرار الزحف " اور لشکر کے بھاگتے وقت مارے جانے سے، یعنی جب لشکر پسپا ہوکر ڈر کر بھاگنے لگے تو اس وقت میں مارا یا قتل کیا جاؤں اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، تو یہ ساری موتیں (تکلیف دہ ہیں اورمحرومی کا سبب بننے والی) ہیں، اس لیے ان سب سے پناہ مانگی گئی ہے۔

میں ایک بزرگ مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوریؒ جو حضرت تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے کی خدمت میں بیٹھا تھا، حضرت کیمل پور کے رہنے والے تھے

(اس لیے نام کے ساتھ) کیمل پوری لکھتے تھے،تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بجائے کیمل پوری لکھنے کے'' کامل پوری'' لکھنے کا حکم دیا تھا،ازاں بعد انہوں نے اپنے نام کے ساتھ'' کامل پوری'' ہی لکھنا شروع کر دیا تھا،مظاہر العلوم میں ناظم تعلیمات تھے، ایک طویل عرصے تک وہاں خدمات سرانجام دیتے رہے،تو یہاں کراچی ایک مرتبہ تشریف لائے تو مجلس میں بیٹھے تھے کہ کسی نے سوال کیا کہ حضرت اچانک موت اوران جیسی دیگر اموات سے پناہ کیوں مانگی گئی؟ جب کہ (روایات سے پتہ چلتا ہے کہ) یہ سب تو شہادت کی موتیں بھی ہیں،تو ایک طرف پناہ مانگی جا رہی ہے اور دوسری طرف اسے شہادت کی موت کہا جا رہا ہے،تو حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا: دراصل یہ اموات بڑی سخت وتکلیف دہ ہیں،خدشہ ہے کہ کہیں ایسی حالت میں مبتلاء ہو کہ اللہ سے کوئی شکوہ وشکایت ہی نہ کر بیٹھے کہ (یہ مستقل حرماں کا باعث بن جائے گا) جبکہ شہادت کے اور دوسرے ذرائع بھی موجود ہیں جن میں اس نوع کے خدشات نہیں،اس وجہ سے ان اموات سے پناہ اور شہادت مانگنے کی دعاء کی ترغیب دی گئی،تو خوب ان دعاوں کا اہتمام رکھا جائے ،اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے اور پہلے سے ہمیں ہمارے گناہوں سے پاک صاف فرمادے اور پاک ،صاف، مطہر وطاہر فرما کر اپنی رضائے کاملہ کے ساتھ ہمیں دنیا سے اٹھائے۔

آمین یا رب العالمین



(۹۷)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(10)

آج مناجات کی جو پناہ مانگنے والی دعائیں ہیں ان میں سے کچھ دعائیں عرض کرتا ہوں اور اپنی بساط بھر اس کی تشریح کی کوشش کروں گا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، پہلے تو میرے لیے نافع فرمائے پھر میرے اہل وعیال واحباب (کے لیے اسے نافع فرمائے) ، میں نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان کا ملفوظ (بیان کیا تھا) کہ یہ دور بڑے فتن وآفات کا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ جمیع فتن سے پناہ وعافیت طلب کرتے رہیے، حضرت ڈاکٹر عبدالحئ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پہلے تو فتنے صرف دنیا کے ہوتے تھے مگر اب دین کے نام پر بھی فتنے اٹھ رہے ہیں، (اور فرمایا کرتے کہ) یہ فتن حشرات الارض کی طرح ابل رہے ہیں جیسے حشرات الارض زمین سے ابلتے ہیں ایسے (یہ بھی سر اٹھا رہے ہیں) تو ان حالات میں پناہ مانگنے کی ضرورت واہمیت پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

چنانچہ آج یہ دعاء ہے مناجات مقبول میں سے کہ " **اللھم انی اعوذبک من الشک فی الحق بعد الیقین** " اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ حق بات میں یقین کرنے کے بعد شک سے یعنی ایک چیز پر قائم زندگی گزر گئی، (اب شک پیدا ہو رہا ہے کہ وہ راہ صراط مستقیم نہ تھی) ، حضرت ڈاکٹر عبدالحئ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بھائی! نفس وشیطان سے ہر وقت پناہ مانگنی چاہیئے کہ نہ معلوم یہ کس وقت کیا پٹی پڑھا

دے کہ یہ تو ساری عمر تم نے ضائع کی، حق تو وہ نہیں، یہ ہے، تو یہ صورت حال بہت تکلیف دہ (بلکہ نقصان دہ) ہے کہ جو ایمان و اسلام اور چین وسکون کا سارا سرمایا وخزینہ لوٹ لیتی ہے، اس لیے اس سے پناہ مانگو! اور یہ پناہ ہی مانگنے کے قابل ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہمارے جتنے عقائد ہیں سب حق وحقائق پر مبنی ہیں، وہ کوئی قصہ کہانیاں نہیں ہیں بلکہ حقائق ہیں، دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کا یقین ہمارے دل میں آخری وقت تک بٹھائے رکھے، حتیٰ کہ ہمارا آخری سانس بھی " لا الہ الا اللہ" اور " محمد رسول اللہ " کے عقیدے پر ٹوٹے، تو اس سے پناہ مانگنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نفس وشیطان کے (شر سے محفوظ فرمائے کہ کہیں وہ) جیتے جی یا آخری وقت میں بے یقینی کی کیفیت میں مبتلاء نہ کردے، اللہ محفوظ و مامون رکھے۔

دوسری دعاء ہے " واعوذبک من الشیطان الرجیم " اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے، نہیں معلوم کہ کس وقت کیا پٹی پڑھا دے؟ کیا چیز دل میں ڈال دے؟ حصن حصین میں ایک روایت مذکور ہے کہ جو شخص صبح اٹھ کر دس مرتبہ " اعوذبک من الشیطان الرجیم " پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرے گا جو دن بھر اس کی شیاطین سے حفاظت کرے گا یعنی باڈی گارڈ متعین کردیا جائے گا جو اس کے قلب کو ہر قسم کے وساوس وشکوک سے محفوظ رکھے گا، یہ بھی اللہ کا ایک بڑا انعام ہے۔

اس کے بعد فرمایا: " واعوذبک من شر یوم الدین " اور قیامت کے دن کی برائی سے بھی میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں، آپ (بلاشبہ) " مالک یوم الدین " فیصلے کے روز کے مالک ہیں، پس خیر وشر سب آپ کے ہاتھوں میں ہے تو اے اللہ: ہمیں

آخرت اور ہر اس چیز سے جو قابل مؤاخذہ اور قابل پکڑ ہو اور جو ہمیں خدشات میں ڈالنے والی ہو ان سب سے پناہ دیجیئے اور محفوظ رکھیئے، (غور کیجیے کہ) ہر وہ بات جو قابل مؤاخذہ ہو (فرما کر) دنیا کی زندگی، نزاع کے وقت اور آخیر قیامت کے سارے مراحل کا احاطہ کرلیا

تو یہ تین دعائیں ہوگئیں: **"اللھم انی اعوذبک من الشک فی الحق بعد الیقین واعوذبک من الشیطان الرجیم واعوذبک من شر یوم الدین "** ، اللہ تعالیٰ ہمیں، ہمارے متعلقین، اہل وعیال اور ہر مؤمن ومسلم کو اس سے محفوظ رکھے۔

آمین یا رب العالمین



(۹۸)

(۹۸)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(11)

یہ مناجاتِ مقبول میں سے پناہ مانگنے والی دعاؤں کا سلسلہ چل رہا ہے، آج کی دعائیں یہ ہیں: " **اللھم انی اعوذبک من خلیل ماکر عیناہ تریانی وقلبه یرعانی** "یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں مکار دوست سے کہ آنکھیں تو اس کی مجھے دیکھتی ہوں لیکن دل اس کا مجھے چیرے دیتا ہو،" **ان رای حسنة دفنھا** " اگر بھلائی دیکھے تو دبا دے یعنی اگر کوئی خوبی دیکھے تو اس کو چھپادے گا، " **وان رای سیئة اذاعھا** " اور اگر کوئی بُرائی کرتے دیکھے تو اس کو فاش کر دے، بجائے چھپانے کے اس کو فاش کرے اور لوگوں میں خوب بڑھائے اور خوب پراپیگنڈہ کرے۔

یہ " خلیل ماکر " کی صفات، وطیرہ اور طرزِ عمل کی تشریح کی گئی ہے کہ میں پناہ چاہتا ہوں مکار دوست سے کہ آنکھیں تو اس کی مجھے دیکھتی ہوں، بظاہر بڑے اچھے طریقے سے ملتا ہو، بڑے خوش اسلوبی سے (پیش آتا ہو) لیکن اس کا دل میری بدخواہی چاہے، جس کی ایک علامت یہ ہے کہ اگر میرے اندر بھلائی وخوبی دیکھے تو اس کو چھپادے گا کہ لوگوں کو پتا نہ لگے اور اگر میرے اندر کوئی بُرائی دیکھے تو اس کو فوراً لوگوں کو پہنچائے کہ یہ ایسا ویسا آدمی ہے۔

اب یہاں ذرا اپنا جائزہ بھی لیتے چلیئے کہ ہم کس قبیل سے ہیں؟ ہمارے معاملات دوسروں کے ساتھ کیسے ہیں؟ کیا ہم خیر خواہ ہیں یا بدخواہ؟ اپنے عزیز و اقارب، رشتہ دار، دوست و احباب اور محلّہ و پڑوس میں نظر ڈال کر دیکھیئے کہ ہمارے احساسات دوسروں کے متعلق کیا ہیں؟ اگر

یہی ہیں کہ ہم ان کی بُرائیوں کو پھیلائیں اوران کی نیکیوں وخوبیوں کونظر انداز کردیں،تو پھر یہ بڑی خطرہ کی بات ہوگی، یہ قلب کے بیمار ہونے کی علامت ہےتو (اندریں حالات) قلب کی صحت و درستگی کا اہتمام کیجیے، جب آدمی مریض ہوتا ہےتو وہ طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے جو ظاہری امراض کا علاج کرتے ہیں، اسی طریقے سے جب دل بیمار ہوتا ہےتو لوگ کسی دل کے ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں، (اسی طرح جب روحانی امراض ہیں تو روحانی معالجین کے پاس جانا چاہیے) ان شاء اللہ ان بیماریوں کا علاج ہو جائے گا بشرطیکہ آپ علاج کی کوشش کریں اور ان عیوب کو (فی الواقع عیوب) سمجھیں نہ کہ الٹا خوبیاں۔

دوسری دعاء ہے "**اللھم انی اعوذبک من البؤس و التبائوس**" یااللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں شدت فقر اور بہت محتاجی سے، یہ فقر جب شدید ہوجاتا ہےتو انسان کوکفر تک پہنچادیتا ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ایک آدمی بہت بھوکا تھا، اس سے کسی نے کہا کہ دو اور دو (کتنے ہوتے ہیں)؟ تو اس نے جواب دیا کہ چار روٹیاں، چار کے ساتھ روٹیاں کا لفظ بھی نکل گیا کیونکہ بھوکا تھا، تو ایسی شدت کی بھوک کہ جس سے آدمی اپنے ہوش وحواس بھی کھو بیٹھے اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے، حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفیؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری عافیت ہمارے ایمان کی محافظ ہے، اگر ہمیں فاقے پڑ جائیں تو ہماری عافیت فوت ہو جائے گی، پھر عافیت فوت ہوجانے کے بعد سب سے پہلی ضرب اللہ سے (تعلق پر پڑے گی)، پس شکوہ و شکایت پیدا ہوگی جو ہمارے ایمان پر اثرانداز ہوگی، تو عافیت بڑی نعمت ہے، ایمان کے بعد اگر کوئی قیمتی چیز ہےتو وہ عافیت ہے، اس لیے شدت فقر سے پناہ مانگنی چاہیے اور ایسی محتاجی سے بھی پناہ مانگے کہ جس میں آدمی دوسروں کا دست نگر ہوجائے اور بالکل بے چارگی و بےبسی کی حالت میں آجائے۔

آج کل ہمارے ایسے حالات ہیں کہ کسی بھی وقت کچھ بھی ہوسکتا ہے، ابھی پچھلے

دنوں بعض اسلامی ممالک میں یہ حالات پیدا ہوئے کہ لوگ گھر بار چھوڑ کر بھاگے، اپنے سرمائے، بچوں اور سب کچھ کو چھوڑ چھاڑ کرنجانے کہاں سے کہاں پہنچے، تو شدت فقر اور شدت محتاجی سے پورے درد کے ساتھ اللہ سے خوب پناہ مانگو! کہنے کوتو یہ دو چیزیں ہیں مگر پورے دین کی محافظ و مددگار ہیں۔

اور تیسری دعاء ہے " اللھم انی اعوذبک من ابلیس وجنوده " یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان اور اس کے لشکروں سے، ابلیس شیطان کا نام ہے، مسجد سے نکلنے کی جو دعائیں ہیں ان میں سے بھی ایک یہی ہے، مشہور دعاء تو یہ ہے: " اللھم انی اسئلک من فضلک ورحمتک " مگر یہ دعا " اللھم انی اعوذبک من ابلیس وجنوده " بھی ہے، حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب عارفیؒ فرماتے تھے کہ جب مسجد سے نکلنے لگوتو تھوڑی دیر کے لیے تصور کرو کہ یا اللہ اب تک تو میں آپ کے گھر اور آپ کے قلعے میں تھا مگر اب میں ایک پر ہنگامہ دنیا میں داخل ہورہا ہوں، نفس و شیطان اور اس کے لشکر چاروں طرف سے حملہ آور ہیں، پس یا اللہ میرے بس کی بات تو ہے ہی نہیں، میں بہت کمزور ہوں آپ ہی میری حفاظت فرما دیجیے، جس ماحول میں میں رہتا ہوں اور جو چیزیں مجھے صبح سے لے کر شام تک پیش آتیں ہیں، ان میں مجھے شیطان کی دخل اندازی سے چاہے وہ شیطان انسان کی صورت میں ہوں یا وساوس کی صورت میں ہوں، اے اللہ مجھے اس سے پناہ عطاء فرما دیجیے۔

حدیث میں ہے کہ شیطان مچھر کی طرح انسان کے قلب پر بیٹھا رہتا ہے، جہاں اس کو غافل دیکھتا ہے اس کے قلب کے اندر فوراً وسوسہ داخل کر دیتا ہے، جب آدمی اللہ کا ذکر اور اللہ کو یاد کرتا ہے تو فوراً وہ اپنی سونڈھ ہٹالیتا ہے، پس یہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے، حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب عارفیؒ فرماتے تھے کہ جب قلب پر وساوس کا ہجوم ہوتو " اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم " پڑھ کر قلب کے اوپر

پھونک دیا کرے، ان شاء اللہ وساوس دفع ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے کہ دعاء بہت بڑا سرمایہ اور بڑی عافیت کی چیز ہے، مومن کا ہتھیار ہے اور حصن حصین یعنی پناہ گاہ اور حفاظت وعافیت کی چاردیواری ہے، اللہ تعالیٰ قدر دانی کی توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین



(۹۹)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(12)

مناجات مقبول میں سے پناہ مانگنے والی دعاؤں کا سلسلہ چل رہا تھا، آج کی دعاء ہے: **اللھم انی اعوذبک من منکرات الاخلاق والاعمال والاھواء والادواء** " اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپسندیدہ اخلاق واعمال سے یعنی وہ اعمال واخلاق جو آپ کو ناپسند ہوں مجھے ان سے بچایئے، گویا اس میں یہ مفہوم بھی آ گیا کہ اچھے اور اعلیٰ درجے کے اخلاق جو آپ اور آپ کے رسول ﷺ کو پسند ہیں اور اعلیٰ درجے کے وہ اعمال جن میں آپ کی رضاء وخوشنودی ہو ان کا خواستگار ہوں، پس ان بُرے و ناپسندیدہ اخلاق سے بچاتے ہوئے مجھے اچھے اخلاق واعمال کی توفیق عنایت فرمایئے اور پھر زندگی بھر دیتے رہیئے۔

(خوب یاد رکھیے کہ) اچھے اخلاق سے ایمان مضبوط وقوی ہوتا ہے، اچھے اخلاق کی وجہ سے آدمی ان درجوں پر پہنچ جاتا ہے کہ عمومی اعمال سے جن تک وہ نہیں پہنچ سکتا، اچھے اخلاق میں اللہ نے نہایت تاثیر رکھی ہے، پس ایک شخص اگر رات بھر عبادت کرتا ہے اور دوسرا شخص اپنی زندگی میں حضور ﷺ والے اخلاق کو سمو لیتا ہے تو اچھے اخلاق والے کی زندگی اس رات بھر کی عبادت کرنے والے سے بہت بڑھ جاتی ہے، (اس لیے برے اخلاق سے پناہ اور اچھے اخلاق کی دعا نہایت ضروری ہے) آگے ہے" **والاھواء والادواء** " اور نفسانی خواہشوں سے بھی پناہ مانگتا ہوں، انسان کے اندر اللہ نے دو قسم کی

خواہشات رکھی ہیں،ایک " الاھواء " اوردوسری" الادواء " ، جن کا مفہوم ہے' ہرطرح کی نفسانی خواہشات '، پس ہر قسم کی نفسانی خواہش جوانسان کو گناہوں، خطاؤں ، نافرمانیوں اور ظلم کی طرف لے جائے اور کھینچے خواہ وہ شہوات جنسی ہوں یا شہوات مال، شہوات جاہ ہوں یا کوئی دوسری خواہشات، ان سب سے اوران کی بُرائیوں واثرات سے اے اللہ: مجھے پناہ عطاء فرما۔

(درحقیقت) خواہشات نفس انسان کو ہلا دیتی اوراس کی ساری زندگی کومنتشر کر دیتی اورزندگی کے نظم وضبط میں (زبردست) حائل ہوتیں ہیں،(اس دعا میں ان سب سے پناہ مانگ کر انسان اپنی زندگی کوان تمام بے اعتدالیوں سے محفوظ کرسکتا ہے)،تو یہ تین چیزیں ہوگئیں، ناپسندیدہ اخلاق، اعمال اور نفسانی خواہش، اے اللہ: ان بیماریوں سے ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔

آگے فرمایا: " **نعوذبک من شر مااستعاذ منه نبیک محمد** ﷺ " اورحضور نبی کریم ﷺ نے جن چیزوں سے آپ کی پناہ مانگی، میں ان تمام سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں اورحضور ﷺ نے پناہ مانگنے والی چیزوں میں سے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس سے اپنی دعاؤں میں پناہ نہ مانگی ہو، آپ ﷺ کی ہرہر دعا اتنی جامع ہے کہ ہرقسم کی خیر وپناہ اس میں آجائے، آپ ﷺ کی ساری دعاؤں کی (بلاشبہ) یہی شان ہے، پس اے اللہ : ہمارے نبی کریم ﷺ نے جس جس چیز سے پناہ مانگی ہے، ہمیں بھی ان سے پناہ عطاء فرمائیے، تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

آگے فرمایا:" **ومن جار السوء فی دار المقامة ،فان جار البادیة یتحول** " اورمستقل قیام گاہ میں بُرے پڑوسی سے پناہ عطا فرمایئے کہ سفر کا ساتھی تو چل

ہی دیتا ہے، آگے فرمایا: وغلبة الدين وشماتة الاعداء " اور دین وقرض کے غلبے اور دشمن کی شماتت سے بھی پناہ مانگتا ہوں، (یاد رکھیے) جو پڑوسی قریب وساتھ ہو اور برا ہو تو وہ ہمیشہ کا روگ بن جاتا ہے، اس لیے اس سے پناہ مانگی گئی اور ساتھ ہی یہ فضیلت بھی رکھی گئی کہ جو شخص اپنے کسی پڑوسی کی تکالیف پر صبر کرے تو اللہ کی طرف سے اس کو بہت بڑے بڑے انعامات واحسانات کے ساتھ بڑا اجر وثواب ملتا ہے۔

پھر فرمایا کہ (دین وقرض کے غلبے) اور دشمن کی شماتت سے بھی پناہ نصیب فرما، ایسا نہ ہو کہ دشمن ہر طرح اذیت وتکلیفیں پہنچائے اور سازشیں کرے اور ہم اس کے آگے بے بس ومجبور ہوں، دیکھ رہے ہوں مگر کچھ نہ کرسکیں، ایسی بے بسی سے ہمیں بچا اور اپنے عدو ودشمن پر ہمیں غلبہ نصیب فرما۔

آمين يا رب العالمين

☆☆☆☆☆

(۱۰۰)

مناجاتِ مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(13)

دعاؤں کا سلسلہ چل رہا تھا، آج کی دعا ہے : " **اعوذبک من شر ماعملت ومن شر ما لم اعمل ، ومن شر ماعلمت ومن شر ما لم اعلم** " اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کام کی بُرائی سے جسے میں نے کیا اور اس کام کی بُرائی سے جو میں نے نہیں کیا اور اس چیز کی بُرائی سے جو مجھے معلوم ہے اور اس چیز کی بُرائی سے جو مجھے معلوم نہیں، جو کچھ بھی کیا اور سرزد ہوا اس سے بھی اور جو نہیں کیا اس سے بھی پناہ دیجیے اور جو مجھے معلوم ہے اور جس برائی کا مجھے علم نہیں ، ان سب سے بھی پناہ عطا فرمایئے، تو (دیکھیے) پہلی جگہ کرنے کا ذکر ہے اور دوسری جگہ معلومات کا ذکر ہے یعنی عمل و معلومات دونوں میں مجھے اپنی پناہ و اپنی عافیت عنایت فرمایئے۔

اس کے بعد دوسری دعاء شروع ہو رہی ہے، اس کے مضامین کو بڑے تفکر کے ساتھ پڑھنے اور اللہ سے پناہ و عافیت طلب کرنے کی ضرورت ہے، دعا یہ ہے :" **ومن زوال نعمتک و تحول عافیتک وفجآة نعمتک وجمیع سخطک** " اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے جاتے رہنے سے، تیرے امن کے پلٹ جانے سے، تیرے عذاب ناگہاں کے آجانے سے اور تیری ناخوشی سے، تو اس دعا میں ان سب سے پناہ مانگی گئی ہے۔

(دیکھیے :) زوال نعمت کا انسان کو زندگی بھر خوف لگا رہتا ہے کہ نعمت حاصل بھی ہوگئی تو کہیں زائل نہ ہو جائے، چھین نہ لیجائے، خواہ گناہوں کے سبب ہو یا کسی بھی اور سبب

سے،تو یا اللہ: ایسے حالات ہم پر نہ آئیں کہ نعمتیں چھن جائیں اور ترقی رک جائے تو اے اللہ: اس سے پناہ میں رکھیئے، اس کے بعد کہا کہ میں پناہ چاہتا ہوں تیرے امن کے پلٹ جانے سے،یعنی تیری عافیت جو مجھے حاصل ہے وہ مجھ سے جاتی رہے اور میں مصائب ،آلام وآفات کا شکار ہو جاؤں، مزید فرمایا کہ تیرے ناگہاں عذاب سے کہ اچانک تیرے عذاب میں مبتلاء ہو جاؤں، اور فرمایا: تیری ہر طرح کی ناراضگیوں وناخوشیوں سے بھی اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں، یہ بہت ضروری اور حرزِ جان بنانے کے قابل دعا ہے

" اللھم اعوذبک من زوال نعتک وتحول عافیتک وفجآۃ نعمتک وجمیع سخطک "

اور آگے فرمایا:" **ومن شر سمعی ومن شر بصری ومن شر لسانی ومن شر قلبی ومن شر منیی** " کہ اے اللہ: میں تیری پناہ پکڑتا ہوں اپنی شنوائی و سننے کی خرابی سے یعنی بُری باتوں کے سننے سے،" **ومن شر بصری** " بُری باتوں کے دیکھنے سے، " **ومن شر لسانی** " بُری باتیں کہنے وبولنے سے،" **ومن شر قلبی** " بُری باتوں کو ذہن میں جمانے سے، " **ومن شر منیی** " اپنی بے جاو ناجائز شہوت رانی سے، اے اللہ میں ان سب چیزوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، یہ جو سارے آلات ہیں یعنی سماعت ، بصارت ، لسان و گویائی الغرض حواس خمسہ (ان سب کے شر سے ہماری حفاظت فرما) کہ ان میں خیر ونیکیاں بھی آپ نے رکھیں اور شر و بُرائیاں بھی (آزمائش کے لیے آپ نے ہی رکھیں ہیں) تو اے اللہ: ان سب چیزوں کے شر سے ہمیں پناہ نصیب فرما، اللہ تعالیٰ ان دعاوں کو (ان کے معانی ومفاہیم) سوچتے وفکر کرتے ہوئے پڑھنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ان کے (بکمالہ) فوائد ہمیں نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

(١٠١)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر(14)

دعاء مؤمن کا ہتھیار ہے، فرمایا گیا" اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ "دعاء ساری عبادتوں کا نچوڑ و حاصل ہے، مناجات مقبول میں سے پناہ مانگنے والی دعاؤں کا مع مختصر تشریح سلسلہ چل رہا تھا، آج کی جو دعائیں ہیں ان میں غور کیجیئے گا کہ ان میں کس قدر جامعیت ہے کہ اضافے کی گنجائش نہیں اور کس حکیمانہ اعجاز و جامعیت کے ساتھ ایک ایک بشری و انسانی ضرورت کو اس کے اندر سمیٹا گیا ہے، پس اب سنیئے :" اللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالمَغْرَمِ وَالمَأْثَمِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ "اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کم ہمتی سے، سستی سے، بزدلی سے، انتہائی کبر سنی سے، قرض سے، گناہ سے، عذاب دوزخ سے، دوزخ کے فتنے سے اور قبر کے عذاب اور اس کے فتنے سے۔

پہلی چیز یہ دعا ہے"اللھم انی اعوذبک من الْعَجْزِ " اے اللہ: میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کم ہمتی سے، اللہ نے انسان کو ہمت کی صورت ایک مخفی طاقت وقوت دی ہے، سارے کام اسی ہمت کی بنیاد پر ہوتے ہیں، حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمت کی بلندی (انتہائی ضروری امر ہے) میں نے ساری زندگی ہمت کے استعمال ہی پر زور دیا اور سستی و کاہلی کو اپنے پاس بھی نہیں آنے دیا۔

ایک صاحب نے حضرتؒ کے متعلق بتایا کہ حضرت جب سو کر اٹھتے ہیں تو بس

ایک دم بستر سے اٹھ کر چلنے لگتے تھے، عام لوگوں کی طرح کروٹیں نہیں بدلتے،، بس اٹھتے ہیں تو آنکھ کھلتے ہی سیدھے اٹھ جاتے ہیں، تو فرمایا کہ میں نے اپنی عملی زندگی میں ہمت سے کام لیا اور اس کے حیرت انگیز فوائد مشاہد کیے ہیں اور سستی و بزدلی (کو پاس بھی نہیں پھٹکنے دیا)۔

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ سے میں نے سنا: کہ فرماتے تھے کہ عین محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، مسلمان تو ہر وقت چاق و چوبند رہتا ہے، اس کی نظر اللہ پر لگی ہوئی ہوتی ہے کہ کس وقت میرا مولا مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ تو عین محبت میں سستی و بزدلی کی کوئی گنجائش نہیں ، بزدلی انسان کو بہت سی خیروں سے محروم کر دیتی ہے، آدمی اس کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہے اور جو ہمت و جرات کرتے ہیں، وہ آگے بڑھ جاتے ہیں، کسی نے خوب کہا ؎: جو بڑھ کر اٹھا لے مینا اسی کی ہے، بزدلی کے سبب ایسے حرماں کا سامنا ہوگا جس کی تلافی بھی ممکن نہیں، اسی لیے اس سے پناہ مانگی گئی۔

آگے فرماتے ہیں:'' وَالْهَــــرَم "انتہائی کبرزنی سے پناہ مانگتا ہوں یعنی ایسا بڑھاپا جو آدمی کو اس قابل نہ چھوڑے کہ وہ اپنی ضروریات وحوائج خود پوری کر سکے اور دوسروں کا دست نگر ہو جائے، تو یہ بھی پناہ مانگنے کے قابل چیز ہے کہ ایسی حالت ہو جائے کہ آدمی خود اپنے لیے اور دوسروں کے لیے بوجھ بن جائے کہ ہر آدمی (دیکھ بھال سے) تنگ آجائے۔

پھر فرمایا " والمغرم " اور قرض سے بھی میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں، قرض ایک بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے، جب صورت حال ایسی ہو تو قرضہ آدمی کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیتا اور تنگی قلب کا ذریعہ بنتا ہے، آدمی بعض اوقات اپنے گھر سے نکلتے ہوئے ڈرتا ہے کہ

قرض خواہ دیکھ لیں گے تو مطالبہ کریں گے، آگے فرمایا " وَالْمَأْثَمِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ "اے اللہ: میں گناہ سے بھی پناہ مانگتا ہوں (درحقیقت) گناہ سے بھی اللہ کی پناہ مانگنے کی ضرورت ہے (کیونکہ) گناہ انسان کو اللہ کی نظروں میں ذلیل کر دیتا اور گرا دیتا ہے، اور وہ دنیا کے لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوتا ہے تو گناہوں سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے کہ اے اللہ: ہماری ان سے حفاظت فرما ورنہ ہم دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور آخرت میں بھی ذلیل ہوں گے۔

آگے فرمایا " وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ " اور دوزخ کے فتنے، قبر کے فتنے اور دوزخ وقبر کے عذاب سے اے اللہ: ہمیں محفوظ و مامون فرما، ان میں سے ہر چیز پناہ مانگنے کے قابل ہے، پس کم ہمتی و بزدلی انسان کو کتنی اخروی سعادتوں و دنیاوی نعمتوں سے محروم کر دیتی ہے، اور بڑھاپا (سے بھی پناہ مانگی گئی کیونکہ وہ بھی محتاجی سے دوچار کر دیتا ہے) لیکن مطلق کبرسنی سے پناہ نہیں مانگی گئی بلکہ احتیاج کی حد تک پہنچانے والا بڑھاپا مراد ہے، مطلق بڑھاپا تو ایک نعمت ہے، ایسا بڑھاپا جو عافیت کے ساتھ گزرے، صحت و عافیت کے ساتھ وہ انسان بقدر استطاعت و ہمت اعمال کرتا رہے تو یہ اس کے لیے ایک نعمت ہے۔

آگے " وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ "دو لفظوں کے الگ آنے سے یہ معلوم ہوا کہ ایک تو دوزخ میں جا پڑنا اور اس کے عذاب میں مبتلاء ہونا ہے اور دوسری چیز ہے اس کی آزمائش وفتنہ یعنی اس کی طرف لے جاتے وقت ہونے والے سوال و جواب اور احوال و کیفیات، تو پناہ مانگنے کے قابل دونوں ہی چیزیں ہیں۔

آگے فرمایا:" وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ " یہاں بھی ایک شئے عذاب

قبر ہے اور ایک شئے قبر میں دھڑ کے کا سوال و جواب ہونا ہے جسے فتنہ فرمایا گیا، پس مؤمن کے لیے عافیت اسی میں ہے کہ نجات و مغفرت مؤاخذہ اور سوال و جواب ہی کے بغیر حاصل ہو جائے اور اس کا جنت میں داخلہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ان دعاوں و اعمال پر عمل کی ہمیں توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۰۲)

مناجات مقبول میں پناہ مانگنے والی دعائیں

سلسلہ بیانات نمبر (15)

آج کی دعائیں ہیں: " اللھم انی اعوذبک من السمعة والریاء ومن الصمم والبکم والجنون والجزام وسیيء الاسقام وضلع الدین " یااللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں لوگوں کے سناوے سے یعنی ریاء و دکھاوے سے، بہرے پن اور گونگے پن سے اور جنون و جذام اور بُری بیماریوں سے، ان میں سے ہر ہر بیماری ایسی ہے کہ بس اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے، آدمی کو عمر کے کسی حصے میں بھی اگر یہ بیماریاں لاحق ہو جائیں تو اس کے لیے نہایت تکلیف کا سبب بنتی ہیں، لوگوں کو سنانے ودکھاوا کرنے ، بہرے پن، گونگے پن اور جنون وغیرہ میں سے کچھ بھی لاحق ہوگیا تو اچھا خاصا عاقل و بالغ اور پڑھا لکھا آدمی اول فول بکنے لگتا ہے۔

آگے دوسرے فتنوں و بیماریوں کا ذکر ہے، فرمایا:" وضلع الدین ومن الھم والحزن والبخل وغلبة الرجال ومن ان ارد الی ارزل العمر " یااللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بار قرض سے، قرض بھی ایک بوجھ ہے جس سے پناہ مانگنی چاہیئے ، یہ آزاد آدمی کو قید کر دیتا ہے چنانچہ قرض سے بار بار پناہ مانگی گئی ہے، ایسے حالات زندگی میں آتے ہیں کہ آدمی بعض اوقات مجبور ہوکر (قرض لیتا ہے، اللہ تعالی سے ایسے حالات سے حفاظت کی دعا مانگنی چاہیے) اور بعض لوگ تو محض شوقیہ قرض لیتے ہیں (حالانکہ یہ بڑی خطرناک بات ہے) قرض بلاضرورت ہرگز نہ لیا جائے بلکہ قناعت کی جائے۔

آ گے فرمایا: " ومن الهم والحزن "اور فکر وغم سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ انسان کو پگھلا دیتی ہیں، پھر فرمایا:" والبخل " اور بخل سے بھی کہ یہ انسان کو بہت سی خیرات سے محروم کردیتا ہے، پھر فرمایا:" وغلبة الرجال " اور لوگوں کے دباؤ سے، اور فرمایا " ومن ان ا رد الی ارذل العمر " اور اس سے کہ میں پہنچوں ناکارہ عمر تک کہ بالکل کچھ نہیں کرسکتا، ہسپتال میں پڑا ہوا ہے، نہ اٹھ سکتا ہے نہ کچھ کرسکتا، وینٹی لیٹر پر لگا ہوا ہے، بس زندگی کی سانسیں آرہی ہیں،" ومن فتنة الدنیا "اور دنیا کے فتنے سے 'ومن علم لاینفع " اور ایسا علم جو نفع نہ دے، (کیونکہ) ایسا علم تو مصیبت ہے، "وقلب لا یخشع " اور ایسے دل سے کہ جس میں خشوع نہ ہو پناہ مانگتا ہوں، " ومن نفس لا تشبع "اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور جس کی کوئی انتہاء ہی نہ ہو،" ومن دعوة لا یستجاب لها" اور اس دعاء سے جو قبول نہ ہو۔

ان دعاؤں میں حضور ﷺ نے بہت ساری ناپسند چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگی ہے، اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ہماری ایک ایک حاجت کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ یہ دعائیں پتہ دے رہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ کوئی اور اس طرح کی تعلیم نہیں دے سکتا، یہ جامعیت اس بات کی نشاندہی کررہی ہے کہ یہ ساری چیزیں نبی ﷺ ہی کی زبان سے نکل سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ مناجاتِ مقبول میں سے دعاوں اور ان کے ترجمے وتشریح کا جو سلسلہ چل رہا تھا، وہ اختتام کو پہنچا، الحمدللہ مناجاتِ مقبول کی ساتوں کی ساتوں منزلوں میں سے جو پناہ کی دعائیں تھیں وہ ترجمہ وتشریح کے ساتھ پیش کی جاچکیں ہیں، " ذالک فضل اللہ " ، یہ اللہ کی مہربانی وکرم ہے کہ اس نے توفیق بخشی اور جو اس میں کوتاہیاں وغلطیاں ہوئی ہیں اللہ انہیں معاف فرمائے اور ان کو نافع فرمائے اور میرے لیے ، میرے اہل وعیال اور سارے مسلمانوں کے لیے اسے ذریعہ نجات ومغفرت فرمائے۔

مناجات مقبول بڑی قدر کی کتاب ہے ، اس میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کی ترتیب دی ہوئی (ادعیہ ہیں بلکہ یہ پوری کتاب ہی حضرت کی ترتیب دی ہوئی) ہے۔ایک بزرگ نے فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے لاکھوں ایڈیشن شائع ہو چکے اور مسلسل ہو رہے ہیں ،اللہ نے خوب مقبولیت اس کتاب کو نصیب فرمائی ہے،تو اس کی قدر دانی کیجیئے ، اس سے فائدہ اٹھایئے اور اسے روز پڑھیئے۔

جب صبح کے وقت میں قرآن شریف کی تلاوت ہو جائے تو مناجات مقبول کی کم سے کم یہ پناہ مانگنے والی دعائیں (ضرور پڑھیے)،جتنی بھی فرصت ہو اس کے مطابق تھوڑا تھوڑا پڑھنا ہمیشہ اپنے معمولات میں شامل کرلیں ، ذرا تدبر و تفکر کے ساتھ،ان شاء اللہ یہ دین کی فہم پیدا کرے گی اور دین و ایمان میں ترقی کا ذریعہ بنے گی اور اللہ سے تعلق پیدا ہوگا اور اطمینان قلب وسکون قلب کی نعمتیں حاصل ہوں گیں،اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے اور آپ حضرات کو بھی توفیق دے،اس کو مسلمانوں کے لیے نافع کرے،اور اس محنت و کاوش کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے قبول فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۰۳)

نشر الطیب کی برکات

علماء امت کا یہ معمول ماضی میں بھی رہا اور اب حال میں بھی ہے کہ جب مسلمان شدائد میں مبتلاء ہوں، مختلف بیماریوں و پریشانیوں (سے دوچار ہوں) جیسے پہلے زمانے میں طاعون ہوتا تھا تو ان حالات میں علماء نے ہمیشہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کی احادیث مبارکہ سے توسل کیا ہے۔

چنانچہ احادیث مبارکہ کی مثال ''حصن حصین'' ہے کہ اس زمانے میں جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا اور قبضہ کرلیا تو اس وقت ''مصنف حصن حصین'' نے حضور ﷺ کی احادیث کو جمع کر کے ان سے توسل کیا، اس کی تفصیل میں آگے عرض کروں گا، پھر حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کو پڑھنے وسنانے اور لوگوں سے اس کے ذریعے توسل کروانے کا مشائخ کا یہ معمول بھی ان وباؤں وبلاؤں کا ایک بہت بڑا علاج ہے جو ہمیشہ سے اکابر کے معمول میں رہا ہے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب ؒ بھی اس کی ترغیب دیتے تھے چنانچہ ایک زمانے میں اس کی ترغیب دیتے رہے کہ ہمارے حضرت کی کتاب " نشر الطیب " پڑھو، (اس کی وجہ سے) مصائب وآلام ختم ہوں گے، تو الحمدللہ ویسے تو ہمارا معمول تھا، ہم نے مجالس میں بھی اسے پڑھا ہے (اور اس کے علاوہ بھی) مسلسل پڑھا ہے، تو جب سے اس (کرونا کی) وباء نے زور پکڑا ہے مجھے خیال تھا کہ " نشر الطیب " کا معمول پھر شروع کیا جائے تا کہ اس کی برکت سے ہم محفوظ ہوں، اس کی تائید علماء کے عمل سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت تھانویؒ کی کتاب "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب "یعنی خوشبو کو نشر کرنا محبوب نبی کے ذکر میں (اس کو پڑھا جاتا ہے) اس کے لکھنے کی وجہ شروع میں حضرت یہ فرمارہے ہیں کہ " پھر ان دونوں مصلحتوں کے ساتھ ہی اس وجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی "یعنی حضرت نے فرمایا جب میں اس کتاب کو لکھ رہا تھا تو اسی وقت طاعون (وباء) کا ہمارے اردگرد میں بہت حملہ ہوگیا، تو میں (چونکہ) انہیں دنوں میں میں یہ کتاب "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب" لکھ رہا تھا تو اللہ کی شان کہ ہمارے آس پاس چاروں طرف سے طاعون میں اموات کی اطلاع آرہی تھیں لیکن ہمارا قصبہ الحمدللہ بالکل محفوظ و مامون تھا، تو مجھے خیال آیا کہ صرف ہمارا قصبہ کیوں محفوظ ہے؟ جب کہ چاروں طرف تو آگ لگی ہوئی ہے تو اللہ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ یہ جو میں کتاب "نشر الطیب" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکھ رہا ہوں، یہ اس لکھنے کی برکت ہے کہ تھانہ بھون محفوظ ہے۔

پہلے تو میں نے یہ سمجھا کہ یہ میرا ایسے ہی خیال ہے لیکن پھر میں نے دیکھا کہ اگر میں کسی روز لکھنا بھول جاؤں یا کوئی مصروفیت ہو جائے تو فوراً اِدھر اُدھر سے اطلاع آجاتی تھی کہ اموات ہوئی ہیں، جب ان دنوں ناغے کی صورت میں یہ چیزیں پیش آئیں تو پھر میں نے اس کو نہایت اہتمام کے ساتھ لکھنا شروع کردیا، الحمدللہ پورا طاعون گزر گیا مگر تھانہ بھون میں کوئی بھی چیز ایسی پیش نہیں آئی، تو اس وقت جو وجہ تالیف میری محرک تھی وہ اور بڑھ گی اور پھر حضرت نے اس کی تالیف کردی۔

چنانچہ حضرت فرماتے ہیں: "پھر انہیں دونوں مصلحتوں کے ساتھ ہی اس وجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آج کل فتن ظاہری جیسے طاعون اور زلزلہ وگرانی وتشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے بدعات والحاد و کثرت فسق و فجور سے خاص لوگ

پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہیں، ایسے آفات کے اوقات میں علماء امت ہمیشہ جناب رسول ﷺ کی تلاوت وتالیف، روایات اور نظم مدائح ومعجزات اور تکثیر سلام وصلوۃ سے توسل کرتے رہے ہیں، (انتھی) یعنی یہ کوئی نئی بات نہیں ہو رہی، یہ ماضی میں بھی (علمائے امت اہتمام فرماتے رہے ہیں)۔

اس کی ایک مثال "حصن حصین" ہے، چنانچہ حضرت ڈاکٹر صاحب کا میں نے معمول دیکھا، ایک زمانے میں حالات جب بڑے خراب ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی "حصن حصین" پڑھو! اس "حصن حصین" کی لوگوں نے بطور وظیفہ پڑھنے کے لیے سات منزلیں بنائی ہیں، تو حضرت نے اس کا اہتمام کرایا کہ وہ منزلیں ساتوں کی ساتوں پڑھی جائیں، گھروں یا مساجد میں اس کا اہتمام کروایا جائے۔

(حضرت مزید لکھتے ہیں کہ) ''صحیح بخاری شریف کے ختم کا معمول اور "حصن حصین" کی تالیف اور قصیدہ بردہ کی تصنیف کی وجہ مشہور ومعروف ہے''۔(انتھی)

چنانچہ لکھا ہے کہ اس رسالے کے شروع کرنے سے پہلے ہم پر زلزلے کے جھٹکے آرہے تھے (یہ بات) "حصن حصین" کے خطبے میں خود لکھی ہے اور قصیدہ بردہ شریف کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہو گیا اور جب کوئی تدبیر مؤثر نہ ہوئی تو قصیدہ بقصد برکت تالیف کیا، پھر حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ ﷺ نے دست مبارک پھیرا تو فوراً شفاء ہوگئی۔

(دیکھو) اب یہ بھی حالات ایسے ہی ہیں، تشویشات و پریشانیاں ہیں، فکریں ہیں، لوگوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ ہو کیا رہا ہے؟ اور کیا، کیوں ہو رہا ہے؟ اور اس کا انجام کیا ہوگا؟ یہ سارے سوالات ذہنوں میں اٹھ رہے ہیں (تو ایسے ہی مواقع کے لیے بزرگوں نے نشر الطیب اور احادیث وغیرہ سے توسل کا اہتمام کیا ہے)

(حضرت مزید فرماتے ہیں کہ) میرے قلب پر بھی یہ بات وارد ہوئی کہ اس رسالے میں حضور ﷺ کے حالات و روایات بھی ہوں گی اور جابجا اس میں درود بھی لکھا ہوگا، پڑھنے و سننے والے بھی اس کی کثرت کریں گے تو کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ ان تشویشات سے نجات دیں، (انتھی)

اوپر یہ بھی فرمایا کہ اس وقت ساتواں مہینہ ہے، رمضان کے بعد سے یہ شروع ہوا، طاعون پھیلا ہے اور اس وقت تک سات مہینوں سے مسلسل امن نہیں ہوا (تو معلوم ہوا کہ عمل کے بعد ضروری نہیں کہ نتائج فوری مرتب ہوں، اللہ کریم اپنی حکمت سے نتائج میں تاخیر بھی فرمائیں گے)، ہم تو تھوڑے ہی دن سے اتنا گھبرا گئے تو ان بیچاروں کی حالت تو دیکھنے والی ہوتی تھی کہ جس کو گھٹلی نکل آتی وہ بچتا نہیں تھا اور اموات اتنی کثرت سے ہوتیں تھیں کہ ابھی دفن کر کے آئے ہیں، ادھر مزید اموات ہو گئیں۔

(حاشیہ میں لکھتے ہیں) ''چنانچہ ابتداء رسالہ سے اس وقت تک ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے، بفضل تعالیٰ یہ قصبہ ہر بلاء سے محفوظ ہے کیونکہ اب تک یہ رسالہ شائع نہیں ہوا، بالخصوص امسال تمام بلاد وامصار وقری میں طاعون کا اشتداد اور امتداء رہا، اکثر جگہ رمضان کے بعد شروع ہوا اور اس وقت تک کہ ساتواں مہینہ ہے امن نہیں ہوا مگر بفضلہٖ تعالیٰ یہاں خود کچھ بھی اثر نہیں ہوا، میرا یقین پہلے سے تھا کہ یہاں طاعون نہ ہوگا مگر اب بعد مشاہدے کے ایسا ہی ہوا، تو جہاں جہاں اس کا بطریق سنت مشغلہ ہوگا ان شاء اللہ ہر قسم کا امن وسکون میسر ہوگا، آگے ہر شخص کا اعتقاد ہے، '' انا عند ظن عبدی بی '' حدیث قدسی میں ارشاد ہے''۔ (انتھی)

تو یہ نیت کی جائے کہ حضور کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ اور آپ کی احادیث مبارکہ سے توسل کر رہے ہیں، اس پر یاد آیا "حصن حصین" کے مقدمے (میں بھی ایسے ہی احوال کا تذکرہ ہے)، جب تاتاریوں نے حملہ کیا اور وہ شہر کے اندر داخل ہو گئے تو " مصنف حصن حصین " کے تعاقب میں انہوں نے آدمی دوڑائے، (مصنف مقدمے میں فرماتے ہیں کہ) '' میں نے مدرسہ و خانقاہ میں حضور ﷺ کی احادیث کا ورد شروع کر دیا، ظالم حملہ آوروں کی جانب سے مجھے بلاوے کا پیغام بھجوایا گیا لیکن میں نہیں گیا، میں نے حضور ﷺ کی احادیث کی پناہ لی''۔

(مصنف مقدمے میں مزید فرماتے ہیں) کہ '' میں نے ایک رات اندھیرے میں ایسے تیر تیار کئے جو کبھی نشانے سے خطاء نہ ہوں، پھر میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، میں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ: سخت پریشانی ہے اور رسد و سارا سامان ختم ہو چکا ہے، پورا شہر خالی اور پریشان حال ہے تو آپ دعاء کیجیے! ہم سب اس وقت شدائد شدید میں ہیں، ان ظالم فوجوں نے بغداد کا محاصرہ کیا ہوا ہے کہ نہ کوئی چیز اندر آ سکتی ہے اور نہ کوئی چیز باہر جا سکتی ہے، جتنے اناج کے ذخیرے ہیں سب ختم ہو گئے ہیں۔

تو فرمایا! میرے یہ کہنے پر حضور ﷺ نے دعاء کے لیے ہاتھ اٹھائے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں، حضور ﷺ نے دعاء فرمائی، پھر اس خواب کے تین چار روز بعد مجھے معلوم ہوا کہ تاتاری فوج کہ جس نے بغداد کا محاصرہ کیا ہوا تھا بغیر کسی سے لڑے بھڑے اور بغیر کسی مزاحمت کے شام کی طرف چلی گئی اور بغداد چھوڑ دیا ہے، تو وہ کہتے ہیں حضور ﷺ کے ہاتھ گویا کہ میری نظروں میں پھر رہے ہیں''۔

(حضرت مزید لکھتے ہیں کہ) چنانچہ اسی وجہ سے احقر آج کل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف پر ترجیح دیتا ہے اور اس کو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین میں نافع سمجھتا ہے، نیز رسالہ ہذا میں جو ذکر حالات ہوگا اس ذکر حالات سے معرفت، اور معرفت سے محبت، اور محبت سے قیامت میں معیت اور شفاعت کی امیدیں (اعظم مقاصد سے ہیں)،غرض ایسے رسالہ سے منافع ومصالح ہر قسم کے متوقع ہوئے ،ان وجوہ سے بنام خدا آج کے روز کہ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن، پہلا عشرہ ہے شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ اتمام کو پہنچا کر مقبول ونافع اور وسیلہ نجات **عن الفتن ما ظهر منها ومابطن دونوں عالم میں فرمادیں. آمین بحرمة سيد المرسلين وخاتم النبيين وشفيع المذنبين ،صلى الله عليه و بارک وسلم ابدالا بدين و دهر الداهرين.**

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ،الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم نے اس کو پہلے بھی جب اس قسم کے حالات آئے ہیں (اپنے معمولات کا حصہ رکھا نیز) حصن حصین بھی نشر الطیب (کے ساتھ شامل رہی) میں نے پڑھی اور پڑھاتا بھی رہا ہوں، اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ اوراد و وظائف اس نیت سے (پڑھیں گے) کہ اللہ تعالیٰ ہماری، ہمارے گھر کی، ہمارے اہل و عیال کی ان فتن وآفات سے (حفاظت فرمائے گا،ان شا اللہ تعالی)۔

ابھی تو کچھ فتنے ظاہر ہوئے ہیں، نامعلوم باطن میں کیا چھپے ہوئے ہیں؟ اس کے لیے آہ وزاری کے ساتھ دعاء کی جائے، ہمارے ہاں تو بحمد اللہ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ شام کی تعلیم میں ایک عرصہ سے پڑھی جاتی ہے، مستقل سیرت کی کتابیں اس طرح پڑھی جاتی ہیں کہ ایک ختم ہو جاتی ہے تو دوسری (شروع کر دیتے ہیں)، دوسری ختم ہو جاتی ہے تو

تیسری، اس طرح حضور ﷺ کی سیرت سے الحمد للہ مستقل ایک رابطہ اور ایک لگاؤ ہے اور الحمد للہ اس کی بے شمار برکات وفیوضات ہیں۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بچوں کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت میں ترقی ہوتی ہے، حضور نبی کریم ﷺ کا تعارف ہوتا ہے جہاں آپ کی خوبیاں پڑھی جاتیں ہیں، خاص طور پر ان حالات میں کہ جن سے ہم گزر رہے ہیں گھروں میں ضرور کوئی کتاب سیرت کی بچوں کو پڑھ کر سنائیں اور ان کے دلوں میں یہ بات بٹھائیں کہ یہ سیرت ہمارا بچاؤ ہے، اس کے ذریعے سے فتنوں سے اللہ تعالیٰ ہماری ان شاء اللہ حفاظت فرمائیں گے، اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۰۴)

ہر مشکل سے نجات

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت والا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اور یہ بات ایسے کہتے تھے کہ بس اس کو اپنا ہی لو، اختیار کر ہی لو اور اپنی زندگی میں داخل کر ہی لو کہ اگر کوئی بھی مشکل درپیش ہو اور اس کے حل ہونے کی کوئی صورت یا تدبیر سمجھ میں نہ آتی ہو تو اس کے متعلق سوچو مت بلکہ دل ہی دل میں اس کی دعا کرنے لگو، اس کے متعلق ایسا سوچنا کہ بس اسی کی فکر و پریشانی میں ہر وقت لگے ہیں اور اسی کو سوچ رہے ہیں (ہرگز مناسب نہیں بلکہ) بس دل ہی دل میں دعاء کرنے لگو اور بار بار دل میں پڑھو!" إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ " ،کبھی دل میں پڑھ لو، کبھی زور سے پڑھ لو، ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اس فکر سے نجات دے دے گا، سکون حاصل ہوگا اور کام بھی آسانی سے ہو جائے گا۔

حضرت اس کی نسبت اپنے شیخ کی طرف فرماتے ہوئے فرمایا کرتے کہ بھائی ہمارے شیخ نے یہ بات تو بڑے کام کی فرمائی ہے، اس کو بس اپنی زندگی میں اختیار کر ہی لو، پس دل ہی دل میں اللہ تعالی سے دعا کی عادت بنا لو! ان شاء اللہ کام بھی آسان ہو جائے گا اور اس مصیبت سے بھی نجات ملے گی اور اطمینان قلب و جمعیت قلب بھی اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ عطاء فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان مبارک و آسان اور مستند نسخوں پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(۱۰۵)

تکلیف پر" یا سلام " کا وظیفہ

یــا سلام 131 بار اول وآخر درود شریف 3،3 بار پڑھ کر جہاں تکلیف ہو وہاں ہر نماز کے بعد دم کرلیا جائے (تو ان شا اللہ نہایت مفید ہوگا، یہ ایک) آسان سا عمل ہے۔

یا سلام اللہ تعالیٰ کا اسم ہے اور (بلا شبہ) ساری سلامتیاں اسی نام کی برکت سے ہیں تو اس کی سلامتیوں کا تصور کرتے ہوئے کہ اللہ تعالی اس نام مبارک کی سلامتیاں مجھے بھی عطاء فرمائے (اس کو پڑھنا ہے) اور (بارگاہ ایزدی میں عرض کرنا ہے کہ یا اللہ) ظاہراً اور باطناً میری تمام تکالیف اور پریشانیاں دور فرما دیجیئے۔

اور (دیکھو) جہاں تکلیف ہو وہاں ہر نماز کے بعد (اس کا) دم کرلیا کرو، جیسے گھٹنوں میں تکلیف ہے یا جسم کے کسی اور حصے میں تکلیف ہے یا رات کو سوتے وقت کوئی تکلیف ہے (غرض کوئی تکلیف ہو) اس اسم مبارک کو 131 مرتبہ پڑھ کر اول آخر 3، 3 دفعہ درود شریف پڑھ لیا کرو، (یہ ایسا) آسان اور مؤثر عمل ہے جس کی بزرگوں نے تعلیم دی ہے اور ان کے مجربات میں سے (یہ ایک) ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

رمضان ومتعلقات رمضان

(۱۰۶)

استقبالِ رمضان : چند تجربے کی باتیں

سلسلہ بیانات نمبر(۱)

پندرہویں شعبان کی دعائے مسنونہ " اللهم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان " کی کثرت کرے ، اس دعاء سے (ایسی) انرجی ملے گی جو رمضان کے اعمال بجا لانے میں مدد دے گی،(کیونکہ) یہ مسنون دعاء ہے، (پھر مزید یکہ)پندرہویں شعبان کا روزہ بھی دراصل (آمدہ رمضان کے)روزوں کی ریہرسل ہے تاکہ (رمضان کے) جو روزے آگے آنے والے اور رکھے جانے والے ہیں وہ آسان ہوجائیں اور ذہن میں ایک اندازہ وخاکہ سا مرتب ہوجائے۔

(پھر دیکھو: رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی) تراویح سے متعلق یہ اہتمام کہ اس سال کہاں تراویح پڑھیں گے؟ حافظ اور سامع (کون ہوگا ؟ اور پھر اس سلسلے میں) بہتر سے بہتر (حافظ وسامع کی) تلاش وانتخاب (بھی ضروری ہے)۔

جو لوگ یہاں سعودی عرب میں مقیم ہیں وہ رمضان کے عمرے کی بھی فکر کریں، اس کے لیے پہلے سے انتظامات کرلیں، خاص طور پر رش کے دنوں میں جو مشکلات ہوتی ہیں (انہیں سامنے رکھ کر انتظام کیا جائے) تو ان شااللہ اس میں آسانی ہوگی ، (کیونکہ) رمضان کا عمرہ ایسا ہے کہ گویا حضور ﷺ کے ساتھ حج (کیا ہو)۔

(مزید یکہ) افطار کے وقت بہترین اور قیمتی کھجوروں کا اہتمام(کریں) خصوصیت سے عجوہ کھجور کا، کیونکہ وہ حضور ﷺ کو بہت پسند تھی اور آپ بڑے شوق سے

استعمال فرمایا کرتے تھے،(اس بات کا خیال بھی ضروری ہے کہ) رمضان کی تیاری کے لیے خرید وفروخت اور مہینے بھر کا سوداا اور عید کی تیاری کا سامان پہلے ہی سے کرلیا جائے تا کہ رمضان کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔

پھر اس بات کا بھی ذرا جائزہ لیجیے کہ گذشتہ رمضان میں کیا معمولات تھے؟ اور سوچیئے کہ ان کو آنے والے رمضان میں کس طرح کیا جائے؟(اس کے لیے) پندرہویں شعبان ہی سے کوشش میں لگ جائے (اور عزم مصمم کرلے) کہ آنے والے رمضان میں اور زیادہ اہتمام کے ساتھ ان معمولات کو اچھے طریقے سے اور نہایت کثرت سے (کروں گا)،مثلاً تلاوت وذکر کی کثرت ہو اور جنت طلب کرنے اور جہنم سے پناہ مانگنے (کا خوب اہتمام ہو) اس کی مشق ابھی سے یعنی پندرہویں شعبان کے بعد سے شروع کردیجیئے۔

(اعمال کے ساتھ) کثرت استغفار کی بھی آمیزش ہو، پندرہویں شعبان سے ہی کثرت استغفار شروع کردیں، چونکہ عین وقت پر (رمضان کے معمولات) میں دقت ہوتی ہے لہٰذا پہلے ہی سے اس کے عادی ہو جائیں،(کوشش کریں کہ) اس طرح رمضان میں داخل ہوں کہ آپ (اس کے شروع ہونے سے) پہلے ہی استغفار کی برکت سے پاک اور صاف ہو چکے ہوں۔

جولوگ رمضان کے مہینے میں یکم رمضان کو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں انہیں چاہئیے کہ وہ اپنی مالی حالت کا اندازہ پہلے ہی سے کرلیں تا کہ جب رمضان شروع ہو تو ان کے ذہن میں ایک مناسب رقم ہو کہ اس قدر رقم ہم نے تقسیم کرنی ہے،(یہ نہ صرف) ان کے لیے بہتر ہے (بلکہ) اس سے حسابات کے اندر (بھی) آسانی ہوتی ہے، یہ سب تجربے کی باتیں ہیں ،انہیں کر کے دیکھیئے کہ کیسے آسانیاں ہوتی ہیں، بہرحال ان چیزوں کو استعمال کیجیئے ،

یہ وہ باتیں ہیں جو لوگوں نے تجربات اور بزرگوں کی تعلیمات سے سیکھی ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ سب حضرات کو بھی اس کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۰۷)

استقبال رمضان - چند تجربے کی باتیں

سلسلہ بیانات نمبر(2)

رمضان المبارک میں کچھ تجربات کی باتیں کر رہا تھا، اسی کو آگے شروع کرتا ہوں، رمضان المبارک کے ایک ایک لمحے سے فائدہ اٹھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑیئے اور اس کے لیے ابھی سے دعاء بھی شروع کردیں کہ یا اللہ! ہمیں رمضان المبارک کے ایک ایک لمحے کے انوار و برکات عطاء فرمایئے۔

بہتر یہ ہے اور یہ میرا ایک مشورہ و تجربہ بھی ہے کہ جو رمضان میں آپ کو اپنے لیے یا اپنے بچوں کے لیے دعائیں کرنی ہیں ان کو ایک پرچے پر لکھ لیجیئے، اور پھر بچوں سے بھی، گھر والوں سے بھی اور قریبی عزیز و اقارب سے بھی کہیئے کہ جو دعائیں رمضان شریف میں آپ نے کرانی ہیں وہ ایک پرچے پر لکھ کر ہمیں دے دیں، انشاء اللہ اس کی برکت یہ ہوگی کہ بچوں کے اندر بھی دعائیں مانگنے کا شوق و ذوق پیدا ہوگا (اور بڑوں کو بھی مانگنے کا سلیقہ آجائے گا)۔

اس کے بعد اس پرچے میں سے ان کے لیے وقتاً فوقتاً دعائیں کرتے جایئے، اس طرح آپ کو ساری دعائیں ایک جگہ مل جائیں گی اور اگر مصروفیت ہو تو (فقط) یوں کہہ دیجیئے کہ یا اللہ! ان پرچوں میں جو دعائیں لکھیں ہیں ان سب کو میرے، میرے اہل و عیال، اعزہ و اقارب اور دوستوں کے حق میں قبول فرمایئے۔

پھر ان کی (اور اپنی) لکھی ہوئی (ان تمام دعاوں) کو اپنے پاس کسی فائل میں

محفوظ کرلیجیے ، میں نے الحمدللہ ایسا ہی کیا ہوا ہے اور بہت عرصہ تک کرتا رہا ہوں، چنانچہ مختلف سالوں کی وہ ساری دعائیں الحمدللہ میرے پاس محفوظ ہیں، اگر کبھی (اس بات کی) ضرورت پڑتی ہے (کہ دیکھوں کہ کون سی) دعاء کس سال اور کن حالات میں کی گئی تھی تو وہ ان پرچوں میں مل جاتی ہے، (اس طرح) دعاء میں بھی آسانی ہو جاتی ہے، پھر اس کے ساتھ پورے عالم اسلام اور امت مسلمہ کے لیے خصوصی دعائیں کرتے رہیں اور اس کا (بھرپور) اہتمام کریں۔

ایک بہت اہم اور ضروری بات یہ (بھی) ہے کہ رمضان شروع ہونے سے پہلے پندرہ شعبان ہی سے اپنا جائزہ لے لیجیے اور دیکھیے کہ عام تعلقات میں کسی کی طرف سے قلب میں کوئی گرانی تو نہیں؟ کوئی شکوہ، کوئی شکایت تو نہیں؟ آپ نے کسی کے ساتھ زیادتی تو نہیں کی؟ اگر کسی نے آپ کے ساتھ زیادتی کی ہو تو (رضائے خداوندی کی خاطر اسے معاف کردیجیے)۔

(اس سلسلے میں) ایک آسان سی ترکیب یہ ہے کہ لوگوں سے بالمشافہ گفتگو کرلیجیے یا زبانی ہی کہہ دیجیے یا پرچہ لکھ کر بھیج دیجیے کہ بھائی (چونکہ) رمضان المبارک کا زمانہ ہے (اس لیے بطور خاص) سب کے قلب صاف ہونے چاہیئے، (تو گذارش ہے کہ) آپ بھی ہمیں معاف کردیجیے اور ہم بھی آپ کو معاف کیے دیتے ہیں، (پھر) آئیندہ کے لیے کسی انتقام کا خیال دل میں نہ لائیں، ان شاء اللہ اس سے رمضان المبارک کے انوار و برکات میں جلاء ہوگی اور (خوب) فائدہ ہوگا، (کیونکہ) اگر یہ (اہتمام) نہیں کیا جائے گا تو پھر اس کے فائدے میں کمی ہوگی، یہ بڑی اہم چیز ہے (سو اس لیے اس کا خیال واہتمام بھی ضروری ہے)۔

(اور دیکھو: رمضان سے قبل) پندرہویں شعبان کے بعد ہی سے چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے اس کا بھی اہتمام کیجیئے کہ اپنے اہل وعیال، اعزہ واقارب، خصوصا امت مسلمہ، سارے مسلمانوں، اسلامی ممالک اور حرمین شریفین کی دشمنوں سے حفاظت کے لیے خصوصی دعا کریں، (خاص طور پر) اسلام کی شان وشوکت اور اس کے عروج کے بحال ہونے کے لیے دل وجان سے دعاء کریں۔

(پھر ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ) حدیث میں ہے :" من صمت نجا " جو خاموش رہا اس نے نجات پائی، لہٰذا اس رمضان المبارک میں ابھی سے عادت ڈالیں کہ غیر ضروری کلام سے اپنے آپ کو بچائیں، (طے کرلیں کہ) غیر ضروری بحث اور غیر ضروری باتیں (ہرگز) نہیں کریں گے (کیونکہ) حدیث میں ہے کہ زبان نے ہی انسان کو جہنم میں داخل کیا ہے، اس لیے اس رمضان المبارک میں بہت زیادہ اس کا اہتمام کریں ،(مزید یکہ) اپنے وقت کو (کسی صورت) ضائع نہ کریں اور گناہوں سے (بہرصورت) بچیں، اللہ تعالیٰ سے (نہایت لجاجت کے ساتھ) جنت طلب کریں اور جہنم سے (بتضرع) پناہ مانگیں، اور جیسے میں نے عرض کیا کہ ابھی سے ہی اس کی عادت ڈال لیجیئے۔

(یہ تسبیحات)" **لا الـه الا الـلـه، لا الـه الا الـلـه، استغفـر الـلـه، استـغـفـر الله** " (بکثرت زبان پر رہے اور کہتا رہے کہ) یا اللہ! جنت عطاء فرمایئے اور جہنم سے پناہ میں رکھیئے، (پس) اس کی مشق انہیں دنوں میں ابھی ہی سے شروع کردیں، ان شاء اللہ کریم اس میں آسانیاں فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے اور (خاص) دستگیری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ۔۔ آمین **یا رب العالمین**

(۱۰۸)

استقبال رمضان-چند تجربے کی باتیں

سلسلہ بیانات نمبر(3)

تجربات کی باتوں میں سے ہی ایک تجربے کی بات یہ بھی ہے کہ ماں باپ کے لیے دعاء کرنا آدمی کو بہت کام آتا ہے، اس کی برکت سے اس کی تمام دعائیں اللہ کی بارگاہ میں جلد قبول ہوں گی، یہ تجربہ کی بات ہے،(اس لیے) رمضان المبارک میں (اس کا خوب اہتمام رکھیں)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد سب سے بڑا حق والدین کا مقرر کیا ہے،لہذا اگر وہ زندہ ہیں تو ان کو خصوصیت سے ہر طرح سے آرام و راحت پہنچانے کی کوشش اور دعاء کریں، اور (اگر دنیا سے) گزر چکے ہیں تو ان کی مغفرت اور بلندی درجات کی خاص طور پر دعاء کریں۔

(غور فرمائیں: اللہ نے قرآن میں والدین سے متعلق کتنی خوبصورت دعائیں خود ہی سکھلائیں، چنانچہ فرمایا :)" رَّبِّ ارۡحَـمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيرًا " یعنی اے اللہ ان پر (ایسے ہی) رحم کیجیئے جیسے انہوں نے مجھ پر بچپن میں رحم کیا،(نیز فرمایا) "رَبَّـنَا اغۡفِرۡ لِـى وَلِـوَالِـدَىَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ يَوۡمَ يَقُومُ الۡحِسَابُ " یعنی اے اللہ: مجھ کو، میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دیجیئے ، (تو اس طرح کی)مغفرت کی دعاؤں کا (خوب)اہتمام کیجیئے ،اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کا (جس قدر)حق رکھا ہے اسے کوئی بھی ادا نہیں کرسکتا، اس لیے اس ماہ مبارک میں ان کو بھول جانا بہت بڑی بے وفائی ہے۔

اور پھر اولاد کے لیے (بھی دعاوں کا اہتمام ہونا چاہیے)، حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحبؒ عارفی فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی اولاد کے لیے دعاء نہیں کرو گے تو کون دعاء کرے گا؟ لہٰذا اولاد کے لیے بھی خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں۔

اور (دیکھیئے :) ایک بات یاد رکھیئے کہ سارے کام ایک ساتھ (مشکل ہوتے ہیں ،لہذا) اگر آپ نے شعبان غفلت میں گزار دیا اور سارے کاموں (سے پہلو تہی کرتے رہے)، نہ اس سال کا (احساس کیا) اور نہ ہی پچھلے سال کا جائزہ لیا تو پھر ایک دم یکم رمضان سے (یہ تمام) کام (ومعمولات) شروع نہیں ہو سکتے، اس کے لیے تو پہلے سے ہی مشق کی (ضرورت ہوتی ہے)، پہلے سے ہی اپنے دل و دماغ کو اس کے لیے تیار کرنا پڑتا ہے تا کہ جب آپ رمضان میں داخل ہوں تو یہ ساری چیزیں کسی نہ کسی درجہ میں آپ کے اندر پیدا ہو چکی ہوں (تو اس لیے قبل رمضان ہی ان معمولات کا اہتمام نہایت ضروری ہے)۔

(ابھی سے) استغفار کی کثرت کریں، گناہوں، گندگیوں، ناپاک اور بُری نظروں سے (بہرصورت) بچیں، اپنے قلب کی حفاظت کا خصوصی اہتمام بھی شروع کر دیجیئے تا کہ رمضان المبارک میں ان پر عمل کرنے میں آسانی ہو۔

ایک تجربے کی بات (مزید یہ بھی) ہے کہ (دیکھو) آج کل کی رائج الوقت خواہشات ومنکرات کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن ہمت کر کے کم از کم رمضان المبارک کے اندر بس ایک مہینے کے لیے چھوڑ دیں اور تہیہ کر لیں کہ یہ (جملہ منکرات وخواہشات) اور اس قسم کی دوسری چیزیں پورے رمضان پاس نہیں پھٹکیں گے تو پھر دیکھیئے کہ اللہ کی رحمت کیسے متوجہ ہوتی ہے اور کیسے آپ کے ساتھ آسانیاں ہوتی ہیں۔

یہ جو باتیں میں نے عرض کی ہیں یہ سب بزرگوں ہی سے سیکھی اور انہی کے کلام سے اخذ کی ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بلکہ تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق عطاء

فرمائے اوراس کوشش کوقبول فرمائے ،(درحقیقت یہ) محنت وکوشش اس جذبے سے کی گئی ہے کہ (بزرگوں سے منقول) یہ چیزیں (آگے) پہنچ جائیں تا کہ رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی (یہ معمولات) میرے اور آپ کے لیے نجات کا ذریعہ ہوں۔

ایک دوسری چیز یہ بھی ہے کہ ہمارے حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی ایک دوسرے کے لیے دعائیں بھی کیا کرو اور ایک دوسرے سے دعاء کی درخواست بھی کیا کرو کہ اس سے بہت نفع ہوتا ہے، اس ماہ مبارک میں تجربہ کر کے دیکھ لیجیئے، لوگوں سے بھی دعا کی درخواست کیجیئے اور خود بھی (دوسروں کے لیے دعا کا اہتمام) کیجیئے، ان شااللہ اس کے فوائد آپ خود مشاہدکرو گے، یا اللہ اس کوشش کو اپنی رحمت سے قبول فرمایئے، اے اللہ: ہمارا آنے والا رمضان آپ کی خوشنودی اور رضاء والے اعمال سے لبریز ہو اور اسے (اپنی ذات کے ساتھ) تعلق وقرب اور اپنی رضاء کا ذریعہ بنادیجیئے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۰۹)

رمضان میں قران پاک کی تلاوت کی کثرت کو ترجیح

یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رمضان سے متعلق کچھ ارشادات ہیں، اس میں حضرتؒ کے منتخب مواعظ میں سے کچھ منتخب چیزیں پیش خدمت کروں گا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک میں اس کا نفع وفائدہ حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

(چنانچہ حضرت) رمضان المبارک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی فضیلت کے بیان میں قرآن شریف کا نازل ہونا ہی کافی ہے، (ارشاد خداوندی ہے) " شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن " (پس) اس مبارک ماہ میں قرآن پاک کا نازل ہونا ہی اس کی فضیلت کے لیے بہت کافی ہے (اس کے بعد) کسی اور فضیلت کے بیان کی حاجت ہی نہیں۔

تو چونکہ رمضان وقرآن میں (باہم) مناسبت ہے اس لیے اعلیٰ درجے کی عبادت اس ماہ میں تلاوتِ قرآن تجویز کی جاتی ہے اور (ویسے بھی) تلاوتِ قرآن کی طرف اس ماہ میں میلان زیادہ ہوتا ہے، طبعیت خود بخود (تلاوت کو) چاہتی ہے، اس لیے میں اپنے احباب کو بھی مشورہ دیا کرتا ہوں کہ قرآن شریف کی تلاوت کو اس ماہ میں دوسری عبادات پر غالب رکھیں۔

میں (عام طور پر) نئے طالبین کو اس ماہ میں کچھ نہیں بتلاتا بلکہ دل یوں چاہتا ہے کہ وہ اس ماہ تلاوت ہی میں مشغول رہیں، اس تجویز کو تقویت اس سے بھی پہنچتی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام (بھی اس ماہ مبارک میں) حضور ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کیا

کرتے تھے (بلکہ) وفات کے سال دو دفعہ دور فرمایا، صحابہ اور (اتباع) امت کا بھی یہی معمول رہا ہے کہ رمضان میں ختمات قرآن کا خاص اہتمام کیا جائے۔

اور تجربے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود تلاوت کو چاہتا ہے (اس لیے) اکثر وقت کو اور جب بھی فرصت و موقع ملے قرآن شریف کی تلاوت کا اہتمام فرمائیں ،(جہاں تک ایک وقت میں تلاوت ہو جائے وہاں) نشانی لگا دیں اور جیسے ہی طبعیت میں تقاضا ہو فورا (وہیں سے) قرآن شریف کی تلاوت شروع کر دیں، پھر (جب رکیں تو پھر) نشانی لگا دیں اور پھر جب طبعیت میں رغبت ہو تو پھر اہتمام کیا جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ تلاوت کا لطف بھی آئے گا اور (فضائل بھی خوب سمیٹیں گے)

تلاوت شروع کرنے سے پہلے یہ دعاء بھی کر لیا کریں کہ یا اللہ اس تلاوت کی برکت سے میرے قلب کے اندر جو فاسد مادے ہیں وہ دور فرما دیجئے اور میرے قلب و نفس کا تلاوت کی برکت سے تزکیہ فرما دیجئے اور مجھے اس تلاوت میں یا اللہ، اپنی ذات سے ہم کلامی کا شرف، لطف اور مزہ عطاء فرمائیے، اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں مجھے بھی عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۱۱۰)

(رمضان سے متعلق حضرت عارفیؒ کے افادات)

رمضان المبارک کا پیغام ہمارے نام

الحمدللہ: ابھی ابھی جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق یہاں سعودی عرب میں آج آنے والی شام رمضان المبارک کی پہلی شام اور رات پہلی تراویح ہوگی جبکہ کل ان شاللہ پہلا روزہ ہوگا، پچھلے سال میں نے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ کے رمضان سے متعلق کچھ بیانات پیش خدمت کیے اور ریکارڈ کروائے تھے جو کہ'' انوار و انعاماتِ رمضان'' (کے عنوان سے) ''قبل رمضان و بعد رمضان '' (کے دو سلسلوں میں تھے، مزید یکہ) حضرت کی کچھ دعائیں بھی ایک نمونے کے طور پر (پیش خدمت کی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا) کہ رمضان میں کس طرح خداوند قدوس سے دعائیں مانگنی چاہیئے اور دعاؤں کی (فی نفسہ) اہمیت کیا ہے۔

یہ مضمون چونکہ عام ہے اور اللہ کی بڑی مخلوق کو اس سے نفع ہو رہا ہے اور میں نے بھی یہ اسی جذبے سے ریکارڈ کروایا تھا کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں میں تقسیم اور دین دار طبقوں میں اس کی تلقین ہو جائے (اس لئے) اب دل چاہتا ہے کہ اس سلسلے کو (مزید اشاعت و وسعت دی جائے تا کہ امت کا معتد بہ حصہ اس سے بکمالہ مستفید ہو سکے، اس لیے) آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اس کارِ خیر میں حصہ لیتے ہوئے اس پیغام کو جتنا آگے بڑھا سکیں اور اس کی جتنی اشاعت کر سکیں ضرور پہنچائیں اور اشاعت کریں، (میرے خیال میں) یہ ایک نایاب اور قابل قدر چیز ہے، اس سے فائدہ اٹھائیں

(کیونکہ) یہ رمضان کے زمانے کی قدر کی کنجی ہے۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے اور آپ حضرات کو ان (مواعظ) کو سننے، سمجھنے، پڑھنے اور اس کو آگے پہنچانے کی توفیق عطاء فرمائے، رمضان المبارک میں احقر اور میرے اہل وعیال کو بھی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ



(۱۱۱)

شب بیداری

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص رات کو اٹھ کر التجاء کرتا ہے تو میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں، اللہ اکبر، اس لیے کہ میری وجہ سے اپنی بیوی اور گرم بستر کو چھوڑ دیا یعنی اللہ کی محبت میں بیوی اور گرم بستر کو چھوڑ کر قربانی دی اور قربانی اللہ کو بہت پسند ہے (اس وجہ سے اللہ کی رضاء کا پروانہ ملتا ہے)۔

ایسی ہی ایک اور حدیث میں حضرت نے فرمایا کہ شعبان کی پندرہویں رات کی خصوصیت یہ ہے کہ اور راتوں میں تو پچھلے اوقات میں حق تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں لیکن اس شب میں یعنی پندرہویں شب میں شروع ہی سے نزول فرماتے ہیں، ہمارے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ فرماتے تھے کہ سمجھو! کہ جب آذان ہوئی پندرہویں شعبان میں تو اللہ میاں تمہارے گھر کی چھت پر آگئے (اور دینے کے لیے فرما رہے ہیں) کہ مانگو! کیا مانگتے ہو؟

تو یہ رات کو اٹھنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور یہ آخری شب میں اٹھنا کوئی آسان کام نہیں ہے (بلکہ) اس میں اپنے نفس کے ساتھ بڑی کشمکش اور مجاہدہ ہے، تو جو آدمی ان سارے مزوں کو چھوڑ کر، بستر و بیوی کو چھوڑ کر مشقت برداشت کرتا تو پھر اللہ میاں کی طرف سے قدر دانی بھی ایسی ہی ہوتی ہے، اگر آدمی کو اس قدر دانی کی لذت آجائے تو پھر یہ کام کچھ مشکل نہیں رہتے، ان کی لذت ہی اٹھنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جن کو یہ

رات کا اٹھنا (نصیب ہوتا ہے وہ یاد رکھیں کہ) یہ تو اللہ کی طرف سے ایک شاہی سواری ہے، جو اللہ کی طرف سے آتی ہے، اٹھایا جاتا ہے اور اپنی بارگاہ میں کھڑے ہونے کی توفیق دی جاتی ہے، تو یہ محض اللہ کا فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی قدر دانی اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ کریم شب بیداری کی یہ نعمت و دولت ہمیں بھی ویسے ہی عطا فرمائے جیسے کہ اپنے مقبول بندوں کو عطاء فرمائی ہے، اس میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی، ہمارے احباب کو بھی اور اہل و عیال کو بھی رات کے اٹھنے اور آہ وزاری کی صورت میں نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۱۴)

اعتکاف کا مقصود

اعتکاف کے متعلق کچھ عرض کروں گا، حضرت امام ابن قیم رحمہ اللہ کے کچھ ارشادات ہیں جن سے اعتکاف کے مقصود پر روشنی پڑتی ہے، (چنانچہ علامہ) ابنِ القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح (دراصل) دل کو اللہ پاک کے ساتھ وابستہ کر لینا اور سب کی طرف سے ہٹ کر اس کے ساتھ مجتمع ہو جانا ہے۔

(مزید یکہ) ساری مشغولیتوں کے بدلے میں اس پاک ذات سے مشغول ہو جانے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر اس طرح اس (کی ذات) میں لگ جائے کہ سب خیالات و تفکرات کی جگہ اللہ پاک کا ذکر آ جائے، حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلے میں اللہ کے ساتھ انس پیدا ہو جائے (کیونکہ) یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے گا اور اس سے اس دن کی (وحشت ختم ہوگی) کہ جس دن اللہ پاک کی ذات کے سوا کوئی مؤنس اور دل بہلانے والا نہ ہوگا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو گیا تو کس قدر لذت و راحت ہوگی (اس کا تصور بھی ممکن نہیں)۔

چنانچہ شیخ احمد صاحب رفاعی کے ملفوظ ہیں کہ اللہ کے انس کے برابر کسی چیز سے لوگوں نے راحت حاصل نہیں کی اور اللہ کو یاد کرنے کی لذت سے زیادہ کسی چیز سے (لوگوں نے) زیادہ لذت حاصل نہیں کی، (خوب یاد رکھیے کہ اللہ کے) انس سے راحت و چین ملتا ہے اور ایسی لذت بھی ملتی ہے کہ جو قلب میں سرور اور اللہ سے تعلق میں ترقی پیدا کرتی ہے، اللہ تعالیٰ ان مبارک اعمال کی ہمیں توفیق عنایت فرمائے۔

آمِین! آمِین! بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِین



(۱۱۳)

معتکفین کے لیے تحفہ

اعتکاف ہی کے متعلق مزید عرض کر رہا ہوں، اپنے بڑوں کی بات کو نقل کر رہا ہوں کہ اعتکاف بڑی اچھی عبادت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے کو خدا کے دَر پر ڈال دے اور زبان حال سے یوں عرض کرے کہ

خسر و غریب است و گدا، افتادہ در کوئے شما

باشد کہ از بہر خدا، سوئے غریباں بن گری

یعنی خسر و ایک مسافر و گدا ہے جو آپ کے کوچے میں آیا ہے، (تا کہ الطاف باری کے ذریعے) مسافر نوازی (سے بہرہ مند ہو سکے)، اے اللہ ہم اچھے یا بُرے ہیں آپ ہی کے ہیں، آپ ہی کے دَر پر آ رہے ہیں۔

اس بات کو مزید ایک شعر سے واضح کیا جاتا ہے، یہ بھی فارسی کے ایک شعر کا ترجمہ ہے، ایک غلام اپنے آقا سے کہتا ہے کہ ” آپ کو میرے جیسے غلام تو بہت مل جائیں گے مگر مجھے آپ جیسا آقا نہ ملے گا “، چنانچہ (اس شعر کو دعاوں میں دہرانے) کا اثر یہ ہوگا کہ رحم متوجہ ہو جائے گا، یہ شعر پہلے بھی بیانات میں آ چکا ہے جس میں اور بھی بہت سے مضامین کو بیان کیا گیا ہے (یہاں مقصود صرف یہی بتلانا ہے کہ اللہ کے در کو جبینوں سے رونق بخشنے والے تو بہت ہو سکتے ہیں مگر جس در سے ہم فیضیاب ہو سکتے ہیں وہ صرف ایک ہی ہے اور وہ خدا کا ہے)، اللہ تعالی اس طریقے سے بندگی کے آداب ہمیں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، (درحقیقت) اس سے اعمال میں جان پڑتی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق سے نوازے۔

آمین یا رب العالمین

(۱۱۴)

شب قدر کی عبادت کا ثواب

شب قدر میں عبادت کرنا ایک ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے (اور ایک ہزار ماہ) اسی (۸۰) سال سے بھی زیادہ (مدت پر مشتمل) ہوتے ہیں، اتنی تو عمر بھی شاذ ونادر ہی ہوتی ہے، پس اس بنا پر ایک شبِ قدر میں جاگنا ایسا ہے کہ گویا ساری عمر سے زیادہ عبادت کی، دوسرے عنوان سے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ساری عمر اور مرنے کے بعد (بھی کچھ ماہ وسال ملا کر) عبادت کرے تو جتنا ثواب اس کا ہوگا اتنا ثواب تنہا اس ایک رات میں عبادت کا ہے۔

غور کیجیئے! کہ جب ایک رات کی عبادت تمام عمر کی عبادات سے بڑھ جاتی ہے تو ضرور اس میں کوشش کیجیئے ،یعنی ہمیں دل لگا کر پورے انشراح قلبی کے ساتھ اس مبارک رات میں مشغول عبادت رہنا چاہیئے، (اس سلسلے میں) اپنے اوراد ووظائف کچھ پہلے سے منتخب کر لیے جائیں اور اس رات کو ان میں صرف کیا جائے، (کوشش کرے کہ) مناجاتِ مقبول پوری پڑھ لے، (ان طاق راتوں میں سے) کسی رات میں اگر پوری نہ پڑھ سکے تو کم از کم جو پناہ مانگنے والی سورتیں ودعائیں ہیں ان کو تو ضرور پڑھ لیں، اس لیے کہ اس وقت پناہ مانگنے والی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے (نیز) توبہ واستغفار کی بھی سخت ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں پر عمل کی تہہ دل سے اخلاص نیت کے ساتھ اپنی رضاء جوئی کے لیے توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۱۱۵)

لیلۃ القدر

سلسلہ بیانات نمبر(1)

ایک عبادت رمضان میں قابل اہتمام یہ ہے کہ لیلۃ القدر تلاش کی جائے، حدیث میں آتا ہے کہ عشرہ آخیرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرو، اگر کسی کو سب میں جاگنے کی ہمت نہ ہوتو کم از کم ستائیسویں رات میں تو ضرور جاگے یعنی اس رات میں اور راتوں سے کچھ زیادہ جاگے، (اگرچہ) تمام رات جاگنا شرط نہیں ہے، جس قدر ہو سکے (اس رات میں نفل وقضا) نمازیں پڑھتے رہیں، جب اس سے تھک جائیں تو تلاوت قرآن یا ذکر اللہ میں مشغول ہوجائیں۔

ستائیسویں رات کے متعلق بعض حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا جزم ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہے، یہی بتانا اس وقت مقصود تھا کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو جزم کے ساتھ یہی فرماتے ہیں کہ ستائیسویں رات ہی لیلۃ القدر ہے، تو (اگرچہ کوشش تو) ساری راتوں میں جاگنے کی ہونی چاہیے لیکن ستائیسویں شب میں زیادہ اہتمام سے جاگنا چاہیئے، لیکن یہ توفیق بھی بس اللہ کے فضل ورحمت سے ہی ہوتی ہے، جب تک اللہ دستگیری نہ فرمائے (ایسا اہتمام ممکن نہیں)، اللہ ہمارے حالوں پر رحم کرے اور اپنی توفیقات سے ہماری مدد فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۱۶)

لیلۃ القدر

سلسلہ بیانات نمبر (2)

حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص طور پر اس ماہ میں بعض ان دقیق رعائتوں کی طرف جو اللہ سے ملی ہیں توجہ دلائی ہے، جس سے اللہ کا شکر پیدا ہوتا ہے (اور احساس ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات) کتنی مہربان ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سختی میں نہیں ڈالنا چاہتے۔

(منجملہ دقیق رعایتوں کے ایک) دقیق رعایت یہ ہے کہ اس پر نظر فرمائی کہ رات کو کام زیادہ کرنا چاہیئے لیکن (دوسری طرف چونکہ) رات کا وقت آرام کا بھی ہے، اگر دس کی دس راتوں میں کام کریں گے تو بیمار ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے ان راتوں کو حق تعالیٰ نے عجیب طریقے سے تقسیم فرمایا ہے کہ طاق راتوں کو شب قدر بنا کر بتلا دیا کہ ایک رات میں سو جاؤ اور ایک رات میں جاگو، اور پھر ان طاق راتوں میں بھی ایسی برکات رکھ دیں کہ " الف شھر " کی خلوت سے بھی وہ نصیب نہیں ہو سکتیں جو ان راتوں میں نصیب ہو جاتی ہیں۔

اگر عقل سے ہزاروں تدبیریں کرتے اور تدبیریں کرتے کرتے مر بھی جاتے تو یہاں تک روحانی رسائی ممکن نہ تھی، اور ادراک ہوتا بھی تو کیسے ہوتا؟ کہ کوئی کیسے جانے کہ کون سے زمانے میں برکت رکھی ہوئی ہے؟ اب اسے تو کسی زمانے کے اندر کوئی برکت پیدا کرنے کی قدرت نہ تھی (تو یہ کیسے عقل کی بنیاد پر جان پاتا) پس اللہ خالق اکبر نے اپنے

فضل ورحمت کے تصرف سے برکت پیدا فرمائی اورانہیں کے بتلانے سے (اس برکت کا علم ہوا اور) معلوم ہوا کہ صاحبو! یہ برکت تم کو مفت ملتی ہے، گواب دس دن بھی باقی نہیں ہیں(گویا) تعریض ہے کہ گواب دس دن بھی باقی نہیں ہیں لیکن جو باقی ہیں ان کو ہاتھ سے نہ جانے دو، کم از کم تین دن کے لیے تو بکھیڑے چھوڑ کر مسجد میں آکر بیٹھو، اور (اگر تین دن ممکن نہیں تو) تین دن نہ سہی، ایک ہی دن سہی (اس کے لیے اپنے آپ کو پیش کردو)، میں نے ایک جگہ (یہ روایت) دیکھی تھی کہ حضور ﷺ نے ابوطالب سے فرمایا تھا کہ کلمہ بھلے میرے کان میں ہی کہہ دو، (میں اس کی بنیاد پر بارگاہ الٰہی میں سفارش کردوں گا مگر انہوں نے اس کا بھی انکار کردیا، تو اگر زیادہ ممکن نہیں تو ایک دن یا اس سے کم ہی کردو تاکہ عمل کی بنیاد تو پڑ جائے)۔

اس لیے علماء نے لکھا کہ ایک گھنٹے کا اعتکاف بھی مشروع ہے، اللہ اللہ! اگر اب بھی کوئی محروم رہے تو بہت ہی بڑے خسران کی بات ہے، (سبحان اللہ:) کیسا راستہ نکال دیا کہ (اعتکاف) ایک ہی دن کا کرلو بھائی! صرف ایک دن کا (اور اگر) یہ بھی نہیں کرسکتے تو ایک گھنٹے ہی کا کرلو تاکہ اللہ کی رحمت و انعام متوجہ ہونے کا ذریعہ بن سکے، (بھائیو) اعتکاف و شب قدر اللہ کی بہت بڑی دولت و نعمتیں ہیں، ان کی بہت ہی زیادہ قدردانی کریں اور ان میں خوب محنت کریں، اللہ خاص مدد فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۱۷)

لیلۃ القدر

سلسلہ بیانات نمبر (3)

اہتمام شب قدر

اس کے متعلق بعض چیزیں عوام میں یہ مشہور ہیں کہ شب قدر میں تمام رات جاگنا ضروری ہے، اس کے بغیر شب قدر کی برکات حاصل نہیں ہوسکتیں، (حالانکہ فی الواقع) ایسا نہیں ہے، شب قدر میں تمام رات جاگنا لازم نہیں ہے، بعض لوگ مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ شب قدر میں تمام رات جاگنا کیا ضروری ہے کہ جبھی اس کی فضیلت حاصل ہوگی؟ اور کہتے ہیں کہ شب قدر ایک خاص وقت کا نام ہے جس میں تجلی ہوتی ہے، (تو دیکھو) یہ صحیح نہیں، شب قدر میں تو تمام رات کا ہر ہر حصہ شب قدر ہے (اور اس میں تمام رات جاگنا بھی جیسے پہلے عرض کیا ضروری نہیں)۔

چنانچہ قرآن پاک میں ہے: "**حتیٰ مطلع الفجر**" اور یہ جو حدیث میں ہے کہ "**من حرم فقد حرم کلھا**" تو یہ بھی ہماری ہی دلیل ہے، کیونکہ محروم ہونا تو یہ ہوتا ہے کہ کچھ بھی نہ ملے، اور اگر کچھ مل جائے تو وہ محروم نہیں کہلاتا جیسے سائل کو ایک روپیہ یا ایک پیسہ مل جائے تو اس کو محروم نہیں کہہ سکتے، بس اگر کوئی شخص تمام رات نہ جاگے بلکہ سحری میں اٹھ کر صبح سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے اس کو بھی شب قدر کی فضیلت سے محرومی نہیں ہوگی اور جو ہمت کر کے زیادہ جاگے بیشک اس کو زیادہ فضیلت حاصل ہوگی، پس معلوم ہوا کہ فضیلت لیل کے لیے تمام رات کا جاگنا ضروری نہیں ہے بلکہ بعض علماء تو ساری رات

جاگنا (ایسے لوگوں کے لیے) ممنوع فرماتے ہیں جن کو اپنے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ زیادہ محنت کرنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ قاعدے کے ساتھ کام کرنے سے نفع ہوتا ہے، ایک شخص دو بجے جاگ کر ذکر میں مشغول ہو گیا، سر میں درد ہے، کام میں جی نہیں لگتا، نیند کے جھونکے آرہے ہیں تو یہ مفید نہیں ہے، اس شخص کو بجائے دو کے تین یا چار بجے اس وقت اٹھنا چاہیے تھا جب نیند خوب بھر جاتی ،تب جو کام کرے گا تو دماغ تازہ ہوگا ،توجہ بھی خوب ہوگی اور اس سے نفع بھی خوب ہوگا۔

شب قدر کے متعلق یہ ایک ضروری مضمون تھا جس کو بیان کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ و فہم اور ان بزرگوں کی صحبت عطاء فرمائے تا کہ دین کی فہم (ان حضرات کی مبارک صحبتوں سے بکمالہ) ہمارے اندر منتقل ہو۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆

(۱۱۸)

عارف کی عید

عید کی حقیقت پر بات ہو رہی تھی کہ وہ کیا ہے؟ عید کی حقیقت یہ ہے کہ گناہ وخطائیں معاف ہوگئیں اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے، اللہ کی رضاء جوئی کے لیے ہم نے جو محنتیں کیں تھی وہ اللہ کے ہاں قبول ہوگئیں، اور انعامات واحسانات سے ہماری جھولیاں بھر دی گئیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! اسی کو ظاہر کرنے کے لیے کہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ نے ان سب خوشیوں کو ایک قطعہ میں ظاہر کر دیا ہے، یہ فارسی میں ہے، اس کے ایک ایک مصرعے کا ترجمہ پیش خدمت ہے تاکہ سب لوگوں کو فائدہ بھی ہو اور لذت بھی آئے۔

چنانچہ حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں!

؎ عیدگاہِ ماغریباں کوئے تو

کہ ہم غریبوں کی عیدگاہ تو آپ کا کوچہ ہے، جیسے ہم نماز پڑھنے جاتے ہیں، تو آپ کا کوچہ ہماری عیدگاہ ہے۔

؎ انبساط عید دیدن روئے تو

اور ہماری عید کی خوشی وانبساط آپ کے چہرے کو دیکھنا اور اس کی زیارت کرنا ہے، یعنی ہم غریبوں کی عیدگاہ اے محبوب: آپ کا کوچہ ہے اور ہماری عید کی خوشی آپ کا مشاہدہ وزیارت ہے۔

؎ صد ہلالِ عید قربانند کنم

میں عید کے سو 100 چاند آپ پر قربان کردوں

؎ اے ہلال عیدِ ماخم ابروئے تو

اے محبوب آپ کا چہرہ انور ہماری عید کا چاند ہے، آپ کی ابروئیں ہمارا عید کا چاند ہے (پس میرے محبوب) میں عید کے سو 100 چاند آپ پر قربان کردوں کہ آپ کا چہرہ انور ہی ہماری عید کا چاند ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ گویا یہ قطعہ سارے وعظ کا میزان اور حاصل ہے کہ انبساط عید یعنی عید کی خوشیاں و مسرتیں اللہ تعالیٰ کی محبوب ذات کے لقاء کے شوق وجذباتِ محبت (کے مرہون منت ہیں، اور اسی) سے قلوب میں فرحت وسرور پیدا ہوتا ہے۔

حضرت مزیدؒ فرماتے ہیں! اب اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجیئے کہ عیدِ حقیقی بھی ہمیں میسر ہو، جس عیدِ حقیقی اور اس کی لذت کا ذکر اوپر آ گیا وہ عید حقیقی ہمیں بھی میسر ہو، (فرمایا) اس کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ (عید آنے تک رمضان کے جو) دو چار روز رہ گئے ہیں ان میں خوب مجاہدہ کرلو! ان شاء اللہ تعالیٰ مشاہدے کی قابلیت اور عیدِ حقیقی میسر ہوجائے گی۔

جب (عید کی حقیقت) معلوم ہوگئی اور پتہ چل گیا کہ عید دراصل کیا ہے تو اس شعر کو بھی اب سمجھ سکتے ہیں جس کا مشہور مصرع ''ہر روز روزِ عید نیست، کہ حلوہ خورد کسے'' ہے یعنی ہر روز عید نہیں ہوتی کہ کوئی شخص حلوہ کھایا کرے تاہم آپ ہر روز عید منا سکتے ہیں کیونکہ وہ عیدِ حقیقی ہے جو حق تعالیٰ کی محبت کی صورت ہوتی ہے اور وہ ہر وقت میسر ہوسکتی ہے،

اس شعر کو سامنے رکھ کر آپ ایک دوسرے مصرع کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ:

''ہر شب شبِ براءت ہے اور ہر روز، روزِ عید''۔

خوب سمجھ لو! کہ رمضان المبارک کے یہ لمحات اللہ کی محبت کی شراب پینے اور محبت کی مستیوں (میں اشتغال کے لمحات ہیں، چنانچہ) ایک بزرگ بھی یہی فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا یہ مہینہ عیش وعشرت اور اللہ تعالیٰ کی مستیوں ومحبتوں کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں یہ باطنی دولتیں نصیب فرمائے۔

اسی کو آگے فرمایا ہے کہ "یہ ہے عارف کی عید" یعنی عارف کی عید مختلف ہوگی، یہ کھانے، پینے اور کپڑے پہننے سے نہیں ہوتی بلکہ عارف کی عید تو اس کے قلب میں اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو جانے کا نام ہے، (کیونکہ عارف اعمال رمضانیہ کی برکت سے) اللہ کی محبت اور اس پر ایمان و یقین میں اضافہ و زیادتی عید کے دن میں مشاہد کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے ایمان و احسان میں اللہ نے ان معمولات کی برکت سے کیسی جان ڈال دی اور کیسی قوت عطاء فرمائی، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی عید اور ایسے اعمال عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۱۱۹)

عید ضیافت حق کا دن ہے

عید الفطر سے متعلق کچھ متفرق مضامین پیش کرتا ہوں، جو ان شا اللہ قلبی سکون و فرحت کا ذریعہ ہوں گے، پہلی بات یہ ہے کہ عید کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ ضیافتِ حق کا دن ہے، یہ اللہ کی جانب سے اپنے ان عشاق کی مہمانی ہو رہی ہے جنہوں نے تیس روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ ان تیس روزوں کے بعد ''افطار کبیر '' یعنی عید کے دن اپنے ان مقبولین ومحبوبین کی ضیافت فرماتے ہیں۔

یہ ضیافت بھی پھر دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تو ظاہری یعنی کھانا، پینا، مونگ پھلی، سویاں، کھجوریں (وغیرہ کی صورت میں) اور دوسری '' انعام باطنی '' (کی شکل میں ہوتی ہے) اور وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا (حاصل ہونا ہے جس کے حقیقی احساس) کا تعلق دل سے ہے اور جس کی وجہ سے دل میں اللہ کی محبت (پیدا ہوتی ہے، پس یہ) اللہ کی محبت کی صورت ملنے والا انعام باطنی ضیافت ہے (جو اللہ اپنے مقبولین کی فرماتے ہیں)، اب ظاھری ضیافت کا علم تو ہر ایک کو ہے مگر باطنی ضیافت جو اللہ کی محبت کی صورت میں ہوتی ہے اس کا احساس صرف مقبولین ہی کو ہوسکتا ہے، تو یہ دو ضیافتیں و دعوتیں ہوئیں جو روزوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین ومحبوبین کو نصیب فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس محبت کو سمجھنے اور اس سے لذت حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۱۲۰)

عید کا تحفہ

عید الفطر کی رات کا نام آسمانوں پر "لیلۃ الجائزۃ" ہے یعنی انعام کی رات، اس رات میں اللہ کی طرف سے آسمان پر اس کا نام "لیلۃ الجائزۃ" لیا جاتا ہے، جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں اور وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے کہ جس کو جنات و انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے امت محمد ﷺ! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطاء کرنے والا اور بڑے بڑے قصور معاف کرنے والا ہے۔

پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے، اس پر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضاء و مغفرت عطاء کردی اور ان سے راضی ہو گیا۔

پھر بندوں سے خطاب ہو کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، آج کے دن میں اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطاء کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا اور ان کو چھپاتا رہوں گا، میری عزت کی قسم،

میرے جلال کی قسم، میں تمہیں مجرموں و کافروں کے سامنے رسوا و فضیحت میں مبتلا نہ کروں گا، بس! اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ! تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا۔

پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن یعنی عید کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے اور کِھل جاتے ہیں "**اللھم اجعلنا منھم**"، اللہ میاں ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کرے اور ہمیں خوشیوں و مسرتوں کی عید نصیب کرے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

(۱۲۱)

عید عطیہ شاہی ہے

عید عطیہ شاہی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں دو چیزیں، دو نعمتیں اور دو انعامات عطاء فرمائے، ایک حِسّی عید اور ایک باطنی عید، حِسّی تو ظاہر ہے کہ جن چیزوں سے آدمی افطار کرتا ہے، شربت، کھجور، مرچیں اور دوسری لذیذ چیزیں (ان کے کھانے اور دیگر خوشیاں منانے سے ہوتی ہے) یہ تو عید وخوشی کی ظاہری صورت وظاہری نعمت ہے (مگر) اس سے بڑھ کر ایک باطنی نعمت و باطنی عید ہے، یہ وہ نعمت ہے جس کو آدمی روزے وافطار کے وقت اپنے قلب کے اندر محسوس کرتا ہے۔

(یہ باطنی نعمت) متصل ہے اس نعمت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی لقاء وزیارت کی صورت میں ہوگی، دنیا میں تو اس کا ایک معمولی، ضعیف وکمزور سا ذرہ (دیا جاتا) ہے مگر آخرت میں یہ بہت قوی ہوگی، تاہم پھر بھی دنیا میں بھی اس باطنی نعمت کی صورت کچھ نہ کچھ لطف ومزہ ضرور حاصل ہوجاتا ہے، وہ لطف ومزہ دراصل محبتِ الٰہی کا وہ جوش ہوتا ہے جو دلوں میں موجزن ہوتا اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا دیوانہ بناتا ہے، اسی کا دوسرا نام اللہ کی محبت ومعرفت ہے۔

عید کے دن اللہ تعالیٰ ایسے قلوب میں اپنی (خصوصی) پہچان ولذت نازل فرماتے ہیں مگر اسی دل میں جس کو اللہ دل جانتے ہیں، تو (بھائیو) مسلمان کا اصل سرمایہ یہی باطنی لذت ہے جو اسے عید کے دن سارے اعمال میں محسوس ہوتی ہے اور اس کی طبیعت میں ایک فرحت وسرور پیدا ہوتا ہے۔

(بلاشبہ) ہماری یہ عبادات (وعیدین) اللہ کا بہت بڑا انعام ہیں، یہ وہ عطیہ شاہی ہیں جس سے ہمارے قلوب کے اندر راحت و سرور پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان انعامات کی قدر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمیں صحیح عیداور اس کی حقیقی خوشیاں و مسرتیں نصیب فرمائے۔

آمِیۡن! یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ



قبل رمضان وبعد رمضان حضرت عارفی رحمہ اللہ کے ارشادات وافادات

(۱۲۲)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (1)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس عارفیہ: 22 شعبان المعظم 1393 ہجری بمطابق جون 1973 عیسوی بروز جمعہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات جو قبل رمضان و بعد رمضان انوار و برکات سے متعلق ہیں حضرت کے بڑے عجیب وغریب مواعظ اور نہایت نفع کی چیز ہیں، میں خاص طور پر ان کو رمضان المبارک کے آنے سے پہلے پڑھتا ہوں، یہ میرا معمول ہے اور لوگوں سے بھی کہتا ہوں اور ان کو پڑھنے کی ترغیب بھی دیتا ہوں، الحمدللہ اس کے بڑے عظیم الشان فوائد محسوس ہوتے ہیں، اس لیے میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت کے ان مواعظ میں سے منتخب ارشادات آپ حضرات کی خدمت میں بھی پیش کردوں تا کہ آپ بھی اس سے متنبہ اور فائدہ مند ہوں، اسی جذبے سے میں یہ کچھ چیزیں ریکارڈ کرواؤں گا، اللہ تعالیٰ ان مبارک تعلیمات پر مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

فرمایا: یہ شعبان کا آخری جمعہ ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہفتے کے بعد ماہ مبارک رمضان شریف کا آغاز ہو رہا ہے، کاش ہم کو اپنے ایمان کی عظمت اور قدر و منزلت کا احساس ہوتا تو اس ماہ مبارک کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ ہمارے ضعف ایمان اور ناکارہ اعمال کو ازسرِ نو قوی اور کامل ترین بنانے کے لیے رمضان کے چند گنتی کے اعمال اور چند گنتی کے دن ہمیں

عطاء فرمائے، اس لیے ان کو غنیمت سمجھ کر بڑے ذوق شوق کے ساتھ ان ایام معدودہ کی قدر کرنی چاہیئے۔

اے اللہ آپ کا بہت بڑا انعام واحساں ہمارے اوپر ہوا کہ آپ نے ہمارے اوپر روزے فرض فرمائے تاکہ ہمارے ایمان قوی ہو جائیں اور ان کا ضعف دور ہو جائے اور اس کے ذریعے سے ہمیں اللہ تعالیٰ سے پھر از سرنو کامل تعلق پیدا ہو جائے اور یہ لمبے چوڑے دن نہیں چند گنتی کے دن ہیں، شروع ہوتے ہیں اور شروع ہوتے ہی ختم بھی ہو جاتے ہیں، اس کا پتا بھی نہیں لگتا لہٰذا ان دنوں اور ان ایام معدودات کی قدر کرنی چاہیئے۔

یوں تو اللہ جل شانہ نے ہماری دنیا وآخرت کے سرمائے کے لیے ہم کو چند فرائض اور حقوق واجبہ کا مکلّف بنایا ہے مگر اس ماہ مبارک میں چند نوافل ومستحبات کے اضافے کے ساتھ ہم کو زیادہ سے زیادہ حلاوت ایمانی، ایمان کی پاکیز گی اور اپنے حصولِ رضا کا موقع عطاء فرمایا، اس کی قدر کرو! اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ! اس کے شروع ہونے سے پہلے اپنے ظاہری وباطنی اعضاء کو خوب توبہ واستغفار سے پاک صاف کرلو! یعنی پندرہ شعبان کے بعد استغفار کی کثرت کرو! گناہوں کی معافی مانگتے رہو، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے محبوب نبی رحمت ﷺ کی امت پر اس لیے یہ احسان فرمایا کہ ان کے محبوب ﷺ اپنی امت کے فائز المرام ہونے پر خوش ہو جائیں کہ یہ دیکھیئے: میری امت کو ایسے ایسے درجے ملے (تاکہ) آپ ﷺ خوش ہو جائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس اعلان کا مصداق بنیں وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ " .

اس لیے ہمارے بھی ذمے شرافت نفس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ اور اپنے آقائے نامدار نبی رحمت ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حتیٰ الامکان کوئی دقیقہ

فروگذاشت نہ کریں، اللہ کو بھی راضی کرنا ہے، ان کے رسول ﷺ کو بھی راضی کرنا ہے، حتیٰ الامکان کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں، اس لیے ہم اس وقت عہد کرلیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس ماہ مبارک کے تمام لمحات اور شب و روز نہایت ہی اہتمام میں گزاریں گے، ابھی چند روز باقی ہیں، ہم ابھی سے اس کی تیاری شروع کردیں۔ آمین، اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

یہ جو باتیں حضرت نے بیان فرمائی ہیں یہ بالکل عملی، تحقیقی اور پریکٹیکل باتیں ہیں، یہ تھریٹیکل چیزیں نہیں ہیں، ان پر تو جب آدمی عمل کرے گا تب ان کے فوائد و برکات محسوس کرے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان مبارک تعلیمات کے اوپر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۲۳)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (2)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی صاحب نور اللہ مرقدہ کے ارشادات رمضان سے متعلق چل رہے ہیں، اسی سلسلے میں حضرت نے فرمایا! کہ جب رمضان شروع ہو تو احتیاط اس بات کی کرو کہ ظاہری و باطنی گناہوں سے بچیں گے اور کرنے کا کام یہ ہے کہ اہتمام کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نیک کام کریں گے، تو اہتمام زیادہ سے زیادہ نیک کام کا کرنا ہے اور احتیاط ظاہری و باطنی گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کرنی ہے اور عبادت و اطاعت میں مشغولیت میں اپنا وقت گزاریں گے۔

(یاد رکھنا ہے کہ) یہ تو سب دن اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، ہر وقت، ہر آن ان کی رحمت شامل حال اور ان کی مشیت کارفرما ہے، پس ہماری تمام عبادات و اطاعت انہیں کے لیے ہے، وہی ہم کو دنیا و آخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمائیں گے، اللہ ہی کے لیے اعمال ہیں کہ اللہ ہی کے حکم سے ہو رہے ہیں اور اس کا صلہ بھی اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق عطاء فرمائیں گے، مگر اُمتیانِ نبی رحمت ﷺ کے ساتھ ان کا لامتناہی احسان خصوصی یعنی خاص معاملہ جو صرف اس امت کیساتھ مخصوص ہے دوسری امتوں کے لیے نہیں یہ بھی ہے کہ فرمایا: یہ رمضان کا مہینہ میرا ہے اور اس کا صلہ بھی میں خود دوں گا۔

سبحان اللہ کیسی خصوصیت ہے؟ اپنے نبی رحمت ﷺ کی امت سے حالانکہ سب

مہینے ان کے ہیں مگر اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لیے فرمایا گیا کہ میرا مہینہ ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اس کے ایک معنیٰ تو یہ ہیں کہ جو صلہ واجر اس ماہ کے اعمال کا ہوگا وہ بے حدو بے حساب ہوگا اور یہ بے حدو بے حساب ہونا اللہ تعالیٰ علیم وخبیر کے علم میں ہے، اللہ ہی جانتا ہے اس لیے فرمایا: "اَلصَّوۡمَ لِیۡ وَاَنَا اَجۡزِیۡ بِہٖ " کہ روزے میرے لیے ہیں اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے یہ لکھا کہ بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور اس کے بدلے میں میں اپنا آپ انہیں دوں گا، تو اس سے بڑی اور کیا چیز چاہیئے؟ کہ اللہ تعالیٰ اپنا آپ عنایت فرمائیں گے، تو اس مہینے میں اعمال کا خوب اہتمام کریں، ان سب احسانات وانعامات کا جو ہمیں مل رہے ہیں ہمارے اوپر بھی فرض ہے کہ شکر و وفاداری و اظہار شکر گزاری سے کریں اور احسان شناسی کے اس جذبے کو خوب قوی کر کے عزم کر لیں کہ ان شاء اللہ ہم جو کوئی بھی عمل کریں گے وہ خالصۃ "للہ رب العالمین" ہی ہوگا، کسی دوسرے کی آمیزش اس میں نہ ہوگی، یہ مکمل اعمال صرف اور صرف آپ سے ہی اجر کی امید پر بجالانے کی کوشش کریں گے۔

اور کوشش بھی ایسی کہ کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے، انتہائی کوشش کریں گے اور جو نہ ہو پائے تو اس پر توبہ واستغفار سے اس کی تلافی کریں گے، توبہ واستغفار تو مؤمن کا شعار ہے، اس سے قلب کی صلاحیتیں درست ہوتی ہیں اور اللہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم کچھ بھی کریں گے وہ "للہ رب العالمین" ہی کریں گے، جتنا قوی عزم ہوگا اتنے ہی اعمال کے نتائج مرتب ہوں گے۔

یہ دعاء کیجیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہینے میں عافیت کاملہ عطاء فرمائے، بیماریوں،

تشویش اور پریشانیوں سے ہمیں اللہ محفوظ رکھے تاکہ ہم یکسوئی کے ساتھ روزہ رکھ سکیں ورنہ سارے روزے انہیں چیزوں میں الجھے ہوئے گزر جائیں گے اور کچھ کام نہ ہو سکے گا، (یاد رکھو کہ) عافیت بڑی نعمت ہے، اللہ سے عاجزی وانکساری کے ساتھ عافیت طلب کیجیئے۔

حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے میرے چچا جان! عافیت کی دعاء کثرت سے مانگا کیجیئے، حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب فرماتے تھے کہ عافیت ہمارے ایمان کی محافظ ہے، ہماری عافیت فوت ہوگی تو سب سے پہلی ضرب ہمارے ایمان پر پڑے گی تو اس کا عزم کرلیجیئے پھر "توکل علی اللہ"، کریں تو ان شااللہ اللہ کی مدد شامل حال ہوگی، اسے کرکے دیکھیئے، آپ اس کو خود مشاہد کریں گے، اللہ کے ہزارہا بندوں کا تجربہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے اور آپ کو بھی توفیق دے کہ اس ماہ مبارک کے ایک ایک لمحہ سے فائدہ اٹھاسکیں، اگر کسی کے دل میں سوال ہو کہ ایک ایک لمحہ سے کیسے فائدہ اٹھائیں؟ تو (عزیزو) تم اپنا کام شروع کرو، جو کر سکتے ہو، آگے کام کروانا تو اللہ میاں کا کام ہے، اس طرح ایک ایک لمحہ کے انوار و برکات رمضان میں دائر ہیں، اللہ ہمیں قدردانی کی، فائدہ اٹھانے کی، محنت کرنے کی، جدوجہد کرنے کی، اور ظاہری و باطنی گناہوں سے ہر طرح بچنے کی اور اپنے اہل وعیال کو بچانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۲۴)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (3)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تہیہ کر لیجیئے کہ پاکیزہ اور محتاط زندگی گزارنی ہے، آنکھوں کا غلط استعمال نہ ہونے پائے، سماعت میں فضول باتیں نہ آنے پائیں، بے کار باتوں میں مشغول نہ ہوں، اخبار بینی سے زیادہ شوق نہ بن پائے، اس کے علاوہ تمام غیر ضروری تعلقات بھی کم کر دیں، ایسی تقریبات میں شریک نہ ہوں جہاں شریعت کے خلاف کام ہو تو ان شاء اللہ پاک صاف رہیں گے۔

تو یہ ناپاکی کے ذرائع ہیں ان میں شرکت سے اجتناب کریں، یاد رکھو! ناپاکیوں کے ساتھ اللہ سے صحیح تعلق پیدا نہیں ہوسکتا، یہ اصولی اور کھری بات ہے، اللہ سے تعلق چاہتے ہو تو پہلے ان ناپاکیوں کو دور کرو، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ سے میں نے سنا کہ وہ فرماتے تھے: میں جب غسل کرتا ہوں، سر پر صابن ملتا ہوں تو میں دعاء کرتا ہوں کہ اے اللہ اس دماغ کے اندر جتنی باتیں فضولیات ولغویات اور فتنے وپریشانیاں ہیں (سب ختم فرمادیجیے) اور اے اللہ: جس طرح میں ظاہری غسل کر رہا ہوں اس طرح اس کے ساتھ ساتھ میرے دل ودماغ اور باطن (کو بھی غسل دے دیجیے)۔

یاد رکھیئے! گناہ بھی کرتے رہیں اور پھر اللہ میاں بھی مل جائیں تو (یہ ممکن نہیں)

نیک اعمال کے انوارات و اثرات اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے (جب تک معاصی بالکلیہ ترک نہیں ہوں گے)، اللہ تعالیٰ اہتمام کے ساتھ اپنی نافرمانیوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے، یہ اس وقت ہمارا بلکہ پوری امت کا بڑا مسئلہ ہے، امت جب تک گناہ نہیں چھوڑے گی اس وقت تک پناہ نہیں لے سکتی، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۲۵)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (4)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پچھلی دفعہ عرض کیا تھا کہ ناپاکیوں کے ساتھ اللہ سے صحیح وقوی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا، حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نوراللہ مرقدہ اسی بات کو سمجھانے کے لیے ایک مثال دیا کرتے تھے کہ ایک بڑا ٹرک چلا جارہا ہو جس کے اندر عمارتوں کا ملبہ اوراس قدر بدبودار چیزیں ہوں کہ پاس کھڑا ہونا مشکل ہو، ساری غلاظتیں اس پرلدی و پڑی ہوئی ہوں ،وہ آگے جارہا ہو اوراس کے پیچھے ایک ایسا ٹرک ہو جس کے اندر خوشبوئیں اوراچھی اچھی چیزیں دیکھنے کے لائق ، دلکش اور طبیعت کو خوش کرنے والی ہوں، مگر جو (گندگیوں ونجاستوں والا) ٹرک آگے جارہا ہے وہ اس (خوشبوؤں والے ٹرک) کو آگے نہیں نکلنے دیتا، اور ٹیک نہیں کرنے دیتا تو (اندریں حالات خوشبوؤں والے ٹرک کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور نہ ہی کسی کو خوشبو کا احساس ہو سکے گا)۔

(فرمایا، پس یہی مثال نیکیوں و برائیوں کے ارتکاب کی ہے) گناہوں کی وجہ سے (غلاظتوں ونجاستوں کا) ٹرک جب تک آگے جارہا ہو اس وقت تک (نیکیوں والا خوشبوؤں کا ٹرک کچھ مفید نہ ہوگا)اور نیکیوں کے فائدے ظاہر نہیں ہوں گے،اس لیے ارتکاب معاصی کو ترک کر کے جب ہم (نجاستوں والا ٹرک راستے سے ہٹائیں گے) تو پھر دیکھنا کہ نیکیوں والا ٹرک کیسے (منزل کی جانب) سبقت کرے گا پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں

اس ماہ مبارک رمضان المبارک میں اپنے فضل وکرم سے یہ ایک موقع عطاء فرمایا ہے کہ ہم اپنی نیکیوں کے ٹرک کو آگے بڑھائیں اور گناہوں کے ٹرک کو (راستے سے ہٹائیں) تاکہ ہم نیکی، اسلام اور ایمان کی شاہراہوں پر دوڑتے چلے جائیں۔

(گویا حکم ہے کہ) نیکیوں کی طرف دوڑو! نیک اعمال وخیرات کی طرف سبقت کرو! اللہ نے ہم گنہگار وغفلت زدہ بندوں کو پھر سے یہ موقع دیا اور متنبہ کردیا ہے کہ جیسے ہی رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو تم عمر بھر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف کروانے کے لیے اللہ میاں سے استغفار وتوبہ کر کے معافی مانگ لو تاکہ تمہارا اپنے مربی حقیقی سے صحیح وقوی تعلق پیدا ہوجائے اور درمیان میں جو رکاوٹ وحجاب گناہوں کا ہے وہ ختم ہوجائے اور تمہارا براہ راست اللہ سے تعلق پیدا ہوجائے۔

لیکن اگر تم نے مغفرت ورحمت کاملہ کی قدر نہ کی تو تمہاری تباہی وبربادی میں کوئی کسر باقی نہیں رہی گی، اب اس اعلان پر بھی کون ایسا بدنصیب ہوگا جو اپنے آپ کو محروم رکھنا چاہے گا، اس لیے ہم یقیناً بڑے خوش نصیب ہیں کہ رمضان المبارک کا یہ مہینہ اللہ کی جانب سے پاکی وصفائی حاصل کرنے کے ایک موقع کی شکل میں پھر سے پا رہے ہیں، اللہ کریم اس ماہ مبارک کی تمام برکات، انوارات وتجلیات سے ہمیں مالامال فرماتے ہوئے بھرپور اعمال کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۲۶)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (5)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جی بھر کر دو دن، تین دن، چار دن یا پانچ دن عمر بھر کے اپنے تمام گناہ جتنے یاد اور تصور میں آسکیں اور جہاں جہاں نفس وشیطان سے مغلوب ہوئے ہوں چاہے وہ دل کا گناہ ہو، زبان کا ہو، یا کان کا ہوان سب پر انتہائی ندامت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں توبہ کرو اور اپنا مکمل حال اللہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے عرض کرو! کہ یا اللہ: ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے، آپ ہم کو معاف فرما دیجیئے۔

سچی توبہ "توبۃ النصوح" اللہ کے سامنے پیش کرو! کہ یا اللہ! ہم سے غفلت و نادانی اور نفس وشیطان کی شرارت کے سبب عمداً وسہواً جو بھی گناہ کبیرہ صادر ہوئے، جن کا نتیجہ دنیا وآخرت کی (بلاشبہ) تباہی ہے اور جن کی شامت اعمال کا خمیازہ ہم روز بھگت رہے ہیں وہ سب آپ اپنی مغفرت کاملہ ورحمت واسعہ سے معاف فرما دیجیئے۔

ہم نہایت ندامت قلب اور آپ کی بارگاہ میں منت وسماجت کے ساتھ دست بدعاء وسر بسجدہ ہیں (اور زباں سے گویا ہیں کہ) " رَبَّنَا ظَلَمۡنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الۡخَاسِرِينَ "، اے اللہ: (میرے نامہ اعمال میں) ہر وہ بات جو قابل مواخذہ ہو خواہ قبر وحشر میں ہو یا برزخ وپل صراط میں (الغرض) جہاں بھی مواخذہ ہو سکتا ہو سب معاف کر دیجیئے، یا اللہ: ہمیں اب ایسی نئی زندگی عطاء فرمائیں جو حیات طیبہ

ہواور اعمال صالحہ کے ساتھ ہو، یا اللہ: ہمارے ایمان کو مضبوط وقوی بنا دیجیئے۔

(عزیزو) یہ ہے اللہ سے رجوع کا طریقہ کہ اپنا حال واحوال عاجز و بے بس ہو کر خدا کے سامنے پیش کیجیئے، (اس پر) یقیناً اللہ کی رحمتیں ہماری طرف متوجہ ہوں گی، خاص طور پر رمضان میں کہ جب اللہ کی رحمت دھواں دار برستی ہیں، پس ان سب چیزوں کو حرز جاں بنانے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۲۷)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر(6)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان شاء اللہ تعالیٰ حسب وعدہ الٰہی یہ دعائیں ضرور قبول ہوں گئیں، اب خبر دار! اپنی گزشتہ غفلتوں و کوتاہیوں کو اہمیت نہ دینا اور مایوس و نا امید نہ ہونا ان شا اللہ حسب وعدہ سب گناہ معاف ہو جائیں گے، کیسا بڑے سے بڑا کبیرہ گناہ کیوں نہ ہو سب معاف ہوگا لیکن ہاں چند گناہ ایسے ہیں جن کی معافی مشکل ہے (اس لیے ان کی بابت فکرمند رہنے کی ضرورت ہے)۔

(دیکھو) مسلمان ایسا مشرک تو ہوتا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کر دے، لیکن کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ پریشان ہو کر عالَم اسباب کی کسی قوت کو مؤثر سمجھ لیتا اور دنیاوی مسائل و ذرائع کے سامنے جھک جاتا ہے جیسے بالفرض دفتر میں کسی افسر نے کہہ دیا کہ ہم تمہیں نکال دیں گے تو اب آدمی اس سے متاثر ہو کر اس کی خوشامد کرنے لگے اور عاجز ہو کر یہ کہے کہ میں تو مر جاؤں گا، میرے تو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، مجھے کون دیکھے اور کون سنبھالے گا؟ آپ ہی اس وقت میرے مائی باپ ہیں، تو کسی کے سامنے اس طرح جھکنا یہ مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔

(بھائیو) مسلمان تو صاحب ایمان ہوتا ہے، اس کو اللہ نے ایمان کی دولت دی ہوتی ہے، اسے تو اللہ پر توکل و اعتماد چاہیئے نہ کہ مخلوق کے آگے اپنے آپ کو ذلیل کرے، تو

جس طرح (تقاضائے ایمان ہے اس طرح) ایک مؤمن کو بھی (کسی کے سامنے) نہ جھکنا چاہیئے، یا اللہ آپ سب لغزشیں معاف کردیجیئے۔

(امید رکھیے کہ) بس اب رحمت و مغفرت کا معاملہ ہوگیا، اب ان کی رحمتِ واسعہ اور اعمال کی شارع کھل گئی تو چلو! اس کے اوپر اللہ کے قرب اور اس کی رضاء کی طرف دوڑو اور اس کے پسندیدہ اعمال کو بجالاؤ، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے، اللہ کی توفیق کے بناء انسان عاجز و محتاج ہے (اور اس وقت تک) کچھ نہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ خصوصی دستگیری نہ فرمائے، رمضان المبارک میں تو اللہ تعالیٰ ہر مؤمن و مسلم کی خصوصی دستگیری فرماتے اور رمضان کے اعمال بجالانا آسان فرمادیتے ہیں (اس لیے بطور خاص دعا ہو کہ) اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بھی آسانی والا معاملہ فرمایئے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۲۸)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (7)

بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کے اعتقاد پر اصرار کیا جائے تو وہ نیک اعمال کو برباد کر دیتے اور ان کی روح سلب کر دیتے ہیں، انہی اعمال میں سے مثلاً ایک عمل (وعادت) یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے (اپنے دل میں) کھوٹ و کینہ رکھے (یاد رکھیے کہ کینہ) رکھنے والوں کے متعلق حدیث میں ہے کہ ایسا شخص شب قدر کی تجلیات و مغفرت اور قبولیت دعاء سے محروم رہ جاتا ہے۔

عالَم تعلقات میں اپنے اہل وعیال، عزیز واقارب، دوست واحباب سب پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ ان میں سے کسی کی طرف سے (تمہارے) دل میں کسی قسم کی کھوٹ وغصہ تو نہیں؟ اس کی طرف سے قلب میں کوئی گرانی تو نہیں؟ کسی کی حق تلفی تو نہیں ہوئی؟ کسی کو ہماری ذات سے تکلیف تو نہیں پہنچی؟ (اگر پہنچی ہے تو فوراً ان سے معافی مانگ کر اپنے دل سے تکدر دور کرنا ضروری ہے، کیونکہ) اللہ پاک اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک کہ ان کی مخلوق ہم سے راضی نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کا حضرتؒ گویا ایک اصول وکلیہ بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک راضی نہیں ہوتے کہ جب تک اس کی مخلوق ہم سے راضی نہیں ہو جاتی، پس دیکھو اگر تم اس معاملے میں حق بجانب ہو اور دوسرا باطل پر ہو تو تم اگر اللہ پاک سے مغفرت چاہتے ہو تو اس کو معاف کر دو، اور اگر تم سے زیادتی ہوئی ہو تو اس سے جا کر معافی مانگو، اس میں کوئی شرم کی بات نہیں۔

آ گے حضرتؒ اس کی ایک آسان ترکیب بتا رہے ہیں کہ اگر بالمشافہ ہمت نہ ہو تو ایک تحریر لکھ کر اس کے پاس بھیج دو کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے، اس میں اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ دلوں کو صاف رکھنا چاہیئے، اس لیے ہم اور آپ بھی دل صاف کرلیں اور ایک دوسرے کو معاف کردیں، پھر اس کے بعد نہ ان سے بدخواہی کرو، نہ دل میں انتقام لینے کا خیال کرو۔

اپنے بیوی بچوں پر بھی نظر ڈال لو کہ ان میں سے تم سے کوئی ناراض تو نہیں ہے یعنی ان کے ساتھ بے جا تشدد و زیادتی تو نہیں کی، اگر ایسا ہے تو ان سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں بلکہ خوش اسلوبی سے ایسا برتاؤ کرو جس سے وہ خوش ہو جائیں اور اگر بھائی و بہن اور عزیز و اقارب سے کسی بھی قسم کی رنجش ہو تو ان کو معاف کردو، اس لیے کہ تم بھی تو آخر اللہ میاں سے معافی چاہتے ہو۔

تو رمضان میں اپنا جائزہ لے لیا جائے، بہتر یہی ہے کہ شروع میں ہی یہ دیکھ لیا جائے کہ ہمارے قلب کی حالت کیا ہے؟ ہمارے معاملات کے اندر کیا آپس میں الجھاؤ یا شکایتیں ہیں؟ (جو بھی ہو) اس کی تلافی کی کوشش کی جائے، ہماری غلطیاں ہوں تو معافی مانگ لیں اور ان کی غلطی ہو تو ان کو معاف کردو، (ایسا کرو گے تو) قلب اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لیے تیار ہو جائے گا اور اللہ کی رحمت اس کے اوپر لگاتار برسے گی۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق عطاء فرمائے، دوسرے سے معافی مانگنا اتنا آسان کام نہیں، یہ بہت مشکل کام ہے مگر ہمت کر کے کرنا ہی پڑے گا، اگر اللہ کی رضاء چاہتے ہو تو اس ماہ کے اندر ہمت کر کے اس کو بجالاؤ، اللہ تعالیٰ ہمیں، آپ اور سب کو توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۲۹)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (8)

ایک اور اہم چیز جو عبادت کے نور کو برباد کر دیتی ہے وہ لغو اور فضول باتیں کرنا ہے کہ عبادت کا نور اس سے جاتا رہتا ہے، لغو باتیں کیا ہیں؟ جیسے فضول قصے، کسی کا بے فائدہ ذکر، سیاسی امور پر بحث یا خاندان کی (بے مقصد) باتیں (کہ ان تمام) میں (لغو و بے فائدہ ہونے کے ساتھ ساتھ) غیبت کا بھی امکان ضرور ہوتا ہے، (نیز) اخبار بینی یا کسی بھی بے کار مشغلہ سے بھی بچتے رہو! گنتی کے تیس دن ہیں، لمبا چوڑا تو وقت ہے نہیں (اس لیے ان کی خوب قدر کرو)۔

اگر کچھ کرنا ہی ہے تو کلام پاک پڑھو! سیرۃ النبی ﷺ پڑھو!، دینی کتب کا مطالعہ کرو! (یاد رکھو کہ) رمضان شریف میں دو عبادتیں سب سے بڑی ہیں: ایک کثرت سے نماز پڑھنا اور اسی میں نماز تراویح، تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین بھی شامل ہیں، اس لیے ان کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہیئے اور دوسری تلاوت کلام پاک کی کثرت ہے، اس لیے وقت ضائع نہ کرو! کوئی چھوٹا سا قرآن شریف جیب میں بھی رکھ لو کہ جہاں فرصت ملی اس کو نکال لیا اس میں سے پڑھ لیا، سفر کر رہے ہوں تو بھی ایک قرآن شریف کا چھوٹا نسخہ پاس جیب میں رہے تاکہ وقت ضائع نہ ہو اور جتنی تلاوت ممکن ہو کی جا سکے۔

پھر یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ (زیادہ وقت ملے گا تو تلاوت کریں گے بلکہ) اگر پانچ منٹ کی بھی فرصت ہے تو اسی میں کچھ سطریں ہی سہی مگر پڑھ لی جائیں، پس اپنے اوقات کو تلاوت کلام اللہ سے خوب منور کرو، اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

(یادرکھو کہ) کلام اللہ کے پڑھنے سے کئی فائدے نصیب ہو جاتے ہیں،متعدد عبادتیں اس میں شریک ہوجاتی ہیں اور یہ عبادت نہایت باعث برکت ہوجاتی ہے یعنی دل میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ساتھ یہ خیال کرکے پڑھنا کہ اللہ سے ہم کلامی کی سعادت حاصل ہورہی ہے یہ دل کی عبادت ہورہی ہے،زبان بھی تکلم کررہی اور عبادت میں مصروف ہے،کان سنتے جاتے ہیں،آنکھیں کلام الٰہی کی عبارت کے نقوش کی زیارت کررہی ہیں تو ان تمام اعضاء کوعبادت میں جداگانہ ثواب ملتا ہے،ان اعضاء کا اس سے زیادہ صحیح مصرف کیا ہوسکتا ہے؟ یہ سعادتیں ہی نہیں بلکہ ان میں تجلیات الٰہی بھی ہیں اورنور بھی حاصل ہوتا ہے۔

نور کے معنی روشنی کے نہیں بلکہ طمنانیت قلب اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے ہیں، (فی الواقع تلاوت سے انسان کو) اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے،مولانا محمد علی جوہرؒ اور ان کے بھائی شوکت علیؒ کا قصہ ہے کہ وہ حسب معمول فجر کے بعد تلاوت کرتے تھے،ایک دن گھر میں آئے اور فجر کے بعد لیٹ گئے،سونے لگےتو ان کی بی اماں والدہ نے کہا کہ بیٹا! آج تم نے اللہ میاں سے باتیں نہیں کیں؟ بس یہ سن کر فوراً اٹھ گئے اور اپنے تلاوت کا معمول پورا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بھی اپنی ہم کلامی کے راستے کھولے،قرآن پاک پڑھواور اللہ میاں کو پہچانو! قرآن پاک وہ آئینہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا اظہار ہوتا ہے،اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ ورفرمائے ،اوراس دولت عظیمہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۳۰)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (9)

تلاوت کلام اللہ سے جب تھکان ہونے لگے تو تلاوت بند کر دے، میں نے یہ بھی بزرگوں بالخصوص ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحبؒ سے سنا ہے کہ اتنی تلاوت کرو کہ جب تھکاوٹ ہونے لگے تو تلاوت بند کر دو، (جب تلاوت بند کر دی تو) اب چلتے و پھرتے اور اٹھتے و بیٹھتے کلمہ طیبہ کا ورد رکھیں، دس بار "لا الہ الا اللہ" تو ایک بار "محمد رسول اللہ ﷺ" پڑھتے رہیں، ان متبرک ایام میں اگر ذکر اللہ کی عادت ہوگئی تو پھر ان شاء اللہ ہمیشہ اس میں آسانی ہوگی، رمضان کی برکت سے یہ عادت قابو میں آجائے گی (اس طرح) ایک اچھی صفت پیدا ہو جائے گی۔

اسی طرح درود شریف کی بھی کثرت رکھیں، (غور کیجیے کہ وہ) نبی ﷺ جن کی بدولت دین و دنیا کی نعمتیں مل رہی ہیں (ہمارے درود کے کس قدر مستحق ہیں) نیز استغفار تو جی بھر کر کریں اور ماضی کے پیچھے زیادہ نہ پڑیں، مستقبل کو سوچیئے (اور کوشش کر کے) زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی اطاعت و عبادت میں گزاریئے، یوں ایک مؤمن روزے دار کی ساری ساعتیں عبادت ہی میں گزریں گی، فالحمد للہ علی ذالک۔

(ہر وقت مستحضر رکھے کہ رمضان کی ان قیمتی ساعات میں) اللہ کی نعمتیں برس رہی ہیں، (ہر وقت) انعامات کی بارش ہے اور وقت گزرتا جا رہا ہے تو اگر فائدہ نہیں اٹھایا تو سب کچھ ضائع ہو جائے گا، پس وقت کو غنیمت سمجھیئے اور کوشش (ودعا) کیجیئے کہ اللہ تعالیٰ رمضان کے ایک ایک لمحے سے ہمیں پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

(۱۳۱)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر(10)

تہیہ کرلو کہ تمہارے ہاتھ، زبان اور قلم سے خدا کی مخلوق کو کوئی پریشانی نہ ہوگی، کسی کو دھوکہ نہ دو، کسی ناجائز غرض سے اس کے کام کو نہ روکو، کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہونے پائے، اپنے آپ کو روکے رکھو، اگر تم تاجر ہو تو صداقت وامانت سے کام کرو، کسی قسم کی ایسی لالچ یا نفع کے لیے کام نہ کرو کہ جس سے کسی کو نقصان پہنچے یا تمہارا معاملہ کسی کی ایذاء کا سبب بن جائے۔

رمضان میں اس بات کی بہت احتیاط کیجیئے کہ ہماری وجہ سے کسی کو ایذاء نہ پہنچے، اگر کوئی دوسرا آپ کو ایذاء پہنچاتا ہے تو صبر کیجیئے اور خاموشی اختیار کیجیئے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا بے انتہاء اجر مرحمت فرمائیں گے، دوسری بڑی اہم چیز جس کے اہتمام کی بڑی ضرورت ہے، وہ ہے آنکھوں کے گناہ، (یاد رکھیے کہ) آنکھیں گناہوں کا سرچشمہ ہیں، ان کو نیچے رکھیں، بدنگاہی صرف کسی پر بُری نگاہ ڈالنا ہی نہیں ہے بلکہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا یا کسی کو حسد کی نظر یا بُرائی کی نظر سے دیکھنا یہ بھی آنکھوں کا گناہ ہے۔

ان سب قسم کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچایا جائے، اس کے لیے بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، اور رمضان میں یہ مجاہدہ رمضان کی برکت سے کم ہوجاتا ہے (اس لیے مزید اہتمام سے کریں) تاکہ آگے رمضان کے بعد بھی کام آئے، اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین

(۱۳۲)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (11)

غصہ ایک بہت بڑا رذیلہ ہے، بہت سخت رذیلہ یعنی ایک ایسی بُری عادت ہے کہ جس سے معاشرے میں بڑا افساد پھیلتا ہے،تو روزے داروں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بات بات پر غصہ نہ کریں خواہ گھر کے اندر ہوں یا گھر کے باہر،(الغرض) کہیں بھی ہوں،غصہ نہ کریں ، یہ بات اچھی نہیں ہے ،روزہ تو بندگی و شکستگی اور عجز پیدا کرتا ہے(تو اندازہ کیجیے کہ) پھر روزہ ہی کا بہانہ لے کر بات بات پر غصہ کرنا اورلڑنا و جھگڑنا کس قدر (شنیع ہوگا)

روزہ تو رضامندی کی چیز ہے،اس سے تو تواضع پیدا ہونی چاہیئے تھی،کوئی خلاف مرضی بات بھی کرے تو اس سے نرمی سے بات کریں، جھک جانا چاہیئے کہ اس جھک جانے کی بڑی فضیلت ہے،تیس دن یہ (اہتمام) کرلیجیئے ،اپنے نفس کا مجاہدہ تو ہوگا مگر تمام عمر کام آئے گا، (یاد رکھیے کہ) یہ عادت نعمت ہے جو ان دنوں میں آسانی کے ساتھ حاصل ہوجائے گی ، یہی نفس کا تزکیہ ہے،آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے خلق واخلاق کو اختیار کررہا ہوتا ہے جواللہ کی رضاء وخوشنودی کا سبب ہیں۔

(یہ دعا کرتے رہیں:) " اللھم ات نفسی تقوٰھا ،و زکھا انت خیر من ذکھا، انت ولیھا ومولاھا " (اس مجاھدے کے ذریعے ان شااللہ نہ صرف) یہ نعمتیں خودبخود حاصل ہوں گی بلکہ نفس کا تزکیہ بھی ہوجائے گا، (یہ نفس کا تزکیہ) ایک بہت بڑی

دولت ہے جو اس ماہ میں آسانی کے ساتھ حاصل کی جاسکتی ہے، غیر رمضان میں اگر کوشش کی جائے گی تو بہت مجاہدہ ہوگا، لیکن رمضان میں تھوڑے سے مجاہدے سے ہی یہ چیز ہاتھ آجاتی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے اور رمضان کی برکت سے ہمارے نفوس کا تزکیہ فرمائے اور اپنے تعلق وقرب کی دولت ہمیں نصیب کرے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۳۳)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر(12)

رمضان کی راتیں عبادت میں گزارنے سے دل میں سچائی و دیانت سے کام کی عادت ہوجاتی ہے، اس کا اہتمام کریں کہ مسجدوں میں باجماعت نمازیں اداء کریں، اگر توفیق وفرصت مل جائے تو ایک بڑے کام کی بات تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ نماز عصر کے بعد مسجد ہی میں بیٹھے اور اعتکاف کی نیت کرلے، قرآن شریف پڑھیں، تسبیحات پڑھیں اور غروب آفتاب سے پہلے **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم** " پڑھ کر کلمہ تمجید **سبحان اللہ والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** " پڑھتے رہیئے۔

قریب روزہ کھولنے کے خوب اللہ سے مناجات کریں اور یہ سمجھیں کہ میں اللہ میاں کے سامنے بیٹھا ہوں، اللہ میاں مجھ سے فرمارہے ہیں کہ مانگو! کیا مانگتے ہو؟ ہم دینے کے لیے تیار ہیں (اور میں مانگنے لگا ہوں، پس) خوب مناجات کرکے اپنے حالات و معاملات اللہ کے سامنے پیش کریں، دنیا وآخرت کی دعائیں مانگیں، فراغت قلب وعافیت کاملہ کی دعائیں مانگیں۔

(ذہن نشیں رکھیں کہ) یہ بہت قیمتی وقت ہے، اسی طریقے سے سحر کا وقت بھی بہت قیمتی ہے، جب اٹھیں تو کم ازکم دو چار نفل تو ضرور پڑھ لیے جائیں (کیونکہ) یہ برکتوں والا وقت ہے۔ اللہ توفیق عمل نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

(۱۳۴)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (13)

اس ماہ مبارک میں خواتین بہت محنت کرتی ہیں اور اپنے گھر والوں، شوہر اور بچوں کے لیے (سحری بنانے) اور روزہ افطار کروانے میں بڑی مشقت اٹھاتی ہیں چنانچہ اکثر دین دار عورتیں اس بات کی شکایت کرتی ہیں کہ ان کو روزہ افطار کرنے سے قبل عصر اور مغرب کے درمیان تسبیحات پڑھنے یا دعائیں کرنے کا موقع نہیں ملتا، یہ وقت ان کا باورچی خانہ میں صرف ہو جاتا ہے اور وہ کھانا تیار کرنے میں مشغول رہتی ہیں۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ وقت بھی عبادت میں گزرتا ہے، روزہ رکھتے ہوئے کھانے (تیار کرنے) کی مشقت وغیرہ کرتی ہیں جو اچھا خاصہ مجاہدہ ہے، پھر روزے داروں کے افطار و کھانے کا انتظام کرتی ہیں جس میں ثواب ہی ثواب ہے اور پھر وہ عین عبادت میں مشغول ہونے کی تمناء بھی کرتی ہیں، یہ تمناء بجائے خود ایک نیک عمل ہے۔

سبحان اللہ تمناء پر بھی اجر و ثواب مل رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی محروم نہیں کرتے، بس نیت درست ہو، ان شاء اللہ ثواب ملے گا اور پھر خواتین کے لیے یہ بھی ممکن ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے پہلے ہی اپنے سارے کام نمٹا کر فارغ ہو جائیں اور پھر دستر خوان پر بیٹھ جائیں اور مناجات مقبول اور دوسری دعاؤں یا تلاوت کلام اللہ کا اہتمام کریں، خصوصیت سے دعاؤں کا اہتمام کریں، اپنے بچوں اور اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر اجتماعی طور پر مناجاتِ مقبول پڑھی جائے اور حق تعالیٰ سے دعائیں کی جائیں، بچوں

سے بھی دعائیں کروائی جائیں تاکہ بچوں کو بھی دعائیں کرنے کی عادت پڑے۔

اصل میں یہ سارا مہینہ دعاؤں ہی کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس ماہ میں ان اعمال کے ساتھ ساتھ اللہ سے خوب رجوع کیا جائے، ہر وقت، ہر آن اپنے قلب کو اپنے اللہ کی طرف متوجہ رکھا جائے اور غفلت سے بچا جائے، اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۳۵)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (14)

حضرت خواتین کو مزید ایک تنبیہ فرما رہے ہیں کہ (دیکھو) جب آدمی اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو ان شاء اللہ ثواب تو ضرور ملے گا لیکن ثواب ملنے کے لیے ایک شرط ہے کہ عورتیں شریعت وسنت کے مطابق اپنی زندگی بھی بنائیں، صرف نماز روزہ ہی اللہ کے فرائض نہیں اور بھی بہت سے فرائض ہیں، ان احکامات کا پورا کرنا بھی (ایسے ہی) ضروری ہے مثلاً وضع قطع اور لباس و پوشاک سب شریعت کے مطابق ہونا ضروری ہے، پردے کا خاص اہتمام ہونا چاہیے، بے پردہ باہر نہ نکلیں، شریعت نے جن کو نامحرم بتایا ہے ان سے بے تکلف ملنا جلنا بھی گناہ ہے، اس میں بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، آپس میں جب ملیں اور بات چیت کریں تو فضول تذکرے نہ چھیڑیں، ایسے تذکروں میں عورتیں ضرور غیبت کے گناہ میں مبتلاء ہو جاتی ہیں۔

(یاد رکھیں کہ) اگر ان باتوں کا اہتمام نہ کیا تو واقعی عبادات سب بے وزن ہو جائیں گی اور مؤاخذے کا قوی اندیشہ ہے، خوب سمجھ لو! عورتوں کو ان چیزوں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ اعمال کا پورا اور مکمل اجر مل سکے اور اجر میں کوئی نقصان و کمی نہ آنے پائے، اللہ تعالیٰ ہمیں، ہماری بہنوں کو، ماں باپ اور سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۳۶)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (15)

اس ماہ مبارک میں اللہ کی طرف سے بدلہ واجر بڑھا دیا گیا اور ہر نیک عمل کا ثواب ستر گنا کر دیا گیا ہے چنانچہ جہاں عبادات وغیرہ اس ماہ مقدس میں کرنی چاہیے وہاں صدقہ وخیرات بھی اپنی حیثیت کے مطابق خوب کرنا چاہیئے، جس قدر بھی ممکن ہو یہ سعادت حاصل کرلیں۔

یہ خوب سمجھ لیجیئے کہ اس ماہ مبارک میں (جس طرح) نیک اعمال کا بے حد و حساب اجر وثواب ہے اسی طرح ہر گناہ کا مؤاخذہ وعذاب بھی شدید ہے، پس اللہ کی ان نعمتوں کی قدردانی کریں اور اپنے آپ کو شیطان ونفس اور گناہوں سے بچائیں۔

اس کے علاوہ اپنے مرحوم اعزہ واقارب اور احباب کے لیے ایصال ثواب کرنا بھی بڑے کام کی بات اور بہترین صدقہ ہے، میں اپنے ذوق قلبی کے تقاضے سے ایک بات کہتا ہوں، جس کا جی چاہے عمل کرے اور جس کا نہ چاہے نہ کرے، (وہ بات یہ ہے کہ دیکھو) ہم پر اللہ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب فرمائے ہیں، والدین نے ہمیں پالا، ہماری پرورش کی، ہمارے لیے دعائیں کیں اور ہمیں راحت پہنچائی ،پھر جب ہم بالغ ہوئے تو ہمارے کفیل رہے، اب بتاؤ! جب ہم بالغ ہوئے تو ہم نے ان کی کیا خدمت کی؟ (حالانکہ حکم تو) " وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا " کا تھا، تو دیکھو اپنی زندگی بھر کے اعمال حسنہ واطاعت نافلہ کا جتنا سرمایا ہے سب اپنے والدین کی نذر کردو، (بلاشبہ) ان کا بہت بڑا حق ہے، کیونکہ والدین کو اللہ نے مظہر ربوبیت بنایا ہے، میں تو ساری عمر کی تمام

عبادات نافلہ واعمال خیر کا ثواب اپنے والدین کی روح کو بخش دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی حق ادا نہیں ہوا، اللہ اپنی رحمت واسعہ سے قبول فرمائے،(یاد رکھیے کہ) اپنی عبادات نافلہ کا ثواب احیاء واموات دونوں کو منتقل کیا جا سکتا ہے۔

ایک بار رمضان کے بعد عید کے دن حضرتؒ ایک جگہ ایک صاحب سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے، احقر بھی ساتھ تھا، وہ صاحب ڈاکٹر تھے، ڈاکٹر جمیل نام تھا، جب واپس چلنے لگے تو انہوں نے حضرتؒ سے کہا کہ حضرت: ؒ جیسے آپ نے فرمایا تھا میں نے رمضان کے سارے اعمال کا ثواب اپنے والدین کو بخش دیا ہے، حضرتؒ نے فرمایا! بس پھر تو آپ نے اپنے اعمال ٹکسالی کر لیے یعنی آپ کے اعمال تو ٹکسالی یعنی کھرے ہو گئے کہ آپ نے اعمال والدین کی روح کو منتقل کر کے صحیح مصرف پر اپنے اعمال کو لگا دیا، تو ماں باپ کے لیے دعائیں کرنے سے، ان کو ایصال ثواب پہنچانے سے ہماری خود کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(سچ تو یہ ہے کہ) حق تو ان کا کوئی بھی نہیں ادا کر سکتا مگر بہر حال ہمیں اپنی طرف سے کوشش تو ضرور کرنی چاہیئے، گو ہم ادا نہیں کر سکتے مگر اللہ کے سامنے (بقدر استطاعت ایصال کر کے) اپنے عجز کا اظہار تو کر سکتے ہیں، (کثرت سے یہ قرآنی دعا مانگتے رہنا چاہیے)" رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا " اور یہ دعا بھی "رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ " رمضان کے خاص اوقات میں ان دعاوں کی کثرت کریں، خود بھی ان کے لیے دعا کریں اور بچوں سے بھی اہتمام کروائیں تا کہ بچوں کے لیے ایک شارع عمل بن جائے، اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو بلکہ سب کو ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

(۱۳۷)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر(16)

اس ماہ مبارک میں لیلۃُ القدر ہے، لیلۃُ القدر کیا چیز ہے؟ کلام پاک میں ہے کہ تم کیا جانو لیلۃُ القدر کیا چیز ہے؟ ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے، کہاں پاؤ گے ہزار مہینے جن میں خیر ہی خیر ہو؟ اللہ تعالیٰ کا ہم پر انعام عظیم اور ان کے خزانہء لا متناہی کا سرمایہ ہے (کہ ہمیں یہ رات ملی) رمضان شریف کا مہینہ (اگر شب قدر کے انتظار میں گذرے) تو ہر دن و رات شبِ قدر کے انتظار (کا ثواب ہوگا)، کسی نے خوب کہا کہ) "ہر شب شبِ قدر است، گر قدر بدانی" پس اس کے انتظار و اہتمام میں وہی ثواب ہر روز ملے گا۔

اگر شبِ قدر ستائیس رمضان کو ہے تو جو روزہ رکھا وہ شبِ قدر ہی کی جانب ایک قدم ہے، پھر دوسرا تیسرا چوتھا روزہ (الغرض ہر دن کا روزہ) شبِ قدر سے قریب ہو جانے کا ذریعہ ہے، پس جس طرح مسجد جانے پر قدم قدم پر ثواب ملتا ہے (اسی طرح لیلۃ القدر کی انتظار کی صورت میں ہر ہر روز پر انتظار کا اجر و ثواب من جانب اللہ ملے گا) یوں پہلے روزے سے شبِ قدر تک ہر ہر لمحے پر ان شاء اللہ ثواب ملے گا بشرطیکہ اس کے حریص ہوں، تو اس انتظار کی وجہ سے ہم لوگوں کی ایک ایک رات گویا شبِ قدر ہے، لہذا اس کی قدر کرنی چاہیئے۔

(لیلۃ القدر کی برکات کی مثال ایسی ہے) جیسے آپ پانی کا مٹکا لیں اور اس میں کوئی خوشبو ڈالیں تو وہ خوشبو کسی ایک جگہ تو نہیں رہی گی بلکہ پورے اس پانی کے اندر دائر ہو

جائے گی بالکل اسی طرح شبِ قدر ہے، کہ وہ یوں تو رمضان کی ایک رات میں ہے لیکن اس کے انوار و برکات پورے رمضان میں دائر ہیں، شبِ قدر کے متعلق یہ بات بھی (پیش نظر رکھنے کی ضرورت) ہے کہ اس کا وقت غروب آفتاب سے طلوع فجر تک رہتا ہے، اس لیے اس پورے وقت کا اہتمام رکھنا چاہیئے، جس قدر ممکن ہو نوافل، تسبیحات اور دعاؤں میں کچھ اضافہ کر کر کے اہتمام رکھا جائے، (اور یہ بات بھی ہے کہ) ساری رات بھی جاگنے کی ضرورت نہیں بلکہ جس قدر تحمل ہو سکے اس قدر بہت ہے، اللہ پاک نے فرمایا! کہ یہ میرا مہینہ ہے تو (یاد رکھو کہ رمضان اللہ کی جانب سے اپنے بندوں کو اپنا بنانے کا محض ایک ذریعہ ہے، پس ہم لوگ بھی اس کا حق ادا کریں اور یہ امید رکھیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا تعلق اللہ میاں سے قوی ہو جائے گا، اللہ نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۳۸)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر(17)

یہ تو خلاصہ ہے رمضان شریف کے اعمال کا، (تاہم) اب دین کے مطالبات اور بھی ہیں (ان کی بھی ایسے ہی فکر رکھنی ہے، ان اعمال کے ساتھ ساتھ) تمام مؤمنین ومؤمنات اور مسلمین ومسلمات کے لیے دعاء بھی کرو خصوصیت سے اپنے والدین اور اپنی اولاد کے لیے دعاء کرو، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے کہ تم اگر اپنی اولاد کے لیے دعاء نہ کرو گے تو کون دعاء کرے گا؟ لہٰذا اپنی اولاد کے لیے دعاء میں بخل نہ کرو۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان روزانہ ستائیس دفعہ جملہ مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت ورحمت کرے تو اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، تمام مؤمنین ومؤمنات کے لیے کیے جانے والے اس استغفار کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کی برکت سے اس کی ساری دعائیں قبول ہوں گی اور ایمان پر خاتمہ اور رزق میں فراخی اور نہ جانے کتنی برکتیں حاصل ہوں گی، یہ عمل ستائیس مرتبہ ہے اور خصوصیت سے رزق کی فراغت وگنجائش اور بے روزگاری دور کرنے کے لیے یہ بڑا مجرب عمل ہے۔

آج کل لوگ بہت پریشان ہیں، پس لوگوں کو (یہ عمل) پہنچائیں اور بتائیں، ابھی سے یہ اہتمام شروع کردیں، ان شاء اللہ بڑی جلدی اس کی برکات حاصل ہوں گی، بعض لوگوں نے یہ عمل کیا تو پندرہ روز ہی میں ان کو نئی ملازمتیں مل گئیں، یہ اللہ کی طرف سے (خصوصی نعمت ہے) اس کا اہتمام کریں، اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

(۱۳۹)

قبل رمضان: ارشادات حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ

سلسلہ بیانات نمبر (18)

مطالبات ایمانیہ کچھ اور آگے جاتے ہیں، وہ یہ کہ جو مسلمان اس زمانہ میں زندقہ و ارتداد کی طرف جاتے ہیں ان کے لیے بھی ہدایت کی دعاء کریں، اس لیے کہ یہ بھی تو امت محمد ﷺ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دین کی عظمت و ہدایت اور دین کا فہم نصیب فرمائے اور سبھی کو قوی ایمان نصیب فرمائے، پاکستان اور اہل پاکستان کی سلامتی کے لیے بھی خوب دعاء مانگیں۔

بطورِ لطیفے کے یہ بات سمجھ میں آئی کہ رمضان شریف کے تین عشرے ہیں جو اس دعاء کا مصداق ہیں: " رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ " پہلا عشرہ رحمت کا ہے یعنی " رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً " یہ تو ہو گیا پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے یعنی " وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً " اور تیسرا عشرہ دوزخ سے نجات کا ہوگا یعنی " وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ " واللہ اعلم بالصواب۔

یعنی حضرت فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی حسنات یہ ہیں کہ آدمی کے دل میں خوفِ خدا ہو اور آخرت کی حسنات اللہ نے کھول کھول کر قرآن پاک میں اور حضور ﷺ نے حدیث میں سب بتا دی ہیں، کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (بہر حال اس دعا کے پڑھنے کا اہتمام رکھیں) بالخصوص افطار و سحری کے وقت " رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ " اہتمام سے پڑھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ بھی اس دعاء کو بڑی کثرت سے مانگا کرتے تھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ "، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا اہتمام نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۴۰)

بعد رمضان: حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کا بیان

سلسلہ بیانات نمبر(1)

یہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نور اللہ مرقدہ کی دوسری مجلسیں ہیں جو شوال کے شروع ہی کی تاریخوں میں حضرتؒ نے منعقد فرمائی تھیں، اس مجلس میں حضرتؒ نے اپنے عجیب و غریب تاثرات بیان فرمائے (اور بتلایا) کہ رمضان شریف میں اللہ تعالیٰ اپنے روزے دار بندوں کو کس کس طرح نوازتے اور کیا کیا عظیم انعامات ان پر فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت کے ان تاثرات کو پیش کیا جاتا ہے، اللہ تعالی انہیں سب مسلمانوں کے لیے نافع بنائے اور ہمارے ایمان وایقان کی دولت میں مزید ترقیات فرمائے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ الحمد للہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایمان وایقان کی ایک نئی روح پھونک دی گئی ہے، مزید فرماتے ہیں کہ رمضان کے متعلق کتنی فضیلتیں سنیں، کچھ اثر بھی محسوس کرتے ہو؟ کچھ ان کا حق ادا کرنے کی توفیق بھی ہوئی؟ کچھ نہیں محسوس ہوتا؟ ہم جو عبادات واطاعات میں مشغول رہے، ان کا کیا اجر ملا؟ ہمارے ایمان و روح میں کس قدر ترقی ہوئی؟ اللہ تعالیٰ کی کس قدر رضاء نصیب ہوئی؟ کچھ محسوس نہیں ہوتا؟

تو دیکھیے! یہاں سے شروع کیجیے، ہم اللہ تعالیٰ کے ان ہزاروں احسانات و کرامات کا شکریہ ادا کریں جن کو ہم محسوس کرتے ہیں اور ان سے ہمیں ہر وقت کا واسطہ ہے، ان نعمتوں کی قدردانی کی عادت ڈال لیں، پس یہ شکر گزاری اور اللہ کی نعمتوں کی قدر دانی کی تعلیم ہے اور یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جب کریں گے تو قلب و روح میں (اعمال اور

ان کی لذت کی جانب متوجہ کرنے والی) صلاحیتیں پیدا (ہونا شروع ہو جائیں گی، اور بلاشبہ یہ ہی) اصل اور صحیح صلاحیتیں ہوں گی، (مزید یہ کہ اعمال کی) قابلیت پیدا ہو گی (اور پھر مسلسل اعمال نصیب ہوں گے)۔

(پھر اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ) اللہ میاں نے فرمایا! یہ مہینہ میرا ہے اور روزے داروں کو صلہ بھی میں دوں گا، ہمیں اور آپ کو کیا معلوم کہ کن کن عنوانات سے کس قدر انعامات عطاء ہو رہے ہیں؟ اللہ میاں ایسے ہی مربی اور ایسے ہی رحیم و کریم ہیں، ان کی رحمتیں اور بے بہا نعمتیں (بلاشبہ) ہمارے احساسات سے بالاتر ہیں۔

چونکہ (یہ تمام نعمتیں دراصل) روحانی و ایمانی ہیں (اس لیے ان کا بکمالہ احساس نہ ہوسکنا بدیہی ہے) لیکن کچھ انعامات (پھر بھی) محسوسات میں سامنے ہیں تو (ہمیں چاہیے کہ) انہیں کو ذرا مستحضر کرلیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں تا کہ قلب کی صلاحیتیں درست ہوں اور ہمارے ایمان میں جان اور قوت آئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کی برکت سے اور حضراتِ اہل اللہ کی عنایتوں اور ان کی توجہات (سے خوب خوب مستفید فرمائے، سچ تو یہ ہے کہ) ہماری تو نظر بھی ان چیزوں پر (قاصر ہے) یہ تو اہل اللہ ہی کی برکت اور ان ہی کی نظر ہے کہ وہ ان چیزوں کو آسان کر کے ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں تا کہ ہم رمضان کی قدر کریں اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں (**فجزاهم الله عنا احسن الجزاء**).

آمین یا رب العالمین



(۱۴۱)

بعد رمضان : حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ عارفیؒ کا بیان

سلسلہ بیانات نمبر(2)

اللہ میاں نے جب فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھ یہیں سے شفقت کا معاملہ شروع ہوگیا، پس اب تمہارے پاک وصاف ہوجانے کا موقع عطاء فرمایا جارہا ہے، سبحان اللہ : کیونکہ ناپاکیوں کے ساتھ نہ اللہ میاں سے تعلق ہوسکتا ہے اور نہ ان کے احسانات کا ادراک ہوسکتا ہے، اللہ کی نعمتوں کا احساس اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ قلب کے اندر پاکی ونور نہ ہو، (جب نور ہوگا تو) اس نور کی روشنی میں اللہ کی نعمتیں دکھائی دیں گی، بغیر اس کے نہ ہی اللہ میاں سے تعلق ہوسکتا ہے اور نہ ان کے احسانات کا ادراک ہوسکتا ہے۔

(پھر) تمہارے ہی نفع کے لیے اللہ میاں نے ذرا تیور بدل کر فرمایا: دیکھو! اگر تم نے اس ماہ میں اپنے گناہ معاف نہ کرائے تو تم تباہ وبرباد ہوجاؤ گے، (چنانچہ) اللہ میاں کا تیور کام آگیا اور بندے (کچھ) ڈر گئے (اور کچھ) لالچ میں آگئے اور عرض کرنے لگے کہ یا اللہ! ہماری ساری زندگی کے گناہ معاف فرمادیجیئے، ہم نجانے کہاں کہاں ملوث رہے، نہ جانے کتنی لغویتوں ولغزشوں کی گندگی میں اپنے دن گزار لیے، ہم نے شرافت کے احساسات مٹا لیے اور اپنا احساس بندگی کھو بیٹھے لیکن اب جب ہم کو ندامت کا احساس ہوا ہے تو توبہ (کی قبولیت نصیب فرماتے ہوئے) استتار کا معاملہ فرمایئے، تو چونکہ (ان کی) ندامت وتوبہ خلوص سے تھی اس لیے اللہ میاں نے اپنے وعدے کے مطابق معافی (عنایت)

فرمادی ،(سو)اب اللہ نے معاف فرما دیا ،(لہذا) یقین رکھواس بات پر کہ اب قلب صاف ہوگیا اور ہم متقی اور پرہیز گار ہوگئے۔ **الحمدلله حمدا کثیرا** "

اس وقت حضرتؒ نے ہمارا اور ہمارے معاشرے کا ایک حال اور ایک نقشہ پیش کیا کہ ہم ایک حواس باختہ زندگی گزارر ہے ہیں، گناہوں میں ملوث اور لغویات میں پھنسے ہوئے ہیں،تو اگر رمضان میں ہی اس پر ندامت اور شرمندگی کا احساس ہو جائے تو ابھی تقویٰ حاصل کرنے کا موقع ہے(اس لئے اس موقع سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہیے،ذرا سوچیے :یہ بلاشبہ)اللہ میاں کے بڑے انعامات میں سے ہے،اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکت سے تقوی کی دولت نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۴۲)

بعد رمضان : حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ عارفیؒ کا بیان

سلسلہ بیانات نمبر (3)

اب اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہے ہیں کہ ہم تم کو دس دنوں تک موردِ رحمت بنائیں گے، (سبحان اللہ) کون سی رحمت؟ (وہ رحمت) کہ جس کو اللہ میاں چاہتے ہیں کہ (صرف) تمہارے لیے ہو، (اس کے بعد اگلے) دس دنوں تک موردِ مغفرت بنائیں گے اور اگر پھر بھی (محرومی کا) اندیشہ ہو تو دس دن ایسے رکھیں گے کہ (ان میں تمہارے تھوڑے سے اہتمام پر تمہیں) پروانہ نجات دے دیں گے۔ سبحان اللہ (کیا خوب فرمایا) کہ پروانہ نجات دے دیں گے، ذرا دیکھیئے! اللہ کے انعامات واحسانات، (گویا) اب تو دوزخ سے چھٹی ہوگئی اور ایسے پاک وصاف ہوگئے کہ نفس وبشریت کے جتنے فاسد مادے تھے سب دور ہوگئے۔

(غور کیجیے کہ) یہ انعامات کس کو مل رہے ہیں؟ (یہ فقط) روزے دار مؤمنین کو (مل رہے ہیں، سبحان اللہ) کون سے مؤمنین؟ (وہ مومنین) جو اللہ کے ان محبوب نبیِ رحمت ﷺ پر ایمان لائے جن کو اللہ جل شانہ نے اپنی صفات کا مظہر بنایا اور جس طرح وہ خود '' رؤف ورحیم '' اور '' رحمۃ العالمین '' ہیں اسی طرح آپ ﷺ (کی ذات اقدس) کو بھی '' رؤف ورحیم '' اور '' رحمۃ العالمین '' بنایا، (سبحان اللہ) اسی نبی امی ﷺ کی دلجوئی کی خاطر یہ سب انعامات مؤمنین کو عطاء ہو رہے ہیں۔

(اللہ اکبر: یہ تمام انعامات بلاشبہ اس) محبوب نبیِ رحمت ﷺ کے واسطے سے ہیں جو عالم ناز میں آ کر اپنے پروردگار سے کہتے ہیں کہ میں تو راضی نہ ہوں گا جب تک کہ اپنی

مراد نہ پالوں اور جب تک کہ اپنے افراد امت کے لیے تمام مغفرت کا سامان نہ کرلوں، (اس پر) اللہ میاں فرماتے ہیں: اچھا! ہم ایسا انعام دیں گے جو آپ ﷺ کے امتیوں کے قیاس وخیال اور وہم وگمان میں بھی نہ آسکے۔

(اللہ اکبر: غور کیجیے کہ) حضور نبی کریم ﷺ کی ہمیں کس قدر قیمتی نسبت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کا سچا اور وفاء دار امتی بنائے، آپ ﷺ کی قدر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر اس طرح اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے کہ جن چیزوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اور روکا ان سب سے بچنے کی توفیق ہوجائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۴۳)

بعد رمضان: حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کا بیان

سلسلہ بیانات نمبر (4)

روزے داروں کے لیے اعلان ہو رہا ہے، جنت سجائی، مہکائی اور بسائی جا رہی ہے، (جانتے ہو) کیوں؟ (کیونکہ) ہمت افزائی، ایمان افروزی اور اپنے تعلق خاص کے لیے جنت کو مہکایا جاتا ہے، (چنانچہ) جب ایک رمضان ختم ہو جاتا ہے تو دوسرے رمضان تک کے لیے جنت کو مہکایا جاتا، خوشبوئیں دی جاتی، دھونی دی جاتی اور اس کو اگلے سال کے لیے تیار کیا جاتا ہے (یہ اہتمام صرف اور صرف) ایمان افروزی اور تعلق خاص کے لیے (ہوتا ہے، سبحان اللہ:) الفاظ پر غور کیجیے! ایمان افروزی اور اپنا تعلق خاص: اس کے علاوہ اور کیا کرم چاہتے ہو؟

اللہ میاں اپنے ان فرشتوں سے فرماتے ہیں جو ہمہ وقت تسبیح و تھلیل میں مصروف رہتے ہیں کہ ابھی اپنی عبادت سے رک جاؤ! اور ان بندوں کے لیے جو روزے دار ہیں دعائے مغفرت کرو! اللہ اکبر: دعائے مغفرت (کا حکم دیا اور فرمایا کہ) جو دعائیں بندے مانگیں اس پر آمین کہو! یہ کتنا بڑا احسان ہے؟ کیا کوئی (اس کا) اندازہ کر سکتا ہے؟ گویا اللہ میاں فرماتے ہیں کہ ارے نادانو: تمہیں کیا معلوم کہ ہم نے تمہیں کیا دے دیا؟ ملکوتی یعنی فرشتوں والی صفات دے دیں اور فرشتوں کو روزہ رکھوا کر یعنی ان کی غذاء "تھلیل و تسبیح" رکوا کر تمہارے لیے دعائیں کروائیں کہ جو روزے داروں کی دعاء پر آمین کہتے ہیں۔

اس ماہ مبارک میں اللہ نے (فضائل رمضان کی شکل میں) وہ دولتِ لازوال ہمیں دے دی کہ جس کا اندازہ بھی مشکل ہے، جنتوں میں بھی وہ بات نہیں جو اس عالم

امکان میں (بصورت رمضان اللہ نے ہمیں) عطاء فرمائی، یعنی اپنا کلام پاک نازل فرمایا (جو بلاشبہ) ایک ایسا انعام ہے جو آج تک مخلوقات میں سے کسی کو کبھی عطاء نہ ہوا تھا (ایسا کلام) جو انسان کو انسان بنا دے، اس میں شرافت نفس پیدا کر دے اور اشرف المخلوقات کے مرتبے پر اسے فائز کر دے۔

اسی کلام پاک میں ایک آیت ہے جو ہر چیز پر حاوی و بھاری ہے، فرمایا: " **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا** " تو بتلاؤ اس سے بڑا اور کیا انعام ہوگا؟ جو سراپا نور ہے اور جو تعلق رکھنے والوں کو بھی "نور علی نور" بنا دیتا ہے، (غور کیا جائے تو کرم خداوندی کے ساتھ اس قدر جلیل المرتبت کتاب کی) ہم نے اپنی سمجھ کے مطابق (نہ صرف) تلاوت کی (بلکہ) نقوش کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو (بھی) منور کیا، کانوں نے سماع کی تو ان میں سماع کا نور پیدا ہو گیا، زبان سے الفاظ ادا کئے تو زبان میں بھی الفاظ کا نور پیدا ہو گیا، (الغرض اس نورانی نعمت سے جس کا جس قدر تعلق پیدا ہوتا گیا وہ اس قدر منور ہوتا گیا)۔

(سواس لیے میرے عزیزو: رمضان کی) قدر کرو! اور (اس بات پر اللہ کا) شکر ادا کرو کہ ایک ایک عمل میں تین تین انعامات مل رہے ہیں، (اور یہ بھی یاد رکھو کہ بلاشبہ) یہ کلام اللہ عالَم کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ابدی و سرمدی اور لازوال نعمت غیر مترقبہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے وابستہ فرمائے، اس کی محبت ہمارے دلوں میں اتارے اور قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق ہمیں اپنی زندگی کو ڈھالنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۴۴)

بعد رمضان: حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کا بیان

سلسلہ بیانات نمبر (5)

تیس 30 دن تک اللہ میاں نے مسلسل تم کو تراویح میں اپنا کلام سنوایا، اپنے جنت کے وعدے تازہ فرمائے، دوزخ کے عذاب سے ڈرایا اور اس سے باز رہنے کی ہدایت کی، اس سے بڑی بات اور کیا چاہیئے کہ تیس 30 دن تک "احکم الحاکمین" سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے (اور پھر) دور سے بھی نہیں، بالکل قریب سے، (بلکہ اس ماہ مبارک میں اللہ نے ہمیں) اتنا قریب بلایا کہ تمام عمر مجاہدے کرتے رہتے تب بھی اتنا قرب نہیں آسکتا تھا جو اللہ تعالیٰ کی عطائے خاص سے اس ماہ مبارک کے اندر نصیب ہو گیا۔

بغیر استحقاق کے روزانہ بیس 20 رکعت نماز تراویح کے ذریعے چالیس 40 مقاماتِ قرب عطاء فرمائے (کیونکہ) تراویح کی بیس 20 رکعتوں میں (جو) چالیس 40 سجدے ہوتے ہیں (ان میں سے) ہر سجدہ (دراصل) مقامِ قرب پر ہوتا ہے (بلکہ) ہر دوسرا سجدہ مقامِ اعلیٰ پر ہوتا ہے (چنانچہ فرمان خداوندی) " واسجد واقترب " (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) سجدہ کرو اور اللہ کا قرب حاصل کرو (سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے)! اس طرح (سجدے کرتے رہنے اور نماز تراویح میں مشغول رہنے سے) مقاماتِ قرب میں بھی پیہم ترقی ہوتی رہتی ہے۔

(دراصل) یہ سب علامات تعلق مع اللہ کی ہیں کہ جن سے اللہ کی ذات سے تعلق پیدا ہو رہا ہے، دربار میں حاضری ہو رہی ہے اور (اللہ کی جانب سے خوب) نوازا جا رہا اور

عنایتیں ہو رہی ہیں، تو یہ ایک شرف تھا جو اس ماہ مبارک میں (اللہ کریم کی طرف سے بندوں کو) ملا۔

اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے (مزید) ایک نعمت " لیلۃ القدر " (کی بھی) عطاء فرمائی، کیا ہم لوگوں کے وہم وگمان میں بھی (آسکتا) ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں اپنے روزے دار بندوں کو کیا کیا انعامات عطاء فرمائے ہیں؟ نہ فرشتوں اور نہ ہی نبیوں کے (غرض) کسی کے گمان میں بھی نہیں آسکتا، یہ وہی لیلۃ القدر ہے جس میں مغرب کے وقت سے طلوعِ فجر تک حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے ساتھ منجانب اللہ ملائکہ رحمت کو لے کر دنیا میں سلامتی کے لیے تشریف لاتے ہیں، آج تک کسی امت کیساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوا، شبِ قدر کی یہ (عظیم) دولت سوائے امتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی کو نہیں دی گئی، (اللہ اکبر: دیکھیے کہ) ہم لوگوں کے ساتھ کتنی خصوصیت ہے؟

ابتدائے آفرینش سے اب تک تمام کائنات (انس وجن) سب مل کر تمناء اور مجاہدے کرتے تب بھی ان کے وہم وگمان اور خیال میں (وہ ثواب) نہ آتا (جو تنہا اس رات میں اللہ اس امت کو نصیب فرماتے ہیں، ان میں سے کسی طور کوئی یہ نہ جان پاتا) کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ اور (اس میں) کتنی سلامتیاں، کیسی کیسی نعمتیں اور رحمتیں (ہیں) جو بغیر کسی خاص عبادت کے صلہ میں (امت محمدیہ کو) حاصل ہو رہی اور خود بخود مل رہی ہیں، (حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے یہ (مہتم بالشان) نعمتیں ورحمتیں محض اپنے فضل وکرم سے اپنے نبی رحمت ﷺ کو راضی کرنے کے لیے لیلۃ القدر (کی صورت میں ہمیں) عطاء فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں کا قدر دان اور حضورِ نبی کریم ﷺ کا وفادار امتی بنائے

اور آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی سنتوں پر مر مٹنے کی توفیق عطاء فرمائے ،(ایک انتہائی اہم بات یاد رکھنے کی ہے کہ)اس ماہ مبارک میں اتباعِ سنت کی توفیق کی دعا خوب اللہ سے مانگیں، یا اللہ ہمیں آپ دعائیں مانگنا سیکھا دیجیے ،دعائیں مانگنے کا سلیقہ عطاء فرما دیجیے اور ہر شعبہ ءزندگی میں حضور نبیِ کریم ﷺ کے اتباعِ کامل کی توفیق عنایت فرماتے رہیئے ۔

آمین یا رب العالمین



(۱۴۵)

بعد رمضان: حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کا بیان

سلسلہ بیانات نمبر (6)

آگے فرماتے ہیں کہ (فضائل کی) اتنی باتیں تو ہوگئیں، ہمیں احساس ہو یا نہ ہو تمام انعامات (بھی اللہ کریم نے ہمیں) دے دیئے، اس لیے اب عید کے دن اول وقتی نماز (کا حسب معمول پابند کیا اور) پھر شکرانہ (کے طور پر نماز عید واجب کردی، غور کیجیے کہ عیدالفطر کے دن) صبح ہی صبح اول وقتی نماز اور پھر شکرانہ (کی ادائیگی ہمیں کتنی خوبصورتی سے سمجھا رہی ہے کہ) بھائی: دینے والے نے کچھ دیا ہے جس کی بناء پر ہمارے ذمہ شکر واجب ہے۔

عید کے متعلق حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب '' نماز عیدالفطر '' کے لیے مسلمان جمع ہوتے ہیں اور خدا کی تجلیات و کبریائی کی چھ زائد تکبیریں اداء کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے متوجہ ہوکر پوچھتے ہیں کہ یہ مجمع کیا چاہتا ہے؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! یہ جو آپ کے انعامات لیئے بیٹھے ہیں، ان کا شکر اداء کرنے آئے ہیں اور وہ (شکر) شکرانہ نماز (کی صورت ادا کررہے ہیں) جو آپ نے ان پر واجب فرمائی ہے، (اس پر) اللہ میاں فرمائیں گے کہ (ان سے) کہہ دو! کہ یہ سب بخشے بخشائے ہیں۔

(غور کیجیے کہ) یہ (فرمان دراصل نبی کریم ﷺ) کا اعلان ہے جس پر (بلاشبہ) ہمارا ایمان و ایقان ہے (اس لیے ان انعامات کی قدردانی کا اہتمام ہم پر زیادہ ضروری ہے

،اور پھر) دیکھو! (اس اعلان کے ذریعے ہمیں کس قدر) شرافت نفس عطاء ہوئی ،(ایسا اعلان کہ جس کے سبب) نفس و شیطان (خائب وخاسر) اور تم خدا کی رضاء جوئی میں کامیاب ہو گئے ،تمہاری صلاحتیں درست ہو گئیں (اور بلاشبہ یہ) اللہ کا تم پر بڑا ہی فضل ہوا (پس اب) جاؤ اور خوشی مناؤ۔

لیکن افسوس کہ ہم ان صلاحیتوں کی (رمضان کے) چند دن بعد ہی ناقدری شروع کر دیتے ہیں ،تو بھائی (خدارا) ایسی ناقدری نہ کرو! (پکا عزم اور) ارادہ کرلو کہ جو صلاحیتیں عطاء ہوئی ہیں ان کو قائم رکھیں گے ، اپنے نفس ، آنکھ ، دل اور زبان کو تمام معاملات میں پاک رکھیں گے اور (صرف اور صرف) اللہ ہی کے فضل سے امید رکھیں گے ، (اس اہتمام سے) ان شاء اللہ ہم کو اللہ کی رضاء جوئی میں آسانیاں ہو جائیں گی ، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقات سے نوازے۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆

(۱۴۶)

بعد رمضان :حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کا بیان

سلسلہ بیانات نمبر(7)

آ گے حضرت ایک سوال اٹھا رہے اور پھر اس کا جواب دے رہے ہیں،سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اتنے انعامات واحسانات لیے بیٹھے ہیں (مگر) کچھ محسوس نہیں ہوتا، یہ کیا بات ہے؟ تو سنیئے (حضرت کیا فرماتے ہیں، فرمایا:) آپ کو اور کیا محسوس ہوتا ہے؟ آپ نے کھانا کھایا اور پیٹ بھرلیا، کچھ خبر ہے کہ معدے کے اندر کیا ہو رہا ہے؟محسوس کیجیئے، زور لگائیے اور بتلائیے کہ غذاء رگوں میں کس طرح تقسیم ہورہی ہے؟تحلیل شدہ غذاء کے اجزاء و تاثرات خون بن کر رگوں میں کس طرح قوت بخش رہے ہیں؟ کچھ نہیں محسوس ہوتا،سب جزو بدن ہورہا ہے،(غور کیجیے کہ)اس غذا کی وجہ سے جو پیٹ میں ہے آنکھوں کو بینائی، کانوں کو سماعت، زبان کو گویائی اور دماغ کو حافظہ مل رہا ہے،(دیکھیے کہ)اس غذاء ہی کی وجہ سے سب چیزیں پیدا ہورہی ہیں، ذرا غور کر کے اور محسوس کر کے بتلائیے کہ کتنی بینائی بڑھی؟ کتنی سماعت بڑھی؟ اور کتنی گویائی بڑھی؟ یہ سب کارخانہ مادی (اور انعام خداوندی ہی)ہے جو کام کررہا ہے۔

بتاؤ! کچھ محسوس ہوتا ہے؟لطیف سے لطیف چیزیں (بھی)اس غذاء کی بدولت پیدا ہورہی ہیں، احساسات، جذبات، تخیلات، ایثار، محبت، ذہانت، شرافت اور فراست یہ سب پرورش پارہے ہیں (مگر ہمیں) کچھ محسوس نہیں ہورہا کہ یہ کیسے ہورہا ہے؟لیکن سب ہورہا ہے،(زیادہ سے زیادہ) آپ صرف یہ محسوس کریں گے کہ صحت وقوت پیدا ہوئی، ترقی

کی نشو ونماء ہوئی، (کچھ) صلاحیتیں پیدا ہوئیں (مگر مکمل کارخداوندی کو کبھی محسوس نہیں کرسکیں گے)۔

اسی طرح روح کی غذاء (کو دیکھیے) ، روح کی غذاء اللہ کا ذکر ہے، اللہ کے اوامر (بجالانا) اور معاصی ومنکرات سے پرہیز ہے، (غور کیا جائے تو) الحمدللہ تیس 30 دن تک آنکھوں، کانوں اور زبان کا پرہیز کرلیا، توبہ واستغفار (بھی) کیا اور تقاضائے فطری و نفسانی جو (فی نفسہ) جائز تھے لیکن اللہ میاں نے (رمضان المبارک میں تہذیب اخلاق کے لیے) انہیں بھی ترک کروادیا تاکہ صفاتِ ملکوتی اچھی طرح پرورش پاسکیں، روح کو بھی الحمدللہ غذاء ملتی رہی، ذکراللہ، کلام اللہ، تسبیحات، نوافل کی سعادتیں بھی حاصل ہوتی رہیں (الغرض) روح نے ساری ایمانی غذائیں لے لیں، (بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ) لیلۃ القدر جو تجلیات لے کر آئی تھی وہ ساری تجلیات وانوارات (بھی) روح نے جذب کرلیں (مگر) غور کیجیے (لطائف روحانیہ پھر بھی بکمالہ محسوس نہیں ہورہے کیونکہ) جب مادی چیزیں محسوس نہیں ہوتیں تو جسم کی نظافتِ روحانیہ و ایمانیہ کیسے معلوم ہو؟ ہاں! (البتہ) آثار (معلوم) ہوتے ہیں، جیسے جسم کے آثار ہوتے ہیں (بالکل اسی طرح روح بھی روحانی آثار کو محسوس کرتی ہے اگرچہ بکمالہ احساس ہمیں نہیں ہوپاتا)۔

(دیکھیے :) یہ جو کچھ آپ لوگوں کے سامنے بیان کیا گیا ہے یہ نہ تو کوئی (ادبی شذرہ و) تحریر ہے (اور) نہ کوئی شاعری، نہ (تکلف ہے اور نہ تصنع ، بلکہ یہ) سب حقیقت ہے، یعنی الحمدللہ یہ کوئی شاعری نہیں ایک حقیقت ہے کہ اللہ نے ہمیں یہ انعامات جو (فی الواقع) ہمارے خواب و خیال اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے وہ ہمیں عطاء فرمادیئے، ہم اللہ کی اس قدر دولتیں (ونعمتیں) لیئے بیٹھے ہیں (بس اس کا ہمیشہ احساس

رکھنے کی ضرورت ہے)، اللہ ہمیں ان (مہتم بالشان نعمتوں) کی قدر دانی اور شکر گزاری کی توفیق دیں، بس یہ فکر رکھنی ہے کہ نفس وشیطان جو دراصل ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں، وہ کہیں ان کو لوٹ نہ لیں، (یہ درحقیقت) ڈاکو ہیں جو ہمارے پیچھے (انہی نعمتوں کو لوٹنے کے لیے) لگے ہوئے ہیں (بس خیال رکھنا ہے کہ) یہ کہیں لوٹ نہ لیں، اللہ تعالیٰ ہمیں نفس وشیطان کے شر سے محفوظ و مامون رکھے اور ہمارے اندر شکر گزاری وقدر دانی (کا مادہ اور محض اپنی ذات سے) مانگنے کی صلاحیت واستعداد پیدا فرمادے۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆

(۱۴۷)

بعد رمضان :حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کا بیان

سلسلہ بیانات نمبر (8)

اب بس وعظ کے اخیر میں حضرتؒ دعائیں مانگنے کے متعلق (ارشاد فرما رہے ہیں کہ)دعاؤں کی اہمیت (کیا ہے)اور دعائیں مانگنے کا انداز (کس قدر) والہانہ ہونا چاہیے، (دیکھو :)جب سوال اللہ کے سامنے (اللہ سے) کیا جا رہا ہے (تو انسان کو خود اندازہ کر لینا چاہیے کہ بوقت دعا) کیسی اس سے بندگی اور کیسی عبدیت ٹپکتی ہے؟

دعاء کیجیئے کہ جو کچھ ہم نے کہا اور سنا (اللہ کریم اس پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائیں، حقیقت یہ ہے کہ) یہ سب اللہ کی عطاء ہے، (ہر وقت زباں پر رہے کہ جیسے) یا اللہ آپ کے انعامات واحسانات برحق (ہیں اسی طرح) ہمیں اپنی رحمتوں اور تعلق خصوصی سے مالا مال فرما دیجیئے ، (آپ نے تو) ہم جس کے حق دار نہ تھے وہ بھی (ہمیں)عطاء فرما دیا، (اے الہ العالمین) مل تو گیا، اب ہم اس دولتِ عظیمہ کو سنبھالیں کیسے؟ (جبکہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ)ہمارے نفس اور شیطان دونوں ڈاکوں ہیں، (سو جب) یا اللہ یہ آپ ہی کی دی ہوئی دولت ہے (تو) آپ ہی (اس کی) حفاظت فرما دیجیئے ، ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

(یہ بھی زباں پر رہے کہ)یا اللہ ہمیں توفیق دیجیئے کہ ہم (آپ کے)انعامات کی قدر (اور)ان کا صحیح مصرف بنا سکیں اور (مزاج ایسا بنا دیجیے کہ) ہمیشہ طلب مغفرت، استغفار اور آپ کی رضاء جوئی کرتے رہیں، یا اللہ! آپ نے جو درست صلاحتیں عطا فرمائی ہیں

انہیں روبکار رکھنے کی توفیق عطاء فرمایئے، (اپنے فضل سے جب آپ نے) اپنے بندوں میں مکرم فرمایا ہے تو (مزید کرم یہ فرمادیجیے کہ اب) ہم ذلیل نہ ہوں۔

(اے کریم) آپ نے (جیسے اس) ماہ مبارک میں سب کچھ دیا ہے (ایسے ہی) اور مہینوں میں بھی عطاء فرمادیجیئے، (وہ سب کچھ) جو اس ماہ رمضان میں دیا ہے (اپنے کرم وفضل سے) وہ (سب کچھ) دوسرے مہینوں میں بھی (یوں ہی) عطاء فرماتے رہیئے۔

(اے رحیم وکریم جیسے) تمام مخلوقات پر آپ نے مومن ہونے کی حیثیت سے فضیلت دی ہے اب (ایسا کرم فرمادیجیے کہ) ہم پر کوئی دنیاوی اثر غالب نہ آنے پائے، یااللہ (جب) ہمیں ایسی (عظیم) حالت میں پہنچادیا ہے (تو اب) ہم سے خوش ہوجایئے اور ہم کو خوش ہی رکھیئے۔

حضرتؒ دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے: یااللہ! ان دولفظوں کا مورد بنا دیجیے: " وارضنا وارض عنا " یعنی اے اللہ: ہم سے خوش ہوجایئے اور ہمیں خوش کردیجیئے، (فرماتے) ہماری پوری زندگی ان دولفظوں میں (عمل کا پیکر بن کر گذرے) " **اللھم زدنا ولا تنقصنا، اکرمنا ولاتھننا، اعطنا ولاتحرمنا، آثرنا ولاتوثر علینا، وارضنا وارض عنا** " یعنی اے اللہ ہم سے خوش ہوجایئے! ہمیں خوش کردیجیئے۔

اور پھر فرماتے تھے کہ یااللہ! میری مجال کہ میں آپ سے کہوں کہ آپ مجھے خوش کردیجیئے، یہ تو محض آپ کے محبوب ﷺ (کی اتباع ہے کہ انہوں) نے چونکہ یہ دعاء مانگی (اس لیے) آپ کے محبوب ﷺ کی اتباع میں میں یہ کہتا ہوں:" وارضنا وارض عنا " ورنہ میری مجال نہیں تھی کہ میں یہ کہہ سکوں کہ مجھے خوش کردیں، (غور فرمایئے:) اس میں سراسر عبدیت، بندگی اور عجز ہے (اور یہی ہمارے حضرات (اکابر قدس اللہ اسرارھم) کی خاص بندگی (کا طغرہ امتیاز ہے)۔

ایک بزرگ نے مجھے سنایا کہ کوئی صاحب حج کے لیے جا رہے تھے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا کہ حضرتؒ! میں حج کے لیے جا رہا ہوں، آپ کے لیے کیا دعاء کروں؟ (اس پر) حضرت خاموش ہو گئے، بیٹھے آنکھیں نیچے کر لیں، پھر کہا کہ عبدیت کاملہ کے لیے دعاء کر دیجیئے گا، یعنی عبدیت کاملہ (نصیب ہو جائے، اور اللہ کریم اپنا) کامل اور مخلص بندہ بنا لیں، آمین، (بلاشبہ) عبدیت سے بڑا کوئی مقام نہیں، اہل اللہ کی نظر میں بھی عبدیت ہی بہت بڑی چیز ہے (جسے یہ ملی اسے گویا سب کچھ مل گیا)۔

(یہ دعا بھی وردِ زباں رہے کہ) یا اللہ! آپ نے (ہم پر) جو انعامات فرمائے، ان کو ہماری غلطیوں سے نقصان نہ پہنچنے پائے، اگر ہم سے غلطیاں سرزد ہوں تو اپنی رحمت اور مغفرت سے تلافی فرما دیجیئے، ہم کو توبہ اور استغفار کی توفیق فرما دیجیئے، یا اللہ! ہم کو ایمانِ کامل، اعمالِ صالحہ اور اپنے محبوب نبی ﷺ کی اتباع کامل کے ساتھ (اس طرح) زندہ رکھیئے کہ (نہ صرف) جب خاتمہ ہو تو انہیں چیزوں پر اور جب حشر ہو تو انہیں چیزوں پر ہو (بلکہ) آپ کی رضائے کاملہ اور حضور ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ (بھی) حاصل ہو اور بغیر حساب کتاب کے ہم سب کو جنت میں داخلہ بھی نصیب ہو جائے۔ آمین

" ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، والحمدللہ رب العالمین، وصلی اللہ علی النبی کریمً " آمین

یا اللہ! اس کاوش وکوشش کو قبول فرما لیجیئے، اور اپنے حضرتؒ کے علوم ومعارف کی اشاعت کا اخلاص کے ساتھ سلیقہ عطاء فرمائیے (اور اپنے فضل کے ساتھ) ان معارف کو مسلمانوں تک پہنچائیے اور ہمیں ان کی قدردانی کی توفیق دیجیئے۔

ہمارے ڈاکٹر صاحبؒ کے درجات بلند فرمائیے، انہیں مقاماتِ قرب میں عالیٰ درجات نصیب فرما دیجیئے اور ہمارے سارے اکابر اور سارے سلسلے کے حضرات اکابر اور بزرگوں کو (مقام رفیع نصیب فرماتے ہوئے) سب کی قبروں کو نور سے بھر دیجیئے اور ہمیں ان کی تعلیمات کی اتباع کی توفیق اور جو حضرات (اکابر) اس وقت حیات ہیں (ان سے بکمالہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیے) اور اپنی حفاظت و عافیت سے ان کو اور ان کے اہل وعیال کو ہمیشہ ہمیشہ ڈھانپے رکھیئے اور ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائیے۔

(اے کریم اللہ:) ان حضرات (اکابر) کی جوتیوں کی برکت سے ہم میں بھی استعداد اور لیاقت پیدا کر دیجیئے، ہمیں بھی کچھ دینی کام اور اپنے بزرگوں کی خدمت اور ان کی باتوں کو مسلمانوں میں عام کرنے کی توفیق وسعادت اور قبولیت عطاء فرما دیجیے۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆

کتاب الاضحیة

(۱۴۸)

قربانی: دراصل جان کی قائم مقام ہے

قربانی! دراصل جان کی قائم مقام ہے، شریعت نے ایک انسانی خون بہا ''سو اونٹ'' مقرر فرمائے، (چنانچہ) حضورﷺ نے سو اونٹ کی قربانی فرما کر یہ بتا دیا کہ دراصل انسانی جان کا بدلہ سو اونٹ ہی ہیں اور یہ سو اونٹ (فی الواقع) جان دینے کا بدلہ ہے، (اس سے معلوم ہوا کہ) قربانی کا اصل مقصد گوشت پوست نہیں بلکہ جان دینا ہے، اس لیے اسے جان کا قائم مقام فرمایا گیا۔

(چونکہ) قربانی دراصل جان کی قائم مقام ہے تو اگر بجائے قربانی کے صدقہ دے دیں تو یہ اپنی جان کی قربانی نہیں (کہلائی گی، غور کیجیے کہ) اگر کسی شخص کو لاکھوں روپے اس شرط پر دے دیئے جائیں کہ وہ اپنی جان ان روپوں کے بدلے میں دے دے تو وہ ہرگز جان دینے پر راضی نہ ہوگا (مگر) اللہ کی رحمت دیکھیئے کہ قربانی کو جان کا قائم مقام بنا کر ہم پر کتنا بڑا احسان کیا، جو اجر وثواب کروڑوں روپے خرچ کرنے پر بھی نہ ملنا تھا وہ اجر وثواب چند روپے خرچ کرنے میں مل جاتا ہے، یہ کتنی بڑی اللہ کی رحمت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ اور فہم عطاء فرمائے۔

آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۱۴۹)

سنة ابیکم ابراھیم

اگر ہم عمر بھر بھی نیک اعمال میں لگے رہیں تو (ہمارے وہ نیک اعمال) حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ایک ادنیٰ سے عمل کے برابر بھی نہیں ہوسکتے، (بلاشبہ) ایک انتہائی ادنیٰ اور چھوٹے سے عمل (کے برابر بھی نہیں ہوسکتے) مگر نبی کریم ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے بقرہ عید کے دن قربانی کو سنتِ ابراہیمی قرار دے کر (اس کا درجہ بے حد بڑھا دیا اور اسے حضرت ابراہیم کا عمل اور ان کی سنت قرار دے دیا، چنانچہ آپ ﷺ سے قربانی کے متعلق جب) پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا "سنة ابیکم ابراھیم" فرمایا کہ تمہارے باپ جدِامجد حضرت ابراہیم کی سنت (وطریقہ) ہے۔

تو جب (اس عظیم عمل کو) سنت کی نیت سے کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر اس قدر اجر وثواب عطاء فرمائیں گے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے، (ہمیں اس کی اصل کا علم ہونا چاہیے کہ) حضرتِ ابراہیم نے صرف ایک خواب کی بنیاد پر اپنے بیٹے کو ذبح کیا اور جو کچھ وہ کر سکتے تھے وہ کر گزرے، جب چھری نہیں کاٹ رہی تھی تو آپ نے (چھری سے مخاطب ہوکر) کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے؟ تو کاٹتی کیوں نہیں؟ تو اس چھری نے کہا کہ آپ اپنا کام کیجئے اور مجھے جو کام دیا گیا ہے میں وہ کروں گی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر

تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ ایک مینڈھا جنت سے لاکر رکھ دیا جس کی قربانی ہوئی، تو (اندازہ کیجیے کہ یہ) کتنا بڑا عمل ہے جو حضرت ابراہیم نے کیا کہ کوئی تصور بھی (بلاشبہ اس کا) نہیں کرسکتا، ظاہر ہے کہ اس کا اجر بھی پھر بے حدو بے حساب ہونا چاہیئے

تھا (جوکہ ہوا) کیونکہ وہ اس (امتحان) میں کامیاب بھی ہو گئے (اور وعدہ بھی پورا کردکھایا)، (پھر اللہ کریم نے کس قدر کرم فرمایا کہ) اسے سنت ابراہیمی قرار دے کر ہمیں بھی اس اجروثواب میں سے حاصل کرنے کا موقع عطاء فرمایا، (پس) مال و پیسہ جتنا بھی بہا دو اور خرچ کردو قربانی کا بدل ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ اس کا بدل صرف اور صرف جان ہو سکتی ہے، (غور کیا جائے تو) یہ بھی اللہ نے اپنی رحمت کی کہ انسانی جان کا مطالبہ نہیں کیا۔

(بلاشبہ یہ کرم خداوندی ہے کہ) جان کے بدلے قربانی کے جانور کے ہدیہ کو بھی قبول کرلیا اور فقط اس قدر پر اتنا اجر وثواب عطاء فرمایا کہ اس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کی حقیقت پہچاننے کی اور اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ



(۱۵۰)

سب سے قیمتی چیز

دربار کی حاضری کے وقت ہدیہ پیش کرنا چاہیئے (اور چونکہ قربانی کے) ایام میں خداتعالیٰ کے دربار میں حاضری ہوتی ہے اور وہ حاضری بھی عاشقانہ ہوتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ کوئی ہدیہ پیش کیا جائے، اور (چونکہ) سب سے قیمتی چیز ہمارے پاس ہماری جان ہے اور عشاق کے شایان شان بھی یہی ہے کہ وہ اپنی جان پیش کریں اس لیے ہمیں بھی یہاں پہنچ کر اصلاتو اپنی جان پیش کرنا تھی مگر ہم لوگ (فی الواقع) عشق الٰہی میں خام تھے اور یہ نہ کر سکتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہم جیسوں کا پردہ رکھ لیا اور حکم دیا کہ اپنی جان کے بجائے کسی جانور کی قربانی پیش کردو، ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے اپنی جان دے دی۔

(سبحان اللہ) کیا ٹھکانہ ہے اللہ کی رحمت کا، (دیکھا جائے تو) بہت سے واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں کہ عشاق نے (اللہ کے حضور اپنی جان پیش کردی، چنانچہ اکثر سنا جاتا ہے کہ فلاں شخص) جب بیت اللہ شریف کے نزدیک پہنچا اور کعبۃ اللہ پر اس کی نظر پڑی تو اس نے چیخ ماری اور وہیں جان اللہ کو دے دی، تو (بھائیو) عشاق نے تو جانیں بھی دیں ہیں (مگر یہ اللہ کا کرم ہے کہ اس نے اس موقع پر ہم سے جان کا نہیں بلکہ قربانی کے جانور کا مطالبہ کیا)۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں عظمت، محبت، تعلق مع اللہ اور توحید کو ان اعمال کی برکت سے راسخ فرما دے، آمین، اور اس میں خالص کر دے اور ان نعمتوں سے ہمیں نوازے۔ آمِین! یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ

(۱۵۱)

خاتمہ

قربانی اور اس کی اہمیت سمجھانے کے سلسلے میں حضرت مفتی محمد حسن صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور کی ایک تقریظ سے اقتباس پیش کر رہا ہوں، آج ان شاء اللہ یہ آخری اقتباس پیش کر کے اس موضوع کو ختم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان بیانات کو قبول فرمائے اور اپنی رضاء کا ذریعہ بنائے، اور (اس باب میں) بعض لوگوں کی جو غلط فہمیاں ہیں ان کو دور کرنے کا اس کو ذریعہ بنا دے۔

تو فرمایا کہ قربانی جان کا بدلہ ہے اور قربانی کرنے سے جان دینے کا ثواب ملے گا، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قربانی نہ کرو، روپیہ دے دو، خیرات کر دو اور قیمت دے دو، کیا کوئی ذی ہوش شخص یہ خیال کر سکتا ہے کہ یہ روپیہ و قیمت جان کے برابر ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، (حقیقت یہ ہے کہ) اگر کروڑوں روپیہ بھی خرچ کر دیا جائے اور خیرات کر دی جائے تو بھی قربانی کا ثواب حاصل نہ ہوگا، اس قربانی کے لیے تو ذبح جانور شرط ہے، وہ (جب تک) پوری نہ ہوئی قربانی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ و فہم دے اور آج کل کے دور میں جو فتنے پیدا ہو رہے ہیں ان سے ہمیں اور ہماری نسلوں کو بچائے اور ہمیں ذوق وشوق کے ساتھ جانوروں کی قربانی اللہ کے نام پر سنت ابراہیمی کی نیت سے ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، قربانی کے اس عمل کے ذریعے ہمیں مقامِ قبولیت تک پہنچائے اور اپنی رضاء وخوشنودی کا ہمیں مورد بنائے۔ آمِیْن! یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

حصہ سوال وجواب

(۱۵۲)

سوال وجواب نمبر: 1

سوال: احقر نے عرض کیا! اہل وجاہت سے مرعوبیت ہوتی ہے، ایسے لوگوں سے دین کی باتیں کس انداز سے کی جائیں؟

جواب: فرمایا! عام اور آسان باتیں کی جائیں، "تسہیل شوقِ وطن" کے مضامین کا ذکر زیادہ مفید ہے، "تسہیل شوقِ وطن" یہ حضرت کی کتاب ہے جس میں جنت اوراس کی نعمتوں کا ذکر ہے، اس کے مضامین کی جو تسہیل ہے یعنی جنت میں اللہ کی کیا کیا نعمتیں اور کیا کیا انعامات ہیں؟ کیا کیا کچھ ہمارا منتظر ہے اور کیا کیا بشارتیں ہیں؟ اور دنیا میں مؤمن کو (ایمان وعمل صالح کے بدلے میں) کیا کیا ملتا ہے؟ ایسی باتوں کا تذکرہ زیادہ مفید ہے۔

الحمدللہ احقر نے اس پر عمل کیا اور جب بھی لوگوں میں وہ حدیث بیان کی (اس کا بے حد نفع دیکھا)، آج کل بھی الحمدللہ یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ جنت کی نعمتوں کا تذکرہ "شوقِ وطن" میں سے (ہی پیش کیا جارہا ہے) اور جب بھی (''شوق وطن'' سے پڑھاتو) دیکھا کہ اس سے لوگوں کو بہت نفع وفائدہ ہوتا اور لوگوں کی ڈھارس وہمت بندھتی ہے، (بالخصوص) بعض لوگ بیماری میں ہوتے ہیں، بیماری کی حالت میں ہی ان کو اگر "شوقِ وطن" اور جنت کے انعامات واحسانات سنائے جائیں تو انہیں بڑی ڈھارس اور ہمت ملتی ہے۔

چنانچہ خود میرے (متعلقین میں) ایک صاحب جن کے بھائی سخت بیمار تھے اور جن کو احقر نے حضرت کی نصیحتوں کے مطابق کہا کہ "شوقِ وطن" کی وہ احادیث جن میں

جنت کے حسن کا ذکر ہے وہ بھائی کو پڑھ کر سنائیں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ الحمد للہ وہ احادیث ہم نے سنائیں تو واقعی اس سے بڑا فائدہ ہوا۔

(بلاشبہ)" شوقِ وطن "لائق مطالعہ کتاب ہے، حضرت تھانویؒ نے اس کو بڑی کوشش کر کے عوام کے لیے آسان فرمایا اور اسی کے عنوان اور منتخب احادیث (عام طور پر بیانات میں) ساتھ ساتھ میں بھی سنا رہا ہوں، ان شاء اللہ یہ سلسلہ بھی جاری رہے گا، اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے اور نافع فرمائے اور آخرت کی فکر اور اس کے لیے اعمال کا شوق عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۵۳)

سوال وجواب نمبر:2

سوال نمبر 2: حضرت نے ایک بار احقر کوفرمایا تھا (بلکہ) کسی بات پرٹو کا تھا کہ توکل کی کمی ہے یعنی تمہارے اندر جیسا توکل ہونا چاہیئے ویسا توکل نہیں، اور میں نے چونکہ اپنے کچھ احوال ذکر کئے تھے جس کے جواب میں حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ توکل کی کمی ہے (اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوال و جواب آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں ،حضرت کے اس ارشاد پر) میں نے پوچھا کہ توکل کی کمی کوکس طرح پورا کیا جائے؟ یعنی مرض کی تو تشخیص ہوگئی، اب علاج تجویز فرما دیجیے تا کہ اس مرض سے نجات مل سکے۔

جواب: تو فرمایا! کہ اللہ کے حاکم وحکیم ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے ناصر و ولی ہونے کو بھی سوچا جائے کہ حاکم ایسے کہ زمین کا کوئی ذرہ ان کی مشیت کے بغیر ہل نہیں سکتا اور حکیم ایسے کہ ان کے سارے کام نہایت ہی حکمت بالغہ کے ساتھ ہوتے ہیں، ایسے نہیں کہ الٹے سیدھے (اور کیف ما اتفق ہوں، بلکہ اس قدر) حکمت بالغہ کے ساتھ ہوتے ہیں کہ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

تو ان دونوں ناموں کو سوچیں کہ حاکم ہونے کے ساتھ ساتھ حکیم بھی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ناصر بھی ہیں یعنی اپنے بندوں کے مددگار بھی ہیں اور ولی بھی ہیں یعنی اپنے بندوں کے دوست بھی ہیں، (تو فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کے ان چار ناموں کو سوچو! تو ان سے اللہ کے اوپر توکل پیدا ہوگا اور فکر و پریشانی رفع ہوگی۔

پھر مزید فرمایا! کہ جب بڑے اپنے چھوٹوں کے سپرد کوئی کام کرتے ہیں مثلاً پڑھواتے ہیں تو اسکول میں داخل بھی کرتے ہیں، فیس بھی ادا کرتے ہیں، کھانے پینے کا اور کتابوں کا خرچ بھی ادا کرتے ہیں، اس کو سکول چھوڑ کر بھی آتے ہیں، جب ہم عاجز و محتاج ہو کر اپنی اولاد کی اس قدر فکر کرتے ہیں اور ان کے آرام و راحت کا اتنا خیال رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہیں، ناصر و ولی ہیں، کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارا خیال نہ رکھیں؟ سوچنے کی بات ہے؟

ایک بار فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے دس ناموں کو سوچا کرو! حاکم و حکیم ہونے کو، ناصر و ولی ہونے کو، رحمٰن و رحیم ہونے کو، رب العالمین ہونے کو، کریم و مالک اور وکیل ہونے کو (خوب سوچا کرو، غور کرو کہ) جو اللہ تعالیٰ ہزاروں باپوں سے زیادہ مہربان ہے، وہ کیونکر ہمارا خیال نہ رکھے گا؟ (یہ سوچو گے تو) اس سے آدمی کو فوراً ایک تقویت ملتی ہے، اسے ایسی ایک انرجی ملے گی جو اس کو اس پریشانی میں اپنا نفس قابو میں کرنے میں مدد دے گی۔

ایسے ہی ایک بار حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفیؒ نے ایک صاحب کو جنہوں نے اپنی فکروں و پریشانیوں کا ذکر کیا تھا یہ فرمایا میاں! اللہ پر بھروسہ کرو! اللہ پر بھروسہ کر کے دیکھو! خواہ تجربۃً ہی ہو، پھر دیکھو کہ کیا سے کیا ہوتا ہے، (خوب یاد رکھیے کہ) اللہ پر بھروسہ اور توکل بہت بڑی چیز ہے، (یہ عقیدہ) ایک چٹان کی مثل ہے جس سے آدمی کو تقویت و قوت نصیب ہوتی ہے۔

حدیث میں دعا ہے کہ " اللھم اجعلنی ممن یتوکل علیکٰ فکفیتہ " اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دیجئے جنہوں نے آپ پر بھروسہ کیا تو آپ ان کے لیے کافی ہو گئے، (ایک اور دعا ہے)" حسبنا اللہ و نعم الوکیل " اللہ تعالیٰ ہماری ساری

ضرورتوں وحاجتوں کے لیے بالکل کافی ہے، کسی کی مدد واعانت کی ہمیں ضرورت نہیں۔

(سچ یہ ہے کہ) اللہ کے اوپر توکل وبھروسہ ایک بہت بڑی دولت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا وافر حصہ عطاء فرمائے کہ (یہ ایسی عظیم دولت ہے کہ) جس سے آخرت میں تو نتیجہ ملے گا ہی دنیا کی زندگی بھی پرسکون واطمینان ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۵۴)

سوال وجواب نمبر:3

یہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ سے کچھ احقر کے سوالات و جوابات کا سلسلہ چل رہا تھا، آج سوال نمبر تین کا ذکر کروں گا، احقر نے حضرت سے پوچھا! کہ حضرتؒ نے ایثار و قربانی کا جو عملی طریقہ تجویز فرمایا تھا اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے؟ (یہ سوال اس وجہ سے ہوا کیونکہ) قربانی اور دوسروں کے لیے ایثار (شرعا) ایک بڑی اہم چیز ہے (جس کا اہتمام از بس ضروری ہے)۔

تو حضرت والاؒ نے اس کے جواب میں فرمایا: (قربانی وایثار کا) اول درجہ حاصل ہو جائے تو (خوب ہے وگرنہ) دوسرا درجہ (اختیار کرلو، اور اگر وہ بھی حاصل نہ ہو پائے) تو تیسرا (درجہ اختیار کرلو، اور اگر اس کی ہمت بھی نہیں ہو پا رہی اور) یہ بھی حاصل نہیں ہو رہا تو کم از کم پاس نمبر ہو جائیں تو یہ بھی کافی ہے، مایوسی و ناامیدی کی ضرورت نہیں ہے (کیونکہ) جب آدمی مایوس و ناامید ہو جاتا ہے تو پھر وہ کوشش میں کمزور ہو جاتا ہے، (اس لیے) فرمایا! کوئی بات نہیں، پاس ہی ہو جائے تب بھی کافی ہے۔

احقر نے عرض کیا! نفس پر سختی کروں؟ فرمایا! نہیں، اگر "امرین" میں یسر والے کو اختیار کرے (تو بہتر ہے) یعنی اگر دو امور میں اختیار دیا جائے تو آسان والے کام کو اختیار کرے مثلاً ایک راستہ دس میل ہے اور دوسرا ایک میل کا ہے تو کون سا اختیار کرو گے؟ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں کبھی نفل کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں، کبھی بیٹھ کر اور کبھی یوں (اپنی مزید سہولت کے مطابق)، یہ تینوں درجے عزیمت و رخصت کے ہیں۔

اگر اعلیٰ درجہ نہ بھی حاصل ہو سکے (تو کوئی بات نہیں) لیکن اس کے لیے کوشش و جدو جہد جاری رکھے (وہ نہ چھوڑے) اور مایوسی و ناامیدی کو پاس بھی نہ پھٹکنے دے، ہم بندے ہیں، ہمارا کام تو صرف کوشش کرنا ہے، باقی کامیاب کرنا تو اللہ کے ہاتھوں میں ہے، (تم اس کی فکر) چھوڑو، تو یہ ایک لائحہ عمل بتا دیا۔

اب لوگ کیا غلطی کرتے ہیں؟ (وہ یہ کہ کسی بھی عمل کا ایک) اونچا درجہ مقرر کرلیا اور سوچتے ہیں کہ (بس اس درجے کے عمل اور) اسی چیز کو حاصل کرنا ہے، پھر وہ جب نہیں ہو پاتی کیونکہ وہ اپنے اختیار سے باہر ہوتی ہے، اور اپنی صحت وتندرستی کے اعتبار سے دیکھتے ہوئے اس کا حاصل کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے تو (ناامید ہوکر کوشش چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ انہیں سوچنا چاہیے تھا کہ) اس کے حاصل کرنے کا جو سہل طریقہ ہے چلو فی الحال (اسے اختیار کرکے) پاس ہی ہو جاتے ہیں اور پھر اعلیٰ درجے کے لیے ہلکے ہلکے کوشش کرتے رہیں گے (تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہوتا)۔

(خوب یاد رکھو کہ) اپنے نفس پر زیادہ سختی مت کرو، اس سے نفس بگڑ جائے گا، اور اس کے اندر مایوسی و ناامیدی کے حالات و جذبات پیدا ہونے لگیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ وفہم اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



(۱۵۵)

سوال وجواب نمبر:4

سوال نمبر 4: ایام بیض کے روزے رکھنے کے متعلق دریافت کیا :تو جواب ارشادفرمایا کہ (دیکھو جیسے) فرض نماز کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے مگر کوئی عذر ہوتو اس کا فیصلہ وہ (شخص مصلی) خود ہی کرے گا کہ اٹھنے و بیٹھنے میں کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ دوسرے کو اس کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے؟ بس (اسی طرح)نفل روزوں میں بھی اپنی صحت وقوت کو دیکھ کر خود فیصلہ کرے۔

نفل روزہ اپنے مشاغل کا جائزہ لے کر (طے کرنا چاہیے کہ رکھنا ہے یانہیں)ایسا نہ ہو کہ روزہ رکھنے سے کسی ضروری کام یا فرائض میں خلل پڑ جائے،(اس لیے اچھی طرح جائزہ لے کر)اس کا فیصلہ خود کرے اوراس میں ہرطرح کی آسانی وسہولت کا معاملہ اپنے ساتھ کرے،نفس پر زیادہ سختی وتنگی کسی طور نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ وفہم عنایت فرمائے اوراس کے مطابق عمل کی کوشش کرنے کی توفیق عطاءفرمائے اورایسے صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطاءفرمائے جن میں نفس وشیطان کی آمیزش نہ ہو۔

آمین یا رب العالمین



(۱۵۶)

سوال وجواب نمبر:5

سوال نمبر 5: احقر نے دریافت کیا کہ جب ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو اس کی مناسبت سے مجلس میں مضامین پڑھنے کا میرا معمول ہے، اس میں کچھ ایسی کتابیں جو حضور ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعلق ہوں ان کے پڑھنے کا معمول ہوتا ہے، اس پر مجھے کچھ اشکال والجھن سی ہے۔

تو جواباً پوچھا! کیا غیر ربیع الاول میں بھی یہ معمول رہتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، تو تعجب سے فرمایا! تو پھر تمہیں اس پر کیا اشکال ہے؟ یعنی اور دنوں میں بھی پڑھو اور ربیع الاول میں کچھ زیادہ پڑھو (تو اس میں کوئی اشکال والجھن والی بات نہیں)

اشکال (البتہ) اس پر ہونا چاہیے کہ پورے سال بھر تو اس کا کوئی ذکر وشکر نہیں، بس ربیع الاول کے بارہ دنوں میں معمول رکھا جائے، (ہاں اگر) پہلے بھی کرو اور ربیع الاول (میں بھی اور اس) کے بعد بھی کرو الغرض پورے سال حضور ﷺ کا ذکر جاری رکھو (تو اس میں) ان شاء اللہ کسی (امر شنیع) کا اطلاق نہیں ہوگا (بلکہ یہ) بالکل صحیح طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ بڑوں کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین



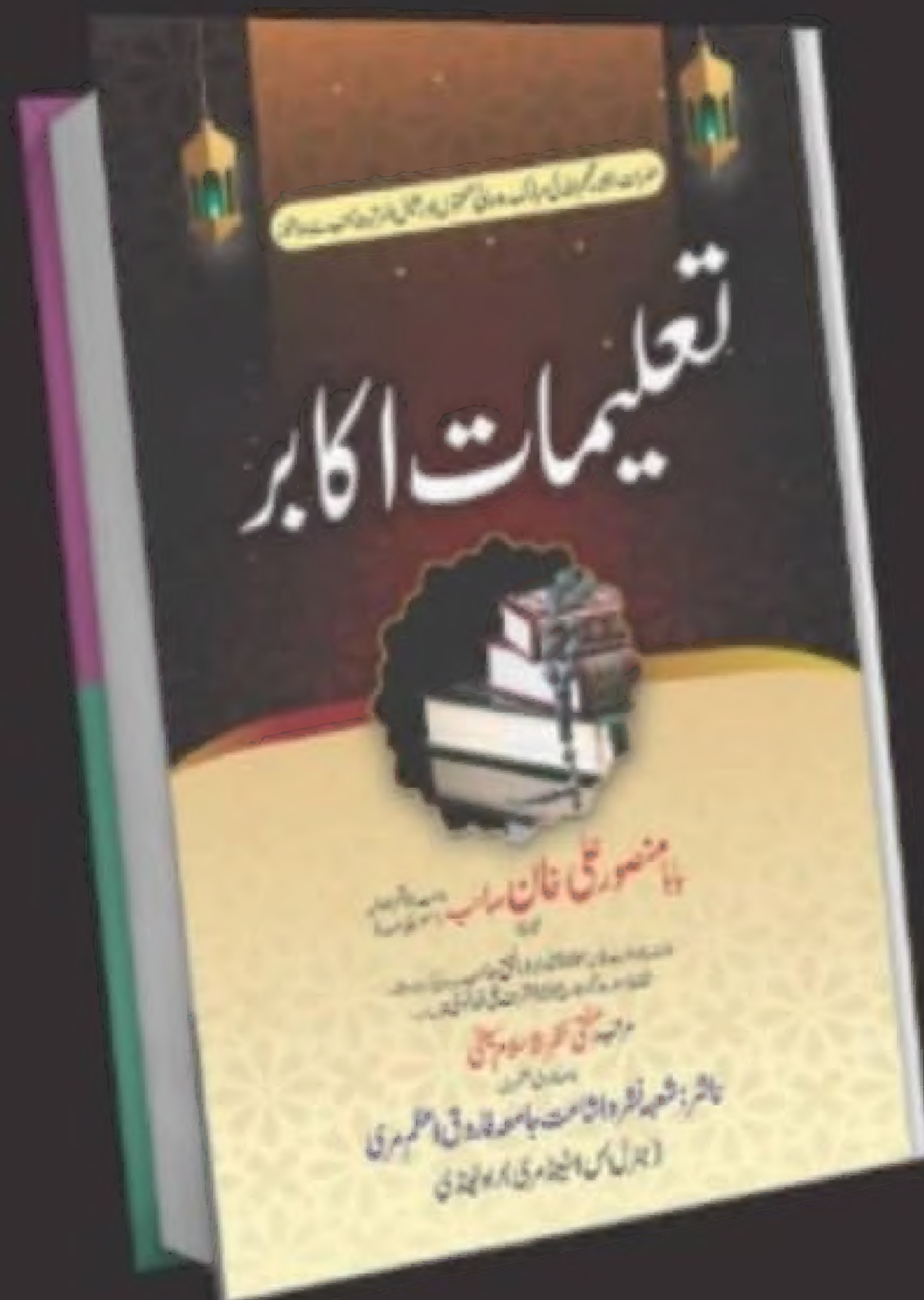
(۱۵۷)

سوال وجواب نمبر: 6

19 جولائی 1998ء بمطابق 12 ربیع الاول 1419ھ کو بروز جمعرات صبح گیارہ بجے برمکان انوار الحق صاحبؒ حضرت والا شاہ ابرار الحقؒ سے ملاقات ہوئی، احقر نے کچھ سوالات پوچھے تو وہ سوال مع جواب کے پیش کررہا ہوں۔

سوال: باوجود خواہش وترغیب کے خواتین اور بچے مجالس میں نہیں آتے، یعنی ہفتہ وار مجلسوں میں خواتین اور بچے باوجود ترغیب کے نہیں آتے؟ تو جواباً فرمایا کہ اس کی فکر نہ کریں کہ کتنے آئے اور کتنے نہیں آئے؟ یہ تو دکان ہے، کبھی گاہک کم اور کبھی زیادہ ہوں گے، (دیکھو جیسے) دکان پر مختلف مزاجوں کے لوگ آتے ہیں اور کسی کو کوئی چیز پسند آتی ہے تو کسی کو نہیں پسند آتی، جس کو پسند آتی ہے وہ لے لیتا ہے اور جس کو نہیں پسند آتی آگے چلا جاتا ہے، لہٰذا اس کی زیادہ فکر نہ کیا کرو کہ کتنے آئے اور کتنے گئے؟

اسی سے ملتی جلتی ایک ہدایت مجھے ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمائی تھی، مجھ سے پوچھا کہ مجلس میں کتنے لوگ آتے ہیں؟ میں نے عرض کیا پانچ، چھ لوگ آجاتے ہیں، کہنے لگے بس کافی ہیں، زیادہ کے پیچھے نہ پڑو! اور یہ یاد رکھو! کہ آنے والوں کو اپنا مقصود نہ بناؤ! جس کا دل چاہے آئے اور جس کا دل چاہے جائے، بس ہمیں تو اپنے کام سے کام ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ اسی میں برکت دے دیتے ہیں، مخلوق سے نظر ہٹانا اور اللہ پر نظر جمانا، اس پر توکل اور اعتماد کرنا اور اس کی رضاء جوئی کی طلب کرنا (یہ اصل ہے اور اسی کی کوشش رہے)، اللہ تعالیٰ ہمیں اس جماعت کی قدر کرنے کی توفیق دے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.


تعلیمات اکابر
منصور علی خان صاحب